ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

جمادی الاخریٰ ۱۴۲۱ھ
ستمبر ۲۰۰۰ء

۹

گناہوں کا کفّارہ

نیا حکومتی نظام مسائل کا حل نہیں

نچلی سطح تک اقتدار کی منتقلی

قادیانیت
انگریز کا خود کاشتہ پودا

غیرت کا قتل

اللہ کی مار.... قادیانی پاگل ہوگیا

ظلمتِ کذب سے عظمتِ صدق تک

اخبارُ الاحرار
اخبارُ الجہاد

حاصلِ آزادی تجدیدِ غلامی

ہمارے سرمایۂ عظمت میں سب سے بڑا جوہر، تاریخ اسلامیات ہند کے دین پرور باغی اذہان اور وارث نبوت مقدس انقلابی وجودات کے حاصلِ دنیا و دین افکار و اعمال سے وابستگی ہے۔ معماران قصر خلافت و امامت۔ اور مسافران شاہراہ حکومت و نیابت کی حیات نو کا پیامبر ہونے کی حیثیت سے اپنے مشترک العقائد ساتھیوں اور متحد المساعی رفقاء کی خدمت میں "تجدید عہد کا ایمان افروز انقلابی پیغام پہنچا رہے ہیں۔ ہمارے وہ ادیب اور شاعر جو ملک کے دور دراز گوشوں میں خون تمنی پر مزار حسرت بنے بیٹھے ہیں اور ہم سے سوال کرتے ہیں کہ کیا ان کی مشترکہ مساعی کا یہی کچھ ماحصل تھا؟..... کیا انہوں نے اسی دن کیلئے پھول جیسی جوانیوں پر پتھروں کا بوجھ ڈھویا تھا۔ کہ ان کے خلوص و ایثار کو قتالۂ فرنگ کے اشارۂ ابرو پر یوں قربان کر دیا جائے؟ کیا انہوں نے اسلئے استلاء غلامی کے خارزار اور ظلم و جفا سے سلگتے ہوئے صحرا کو عبور کیا تھا کہ خون کی ندی میں تیر کر لیلیٰ حریت و خلافت سے ہم کنار ہونے کے بجائے انہیں تجدید غلامی کی صبح کاذب کو اپنا حاصل انتظار اور مقصد وصال بتانے پر مجبور کیا جائے۔ کیا وہ ضعیف مائیں جو نگاہوں کی روشنی بار چکی ہیں اور وہ اداس باپ جو قلوب کا سکون گنوا چکے ہیں انہوں نے ہمیں اس روز بد کے لئے جنا تھا کہ ان کی کشت آرزو انہی کے سامنے یوں پامال و تاراج کر دی جائے۔

چمن کو اس لئے مالی نے خوں سے سینچا تھا
کہ اس کی اپنی نگاہیں بہار کو ترسیں

بلبل ہمہ تن خون شد و گل شد ہمہ تن چاک
اے وائے بہارے اگر اینست بہارے

آج ہم سب کو بچھڑے ہوئے ساتھیوں کے اس دلدوز اندوہ گیں، جگر پاش، اور غمناک سوال پر امعان نظر اور صمیم قلب سے سوچ بچار کرنا ہے، کیونکہ یہ سوال محض ادبی اور سیاسی نہیں۔ اس پر ہمارے سوختہ بخت ملک اور ہماری معتوب و مبتلیٰ قوم کے مبہم دینی و اجتماعی مستقبل کا انحصار ہے۔ ہم اپنے رفقاء کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم ہر ممکن و مقدور قربانی دے کر دین و ملت کے مشترکہ اثاثہ کی حفاظت کریں گے۔

فتن و شرور کے اس نئے دور اور ایمان گسل حالات ہم انقلاب پسند اور خدا شناس لوگوں کو نئے عزم کے ساتھ اپنے مکمل تعاون کا یقین دلاتے ہیں اور تعاون کے طالب و خواستگار ہیں۔ ان تنصر واللّٰہ ینصر کم ویثبت اقدامکم

آئیے ہم سب مل کر ورثۂ خلافت و نبوت کی حفاظت کا حلف اٹھائیں اور ملک کے تمام انقلاب پسند مسلم عناصر کو از سر نو تقویت بخشنے اور منظم کرنے کی جدوجہد میں ایک دوسرے سے سبقت کریں۔ تاکہ عادل مطلق کی بارگاہ میں رسوائی دین فطرت کے ہولناک جرم کی پاداش میں ہمیں خجل اور سرنگوں نہ ہونا پڑے، اور دارالامتحان میں ہماری سعی تجدید وجہاد، ذریت ابلیس اور اولیاء طاغوت کے لئے بازیچہ تمسخر نہ بن کے رہ جائے۔ فاللّٰہ مولنا ولا مولیٰ لہم

ناموس ملت کی ارزاں فروختگی کا نوحہ گر

سید ابوذر بخاری

۲۳ محرم ۱۳۶۹ھ مطابق ۱۵ نومبر ۱۹۴۹ء

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

Regd: M. No. 32

جلد ۱۱ | شمارہ ۹ | قیمت ۱۵ روپے

جمادی الاخریٰ ۱۴۲۱ھ
ستمبر 2000ء

بیاد امیر شریعت حضرت سید الاحرار سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیرجی
سید عطاء المھیمن بخاری مدظلہ

مدیرِ مسئول

سید محمد کفیل بخاری

رفقاءِ فکر

مولانا محمد اسحٰق سلیمی
پروفیسر خالد شبیر احمد
عبد اللطیف خالد چیمہ
سید یونس الحسنی
مولانا محمد مغیرہ
محمد عمر فاروق

زرِ تعاون سالانہ

اندرونِ ملک 150 روپے
بیرونِ ملک 1000 روپے پاکستانی

رابطہ: دارِ بنی ہاشم ، مہربان کالونی ملتان ☎ 061.511961

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

ناشر: سید کفیل بخاری   طابع: تشکیل احمد اختر   مطبع: تشکیل نو پرنٹرز   مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم ملتان۔

تشکیل

دل کی بات:	اداریہ	مدیر	۳
افکار:	غیرت نام تھا جس کا....	محمد عمر فاروق	۵
" "	گناہوں کا کفارہ	محمد عمر فاروق	۷
دین و دانش:	فتح مبین	مولانا عبدالحق چوہانؒ	۸
نقد و نظر:	نچلی سطح تک اقتدار کی منتقلی	عبدالرشید ارشد	۱۳
" "	غیرت کا قتل	عطاء اللہ صدیقی	۱۷
" "	قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید	حافظ ارشاد احمد دیوبندی	۲۴
" "	رافضی ماہر مضمون کی کارستانیاں	چودھری ثناء اللہ بھٹہ	۲۶
" "	تحریکِ آزادیٔ کشمیر کا آخری مرحلہ	سید سلیمان بخاری	۲۷
ردِّ قادیانیت:	ظلمت کذب سے عظمتِ صدق تک	سید یونس الحسنی	۲۹
" "	قادیانیت، انگریز کا خود کاشتہ پودا	طاہر عبدالرزاق	۳۴
" "	اللہ کی مار...... مباہلہ میں ہارنے والا قادیانی پاگل ہو گیا		۳۸
" "	لدھیانہ میں قادیانیوں کے خلاف مظاہرہ	محمد عثمان لدھیانوی	۳۹
شاعری:	(نعت) سید کاشف گیلانی۔ (غزل) پروفیسر عابد صدیق (نظم) سید یونس بخاری		۴۲
طنز و مزاح:	زبان میری ہے بات ان کی	ساغر اقبالی	۴۴
اخبار الاحرار			۴۵
اخبار الجہاد		ادارہ	۵۱
سفر نامہ:	مشاہدات و تاثرات	پروفیسر خواجہ ابوالکلام صدیقی	۵۳

دل کی بات

نیا حکومتی نظام .... مسائل کا حل نہیں

پاکستان کے منتظم اعلیٰ جنرل مشرف نے ملک کو نئے حکومتی نظام سے ہم آہنگ کرنے کا اعلان کیا ہے.... ان کا کہنا ہے کہ "ضلعی حکومتیں قائم کی جائیں گی اور اقتدار نچلی سطح تک عوام کو منتقل کیا جائے گا"۔

ہمارے خیال میں مجوزہ نیا نظام کوئی انقلابی قدم ہے نہ موجودہ ملکی مسائل اور بحران کا کوئی مستقل حل ہے۔ جنرل ایوب خان اور جنرل ضیاء الحق نے اپنے اقتدار کو طول دینے کیلئے جو تجربات کئے انہی کو مدّ نظر رکھتے ہوئے موجودہ عسکری حکمران بھی ایک تجربہ کرنے کی کوشش میں ہیں۔ ضلعی حکومتوں کا نظام بھی دراصل سابقہ تجربات کا تسلسل اور ان کا جدید ایڈیشن ہے۔

جناب جنرل مشرف نے بھاری ہینڈیٹ والی کرپٹ لیگی حکومت کو برطرف کرنے کے بعد فوجی حکومت کے قیام کا جواز یہ پیش کیا تھا کہ ملک کے سارے نظام کو کرپٹ کر دیا گیا تھا اور قومی خزانے کو لوٹا جا رہا تھا۔ ہم کرپشن ختم کر کے اور نظامِ حکومت درست کر کے واپس بیرکوں میں چلے جائیں گے۔ موجودہ حکومت اکتوبر میں اپنی پہلی سالگرہ منا رہی ہے۔ لیکن معمولی تبدیلی کے ساتھ مسائل جوں کے توں ہیں۔ ملک کی معیشت آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے یہودیوں اور عیسائیوں کے قبضہ میں ہے۔ آئندہ پیدا ہونے والا بچہ بھی مقروض پیدا ہو گا۔ سرکاری ادارے فروخت ہو رہے ہیں۔ حتیٰ کہ تعلیمی ادارے بھی برائے فروخت ہیں۔ کشمیر کی صورت حال نازک ترین مرحلہ میں ہے۔ امریکہ، بھارت اور اسرائیل تقسیم کشمیر کے سازشی منصوبے کو مکمل کرنے میں مصروف ہیں۔ امریکہ کی ساری تگ و دو جنوبی ایشیاء میں اپنے تسلط اور مؤثر کردار کیلئے ہے۔ خصوصاً چین اب امریکی آنکھ میں خار کی طرح کھٹک رہا ہے۔ ملک کے انتظامی، قانونی و عدالتی، سیاسی و تعلیمی، سماجی و ثقافتی اور معاشی و اقتصادی ادارے اور ان کی پالیسیاں یہودیوں اور عیسائیوں کی این جی اوز کے نرغے میں ہیں۔ ظاہر بات ہے یہ این جی اوز جن کا کھاتی ہیں انہی کا گاتی ہیں۔ اور انہی کیلئے سرگرم عمل رہتی ہیں۔ دین اسلام کے حوالے سے ہر اچھی قدر کو مٹانا اور مسلمانوں کے عقائد و اعمال کو بگاڑنا این جی اوز کا مشن ہے۔ ہمارے ملکی نظام میں این جی اوز کا اثر و نفوذ تسلسل کے ساتھ بڑھ رہا ہے اور موجودہ حکومت کے زیر سایہ انہیں اپنے عزائم اور سرگرمیاں پروان چڑھانے کے بہتر مواقع میسر آ رہے ہیں۔ یہ صورت حال صرف دینی جماعتوں اور دینی اداروں کیلئے ہی قابلِ تشویش نہیں بلکہ پوری قوم کیلئے لمحۂ فکریہ ہے۔ قیام پاکستان کے مقاصد کو یہود و نصاریٰ کے مفادات کے مرگھٹ پر بڑی بے دردی کے ساتھ ذبح کیا جا رہا ہے اور تحریک پاکستان میں قربانیاں دینے والوں کی آرزوؤں کا خون کیا جا رہا ہے۔ وہ عہد، جو ہمارے اجداد نے ملک بناتے وقت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا تھا ۵۳ برسوں میں تسلسل کے ساتھ اس کو توڑا اور پامال کیا گیا۔ کیا موجودہ حکمرانوں اور سیاست دانوں کے پاس نئی نسل کے اس سوال کا جواب ہے کہ پاکستان انہی مقاصد کی تکمیل کیلئے قائم ہوا تھا؟ ملک کے موجودہ حالات اسی عہد شکنی کی سزا ہیں۔ یہ المیہ ہے کہ ہمارے ۵۳ برس حکومتوں کی اٹھا پٹخ، اقتدار کی رسہ کشی اور شخصی و سیاسی تصادم کی نذر ہو گئے۔ بانئ

افسوس! ہمارے سفاک حکمرانوں اور شقی القلب سیاست دانوں نے اللہ کے قرب میں بیٹھ کر پھونکہ اور دغا کیا۔ یہ ایسے ستم ظریف نکلے کہ اپنے سگے اور پیارے بھائی "مشرقی پاکستان" کے قتل کے بعد بھی عبرت حاصل نہ کی۔ اور بعض سفلہ صفت لعینوں اور کمینوں نے الٹا خوشی اور جشن منایا کہ ہمارا بوجھ ہلکا ہو گیا۔ جبکہ قوم آج تک اپنے اس بازو کے کٹنے اور محبوب بھائی کے سفاکانہ قتل کے غم میں سسکیاں لے رہی ہے۔ افسوس کہ آج تک کسی قومی مجرم اور غدار کو سزا نہیں دی گئی بلکہ انہیں انگریز کے جرائم پرور اور کالے قوانین کے گھنے سائے میں تحفظات فراہم کر کے پالا پوسا جا رہا ہے۔ حالانکہ ضرورت اس بات کی تھی کہ پاک دھرتی کو ان بھیڑیوں کے بوجھ سے آزاد کرایا جاتا لیکن افسوس، صد افسوس! جو کچھ ہوا اس کے برعکس ہوا۔

حال ہی میں سانحۂ مشرقی پاکستان پر حمود الرحمن کمیشن کی تحقیقاتی رپورٹ بھارتی جریدے "انڈیا ٹوڈے" نے انٹرنیٹ پر جاری کر کے پاکستانی حکمرانوں اور قوم کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے۔ یہ رپورٹ گزشتہ اٹھائیس انتیس سال سے ایک معمہ اور راز بنی ہوئی تھی۔ ہر سیاست دان نے اقتدار میں آنے سے پہلے اسے موضوع گفتگو بنایا اور شائع کرنے کا وعدہ کیا مگر اقتدار میں آ کر اسے فراموش کر دیا۔ کمیشن نے اپنی تحقیقات میں سقوط مشرقی پاکستان کے ذمہ داروں کے مکروہ چہروں سے نقاب کشائی کی ہے اور ان کیلئے سزا دینے کی سفارش کی ہے۔ لیکن ہمیں یقین ہے کہ ان قومی مجرموں کو سزا نہیں دی جائے گی۔

ہم پاکستان کے موجودہ عسکری حکمرانوں سے گزارش کرتے ہیں کہ

۱۔ نیا حکومتی نظام مسائل کا حل نہیں۔ مسائل کا حل صرف اور صرف یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ہوا عہد پورا کیا جائے اور پاکستان میں فوری طور پر مکمل اسلامی نظام نافذ کیا جائے۔

۲۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی نفاذ اسلام کے سلسلہ میں سفارشات پر عمل درآمد کیا جائے۔

۳۔ جس طرح حکومت نے سپریم کورٹ کے اس فیصلے کو قبول کیا ہے کہ موجودہ حکومت ۳ سال تک اپنا ایجنڈا مکمل کر کے اقتدار قوم کے نمائندوں کو منتقل کر دے۔ اسی طرح سپریم کورٹ کی طرف سے سود کی تمام شکلوں کو حرام قرار دیئے جانے اور اسلامی نظام معیشت کو رائج کرنے کے فیصلے کو بھی فوری طور پر قبول کر کے ملک کو سود کی لعنت سے پاک کیا جائے۔

۴۔ اول تو نیا نظام فی نفسہٖ غلط ہے اور اس میں خواتین کی نمائندگی ہر لحاظ سے ناقابل قبول ہے۔ یہ نظام ہمارے عقائد سے مطابقت رکھتا ہے نہ سماجی قدروں سے۔ اس کے نفاذ سے بہتری ممکن نہیں بلکہ پھر وہی جرائم پیشہ سیاست دان اور بددیانت طبقات ہی قوم پر مسلط ہوں گے۔

مجلس احرار اسلام تو "جمہوریت" کو ہی کلی طور پر مسترد کرتی ہے اسلئے نئے حکومتی نظام کو کیسے قبول کیا جا سکتا ہے؟

۵۔ حکومت، ملک میں این جی اوز اور غیر مسلم اقلیتوں کی سرگرمیوں کا ازسر نو جائزہ لے۔ ملکی معاملات میں ان کی ناجائز مداخلت اور حقوق سے تجاوز کا خاتمہ کرے۔

امید ہے کہ موجودہ حکمران ان کلیدی مسائل پر سنجیدگی سے غور و فکر اور عمل کر کے پاکستان کو بحرانوں کی گرداب سے نکالنے کی کوشش کریں گے۔

محمد عمر فاروق

غیرت نام تھا جس کا------؟

یہ کیسی لہو رنگ تصویریں ہیں جو سینۂ عالم پر بکھری پڑی ہیں، کہیں عصمتیں لٹ رہی ہیں تو پاس ہی ان کے ناموس کے نگہبانوں کی سر کٹی نعشیں ہیں۔ کسی تصویر میں قاتلوں کو کوستی اور اپنے بے فکر بھائیوں کو دہائی دیتی معصوم بہنیں ہیں، کہیں اجڑی بستیوں اور راکھ بنے شہروں کے المناک و دلدوز منظر ہیں۔ اور کہیں ظلم و وحشت کے پیکر، ابلیس زادے اپنی سفاکیوں اور خونخواریوں پر شیطانی رقص کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ کسی ان دیکھی دنیاؤں اور نامعلوم خلائی مخلوق کی تصاویر اور مناظر نہیں بلکہ اسی زمین پر آباد وحدہ لاشریک کو ماننے والی بیکس اور بے بس مسلم قوم کی متحرک تصویریں اور کراہتے منظر ہیں۔ جن کے پس منظر میں چیچنیا، کشمیر، فلسطین، بوسنیا، الجزائر اور ترکی ہیں۔ پیش منظر میں قاتل اور ظالم بھی اسی دنیا کے ہیں، یعنی امریکہ، روس، اسرائیل، بھارت اور یورپ جیسے مہذب قزاق اور آدم خور درندے..... جنہوں نے ان انسانوں کے جسموں کو ہی بھنبھوڑنے پر بس نہیں کیا بلکہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بقول "ان کی روحیں بھی قتل کر ڈالی ہیں۔" ان انسان نما بھیڑیوں نے محض مسلمان ہونے کے جرم میں امت مسلمہ کے وجود کو لہولہان کر ڈالا ہے۔ اور آج مسلمان دنیا کے ہر گوشے میں زخم زخم وجود کے ساتھ موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہیں۔

یہود و نصاریٰ اور قزاقانِ دجل والحاد کا یہ مسلم کش رویہ باعث حیرانی ہرگز نہیں ہے۔ کیونکہ سانپ کی فطرت ڈسنا اور بچھو کی عادت ڈنگ مارنا ہے۔ وہ اپنی فطرت خبیثہ کے تحت مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے کھرچنے کے لیے ہر لحظہ مصروف و مشغول ہیں۔ لیکن اسے کیا کہا جائے کہ ظالم و خون آشام سامراجیوں کی پیروی میں خود مسلمان ملکوں کے مسلم کش پالیسی کہیں زیادہ شدت سے جاری و ساری ہے۔ ماضی پر نگاہ دوڑائیے۔ مصر میں "الاخوان" کے ساتھ کیا کیا گیا۔ اور وہاں "انتہا پسندی" کے خاتمے کے لیے کتنے بے گناہ کلمہ گووَں کو خاک و خون میں غلطاں کیا گیا۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں تحفظ ختم نبوت کے نام لیوا دس ہزار مسلمانوں کو عشق رسالت کے جرم میں گولیوں سے بھون دیا گیا۔ پڑوسی ملک میں ایرانی انقلاب کتنی قیمتی جانوں کے ضیاع کا باعث بنا۔ عراقی قیادت کی ہوس اقتدار نے گیارہ برس کی جنگ میں بلامبالغہ ہزاروں افراد موت کی بھٹی میں جھونک ڈالے۔ شام و عراق میں "بعث پارٹی" کے تسلط و اقتدار کے دوران کتنے ہزار انسان موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ الجزائر میں اسلامک سالویشن فرنٹ نے بذریعہ انتخابات حکومت بنائی تو الجزائری فوج نے شب خون مار کر نہ صرف اسلامک فرنٹ کی حکومت کو اقتدار سے محروم کر کے جیل میں پہنچا دیا۔ بلکہ اب بھی ایک ایک راسخ العقیدہ مسلمان چُن چُن کر قتل کیا جا رہا ہے۔ ہمسایہ ملک افغانستان میں جب سے دینی مدارس کے خاک نشینوں نے امارت شرعیہ کا ڈول ڈالا ہے۔ شمالی اتحاد کے کمانڈروں نے غیر مسلموں کا حلیف بن کر اپنے ہی ان مسلمان بھائیوں کو مٹا دینے کا عزم کر رکھا ہے۔

ترکی جو کبھی خلافت اسلامیہ کا مرکز ہوا کرتا تھا۔ آج سیکولرازم کے خول میں مغرب کی دلداری کیلئے "اسلامی بنیاد پرستی" کے خاتمے کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہے۔ کبھی پردہ کرنے پر مسلمان خواتین ملکی بھڑاوں کا ہدف بنتی ہیں تو کبھی اسلامی جماعتیں خلاف قانون قرار دی جاتی ہیں۔ ایک مسلمان ملک میں مسلمانوں کا جینا ہی دشوار ہو گیا ہے۔

تازہ خبر یہ آئی ہے کہ "ترکی کی اعلیٰ فوجی کونسل نے فوج کے ۴۳ افراد کو اسلامی سرگرمیوں میں ملوث ہونے کے جرم میں فوج سے نکال دیا ہے۔ ریڈیو تہران کے مطابق گزشتہ چار سال کے دوران اسلامی سرگرمیوں کی بناء پر نکالے جانے والے فوجیوں کی تعداد ۵۲۰ ہو گئی ہے۔"

چشم فلک خونبار ہے کہ ایک مسلمان وہ تھے، جنہوں نے اسلام کی حاکمیت و بالادستی اور اس کے تحفظ و فروغ کے لیے روم و فارس کی سلطنتوں کو قدموں تلے روند ڈالا تھا۔ اور ذاتی تشخص و اقتدار کی پاسبانی کی بجائے اسلام کی حکمرانی کا پھریرا افقِ عالم پر لہرا دیا تھا۔ وہ بھی مسلمان ہی تھے، جنہوں نے پانچ سو سال تک سپین پر حکومت کی اور یورپ کو بھی علم و تہذیب کی روشنی سے مالا مال کر دیا۔ یہ بے غرض اور صلہ و ستائش کی تمنا سے بے پروا جری و بہادر اور درویش و بے نفسوں کا کارواں ہی تھا۔ جس نے جزیرۃ العرب سے لے کر پورے عالم تک اسلام کو غالب و حاکم کیا۔ انہوں نے ایک طویل دور تک ایک عالم کو اپنا مسحور و مرعوب کیے رکھا۔ لیکن خود کبھی کسی بڑی سے بڑی طاغوتی قوت و سلطنت کے رعب میں نہ آئے۔ بلکہ ان جی داروں کی ہیبت نے عالمی کفر کے اندام پر لرزہ طاری کر دیا۔ لیکن جب سے مسلمانوں میں اعتقادی وحدت اور فکری اکائی کمزور ہونا شروع ہوئی۔ ذاتی مفاد و جاہ پرستی نے ان میں ڈیرے ڈالے اور خود غرضی اور نفس پرستی عام ہوئی تو شخصی قوت و حاکمیت کی خواہش نے ان کی مرکزیت کو تہ و بالا کر دیا۔ جس نے کفریہ طاقتوں کو مہمیز دی اور رفتہ رفتہ مسلمانوں کا رعب و دبدبہ غیروں کے خوف اور مرعوبیت میں تبدیل ہو گیا۔ دراصل اختلال و انتشار ہی مرعوبیت کی بنیاد ہوا کرتا ہے۔ جو عزتِ نفس اور خودداری کی موت بن جاتا ہے۔

غیرت و حمیت مردِ مومن کا حقیقی ہتھیار ہے۔ جسے طاقِ نسیاں پر رکھ دیا جائے تو بے حمیتی، بزدلی اور غیر اللہ سے خوف جیسے ارذل جذبات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور مرعوبیت کے منحوس سائے قلب و ذہن میں مقیم ہو جاتے ہیں۔ جس کا نتیجہ فکر و نظر کی شکست و ریخت اور سلطنت و اقتدار سے محرومی پر منتج ہوتا ہے۔ جب تک مسلم ممالک کی قیادتیں اپنے اقتدار کے تحفظ اور غیروں کی خوشنودی کی خاطر اپنے ہی مسلمان بھائیوں کے کُشت و خون سے تائب ہو کر دین اسلام کے مضبوط مرکز کے گرد اکٹھی نہیں ہو جاتیں۔ ظلمتوں کے عمق سے سر کبھی نہیں ابھرے گی۔ اور عالم اسلام پر چھائے نکبت و ادبار کے سیاہ بادل تاریک تر ہوتے جائیں گے۔

بقیہ از ص 7

اپنی غلطی کا اعتراف کر لینا عظمت کی دلیل ہوا کرتا ہے۔ لیکن یہاں یہ سوال اٹھتا ہے کہ آیا غلطیوں کو تسلیم کر لینے کے بعد سیاستدانوں نے بقیہ زندگی میں ان سیاسی گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کے لیے بھی کوئی لائحہ عمل تیار کیا ہے۔ اس کا جواب ان کے بیانات میں دستیاب نہیں ہے۔ غلطیاں سیاستدانوں نے کیں اور خمیازہ وطن عزیز اور اس کے باشندوں کو بھگتنا پڑا۔ اور اس عظیم نقصان کی تلافی کرنے کی کوئی صورت تاحال کسی بھی سیاستدان کے عمل میں دکھائی نہیں دیتی۔ جب تک سیاسی راہنما اپنی کوتاہیوں اور دانستہ کردہ غلطیوں کے ازالہ کے لیے عملی قدم نہیں اٹھائیں گے ان کی ایسی تمام پشیمانیوں کو مگرمچھ کے آنسوؤں سے زیادہ اہمیت دینا کسی بھی باضمیر فرد کے لیے ممکن نہیں ہے۔

محمد عمر فاروق

گناہوں کا کفارہ

ہندوستان اور پاکستان نے برطانوی استبداد سے ایک ساتھ آزادی حاصل کی۔ دونوں ملکوں نے جمہوریت کو نظامِ مملکت کے طور پر اپنایا۔ ہندوستان میں جمہوری نظام بغیر کسی رکاوٹ کے آج بھی جاری ہے۔ جبکہ پاکستان میں اس نظام کو کبھی تقویت حاصل نہیں ہوئی اور پاکستان کے عمر کا نصف سے زائد دور فوجی حکومتوں کے سائے میں بسر ہوا۔ حکومتوں کی اکھاڑ پچھاڑ اتنی تیز سے ہوتی رہی ہے کہ عوام اب انتخابات سے ہی لاتعلق ہوتے جا رہے ہیں اور اس کے ذمہ دار دیگر اداروں کے علاوہ خود سیاستدان ہیں۔ جنہوں نے لوٹ مار کے وہ بازار گرم کیے کہ آج ملک ۴۳ ارب ڈالر کا مقروض ہو گیا ہے۔ سیاستدانوں کی ہوسِ اقتدار نے زندگی کے ہر شعبہ کو بری طرح پامال کیا۔ اب تمام اداروں میں کرپشن کا ناسور اس قدر پھیل چکا ہے کہ رشوت دیئے بغیر کوئی جائز کام بھی ممکن نہیں ہے۔ تمام محکموں کے منہ لقمۂ حرام کے اتنے عادی ہو گئے ہیں کہ رشوتوں کے انبار نگل جانے کے باوجود جوں کے توں کھلے ہیں۔ اور عوام ہیں کہ سب کچھ لٹانے کے بعد بسترِ مرگ پر ایڑیاں رگڑ رہے ہیں۔ دوسری طرف انتظامیہ سے لے کر سیاستدان تک تمام "قومی درد مند" عیش و عشرت اور لہو ولعب میں غرق ہیں کہ نچلے طبقے کی پستی اور بے بسی سے ہی ان کی آرزوؤں کی دنیا شاد و آباد ہے۔

تسلیم کہ ملک و قوم کی بربادی میں صرف سیاستدان ہی مجرم نہیں ہیں۔ بلکہ بیورو کریٹ اور جاگیردار جیسے دورِ غلامی کے طبقات اور ان کے دیگر پیٹی بند بھائی بھی تمام اداروں سمیت برابر کے شریک ہیں۔ لیکن حقیقت کی نقاب کشائی کی جائے تو یہ ناقابلِ تردید سچائی جلوہ گر ہوتی ہے کہ یہ سب طبقے آپس میں خون کے رشتوں میں بندھے ہوئے ہیں اور یہ رشتہ داریاں ایک دوسرے کے بھرپور کام آتی ہیں۔ کیونکہ ملکی وسائل پر اجارہ داری ان کا مشترکہ مقصد ہے۔ مال و دولت اور اقتدار کا حصول ان کی منزلِ حیات اور قومی مسائل سے چشم پوشی اور اغماض ان کا شیوۂ ازلی ہے۔ کونسلر سے لے کر حکومتی سربراہ تک سبھی اس حمام میں ننگے ہیں اور انہیں کی مہربانیوں کی بدولت ملک کنگال اور عوام بے حال ہوتے جا رہے ہیں۔

حال ہی میں ایک اخبار کے فورم میں چند بڑے سیاستدانوں نے اپنی غلطیوں کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے۔ "ہم غلطیاں نہ کرتے تو ملک کی تاریخ کچھ اور ہوتی۔ ہم ملک کو اچھا سیاسی ماحول دینے میں ناکام رہے۔ ہم ریاستی اداروں کو تباہ کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ ہم نے جاگیرداری نظام ختم نہ کر کے غلطی کی۔ ہم قانون کا پاس کرنے میں ناکام رہے۔ ہم نے عوام کو ملک کے معاملات سے واقف نہیں ہونے دیا۔ اور ایک دوسرے پر ذمہ داریاں منتقل کرتے رہے۔ نظریہ ضرورت کے ظہور نے ہمیں قومی ترقی سے دور کر دیا۔ ملک کو ایڈہاک بنیادوں پر چلایا گیا۔ جس سے مشرقی پاکستان علیحدہ ہو گیا"۔

بقیہ ۶ پر

محمد عبدالحق چوہان رحمہ اللہ

فتح مبین

جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش مکہ کے مابین معاہدہ صلح حدیبیہ طے ہوا۔ تو اس معاہدہ کی ایک شق یہ بھی تھی کہ دیگر قبائل کو اختیار ہے کہ جس فریق کے عقد میں شامل ہونا چاہیں اس میں شمولیت اختیار کرلیں۔ اس وقت قبیلہ بنو بکر اور بنو خزاعہ کے درمیان قدیم مخالفت برپا تھی۔ ان دو قبیلوں میں سے بنو بکر نے قریش کے عہد میں اور بنو خزاعہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں شمولت اختیار کرلی۔ اس معاہدہ کی معیاری صلح کی وجہ سے فریقین ایک دوسرے سے مامون اور بے خوف ہو گئے۔ قریش کے حلیف قبیلہ بنو بکر نے جذبات مخاصمت کی تسکین کے لیے اس موقع کو غنیمت سمجھا۔ چنانچہ بنو بکر میں سے نوفل معاویہ نے اپنی جماعت کے ساتھ بنو خزاعہ پر رات کے اندھیرے میں اس وقت شب خون مارا جبکہ وہ وتیر نامی پانی کے ایک چشمہ پر سوئے ہوئے تھے اور ساتھ ہی قریش کے نوجوانوں نے بھی ان کا تعاون کیا۔ قریش کا یہ تعاون اور بنو بکر کا شب خون معاہدہ صلح حدیبیہ کی صریح خلاف ورزی تھی۔ اسلئے بنو خزاعہ میں سے عمرو بن سالم خزاعی چالیس افراد کا ایک وفد لیکر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر چند اشعار میں اپنی مظلومیت کی داستان بیان کی۔ آپ نے اس وفد کو تسلی دیکر روانہ کیا۔ اور اپنا ایک قاصد قریش کی طرف روانہ کر کے ان کے سامنے یہ تین شرطیں پیش کیں۔

۱۔ بنو خزاعہ کے مقتولین کی دیت ادا کریں۔ یا

۲۔ بنو بکر عہد اور عقد سے علیحدہ ہو جائیں۔ یا

۳۔ معاہدہ حدیبیہ کے فسخ کا اعلان کریں۔

قریش کے سامنے آپ کے قاصد نے جب یہ تین شرطیں پیش کیں تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم معاہدہ حدیبیہ کے فسخ پر راضی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد کی واپسی روانگی کے بعد قریش کو معاہدہ کے فسخ کرنے پر ندامت لاحق ہوئی اور انہیں اپنے غلطی کا احساس ہوا اس لئے فوراً ہی ابو سفیان جو کہ ابھی تک مسلمان نہیں ہوا تھا اور قریش کا سربراہ تھا۔ تجدید معاہدہ کے لیے مدینہ منورہ روانہ ہو گیا۔ جب ابو سفیان مدینہ میں آیا تو سب سے پہلے وہ اپنی دختر نیک اختر ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان سلام اللہ علیہا کے حجرہ مبارک میں گیا۔ وہاں بستر بچھا ہوا تھا۔ ابو سفیان اس پر بیٹھنے لگا تو بی بی نے وہ بستر لپیٹ لیا۔ اس پر ابو سفیان نے اپنی دختر نیک اختر سے پوچھا کہ اے بیٹی تو نے اس بستر کو میرے قابل نہیں سمجھا یا مجھے اس بستر کے لائق نہ سمجھا۔ ام المومنین ۔نے جواباً ارشاد فرمایا کہ

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر ہے اس پر مشرک جو کہ نجاست شرک سے آلودہ ہو وہ نہیں بیٹھ سکتا۔ اس کے بعد وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مسجد میں

تشریف فرما تھے۔ آ کر عرض کیا کہ میں تجدیدِ معاہدہ کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ لیکن بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسے کوئی جواب نہ ملا۔ وہاں سے مایوس ہو کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا۔ اور ان کے سامنے بھی یہی درخواست پیش کی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس بارے میں کچھ نہیں کر سکتا اس کے بعد وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا ان کے سامنے بھی یہی درخواست پیش کی اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ اکبر میں تیری سفارش کے لیے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری دوں گا اور تمہاری سفارش کروں گا۔؟ یہ نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری دی اور ان سے اپنی قرابت اور رشتہ داری کے واسطہ سے گفتگو کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں کچھ قصد فرمالیا ہے لہٰذا اب کسی کی مجال نہیں کہ وہ اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کر سکے۔ جب اس نے حد سے زیادہ اصرار کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کوئی حیلہ مجھے بتلائیے اس پر آپ نے فرمایا کہ یہ حیلہ کر لو کہ مسجد میں جا کر یہ اعلان کر دو کہ میں معاہدہ حدیبیہ کی تجدید کے لیے آیا ہوں۔ وہاں سے اٹھ کر ابوسفیان مسجد میں آیا اور اسی طرح مسجد میں اعلان کر کے واپس چلا گیا۔ مکہ واپس جا کر قریش کو پورا واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے پوچھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تمہارے اعلان کو پذیرائی بخشی۔ ابوسفیان نے کہا نہیں۔ قریش نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر رضامندی اور اجازت کے تم کیسے مطمئن ہو گئے ہو۔ ابوسفیان کی واپسی کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوشیدہ طور پر مکہ کی تیاری سامان سفر اور آلات حرب درست کرنے کا حکم فرمایا اور ساتھ ہی یہ تاکید فرمائی کہ اس کام کو پوری طرح پوشیدہ رکھا جائے۔ جب مکمل طور پر تیاری ہو گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دسویں رمضان المبارک ۸ھ کو دس ہزار قدسیوں کی جماعت کی معیت میں نماز عصر کے بعد مدینہ سے روانہ ہوئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام ذوالحلیفہ یا جحفہ میں پہنچے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہو گئی وہ اہل و عیال کے ساتھ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ رہے تھے۔ انہوں نے اپنے اہل و عیال اور سازوسامان کو مدینہ منورہ کی طرف روانہ کر دیا اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ کی طرف چل پر آئے جب آپ مقام مرالظہران میں پہنچے اور وہاں نزول اجلال فرمایا اور ساتھ ہی یہ اعلان کیا گیا کہ ہر شخص اپنے خیمہ کے سامنے آگ سلگائے۔ زمانہ قدیم میں اسی آگ کی روشنی سے جاسوس اپنے مخالف کے لشکر کی تعداد کا اندازہ لگاتے تھے اس حکمت عملی سے مسلمانوں کے لشکر کی تعداد دس ہزار سے زیادہ معلوم ہونے لگی اور دوسری طرف قریش کو ہر وقت یہ خطرہ لاحق تھا کہ عنقریب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ پر حملہ آور ہوں گے۔ اسی تجسس کی غرض سے ابوسفیان ، بدیل بن ورقاء اور حکیم بن حزام مکہ سے نکلے جب وہ مقام مرالظہران پر پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کی آگ دیکھ کر حیرت زدہ ہو گئے۔ ابوسفیان نے کہا یہ آگ کیسی ہے؟ بدیل نے کہا یہ آگ قبیلہ خزاعہ کی ہے۔ ابوسفیان نے کہا خزاعہ کے پاس اتنا لشکر کہاں سے آیا؟ وہ تو بہت قلیل ہیں۔ اتنے میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر

پر سوار ہو کر وہاں پہنچے اور ابو سفیان کی آواز سن کر آپ نے فرمایا افسوس اے ابو سفیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر ہے خدا کی قسم اگر تجھ پر انہیں قابو حاصل ہو گیا تو تیری گردن اڑا دیں گے ابو سفیان نے پوچھا کہ پھر نجات اور بچاؤ کی کیا صورت ہے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے پیچھے خچر پر سوار ہو جاؤ میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاتا ہوں اور تیرے لئے امان حاصل کرتا ہوں حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس کو اپنے ہمراہ لے کر لشکر اسلام دکھاتے ہوئے روانہ ہوئے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خیمہ سے ان کا گزر ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ دیکھتے ہی پیچھے جھپٹے اور فرمایا یہ ابو سفیان اللہ اور اس کے رسول کا دشمن ہے بغیر کسی عہد و اقرار کے ہاتھ آ گیا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تیزی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ گئے تاکہ ابو سفیان کے قتل کرنے کی اجازت حاصل کر لیں۔ لیکن ان کے پہنچنے سے پہلے حضرت عباس رضی اللہ عنہ ابو سفیان کو لیکر پہنچ گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو سفیان کے قتل کرنے کی اجازت طلب کی لیکن حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ میں نے اس کو اپنی پناہ میں لے لیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس کو فرمایا کہ ابو سفیان کو اپنے خیمہ میں لے جاؤ صبح کو میرے پاس لے آنا صبح ہوتے ہی حضرت عباس رضی اللہ عنہ ابو سفیان کو لیکر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقین اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے سمجھانے پر ابو سفیان مسلمان ہو گیا اس کے بعد اہل مکہ کے لئے اس نے امان طلب کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تمہارے گھر آ جائے یا مسجد حرام میں یا اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے اس کو امان ہے اس کے بعد آپ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ ابو سفیان کو پہاڑ پر لے جائیں تاکہ اسلامی لشکر کا معائنہ کر سکے۔

معائنہ لشکر کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے بہ عجلت چل کر ابو سفیان آپ سے پہلے مکہ میں داخل ہو گیا اہل مکہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی اطلاع دی اور ساتھ یہ بھی کہا کہ امن کی یہ صورت ہے ورنہ آپ کے ساتھ مقابلہ کرنے کی کسی کو طاقت نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کداء کی طرف سے جانب اعلیٰ سے مکہ میں داخل ہوئے آپ کا یہ فاتحانہ داخلہ اس شہر میں ہے جس کے رہنے والوں نے آپ پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ دیئے تھے اور آپ کو اس امن والے شہر سے نکالا گیا تھا۔ اگر کسی کشور کشاہ بادشاہ کو اپنے مخالفین پر اس طرح کی دسترس حاصل ہوتی تو وہ اس شہر کی اینٹ سے اینٹ بجاتا اور شہر میں اس کا داخلہ ان لوگوں کے لئے پیغام موت ثابت ہوتا لیکن اس وقت شہر میں داخل ہونے والا کوئی بادشاہ نہیں بلکہ اللہ کا آخری اولوالعزم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جس کے قلب صافی میں وحی خداوندی کی برداشت کی قوت ہے۔ جس کا سینہ سمندروں سے زیادہ وسیع ہے اور اس کی بعثت ہی مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے ہے۔ نبوت اور ملوکیت میں یہی بلندیٔ اخلاق اور علو کردار مابہ الامتیاز ہے۔ آپ اس حال میں داخل ہوتے ہیں کہ زبان پر قرآن مجید کی تلاوت ہے اور خدائے ذوالجلال کے سامنے اپنے تخشع اور تذلل کے اظہار کے لئے اونٹنی پر ہی سجدہ کی حالت میں ہیں۔ داخلہ کے بعد اپنی خوشی کے اظہار کے لئے مجلس رقص و سرور

کا اہتمام نہیں کیا جاتا جیسا کہ بادشاہوں کا طریقہ ہے، بلکہ سب سے پہلا کام یہ کیا جاتا ہے کہ آپ ام ہانی بنت ابی طالب کے گھر تشریف لے جاتے ہیں اور غسل کر کے آٹھ رکعت نماز ادا کرتے ہیں۔ مکہ کی دوسری جانب سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ داخل ہوئے اور ان کو بھی ممانعت قتال کی سخت تاکید کی جاتی ہے۔ البتہ مدافعت کی اجازت تھی جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اسفل مکہ کی جانب سے داخل ہوئے تو بنو بکر بنو حارث اور کچھ قریش کے اوباش لوگوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ آپ نے جوابی کارروائی کی تو وہ بھاگ گئے موسیٰ بن عقبہ واقدی اور ابن سعد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جوابی کارروائی میں تیس یا چوبیس آدمی مقتول ہوئے تکمیل فتح کے بعد آپ مسجد حرام میں داخل ہوئے اور بیت اللہ کا طواف کیا اور اللہ کے گھر کو بتوں سے خالی کر کے آپ اس میں داخل ہوئے جب بیت اللہ سے باہر آئے تو کعبۃ اللہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر آپ نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اپنے بندے کی مدد کی اور دشمنوں کی تمام جماعتوں کو اس نے تنہا شکست دی آگاہ ہو جاؤ۔ جو خصلت و عادت خواہ جانی ہو یا مالی ہو جس کا دعویٰ کیا جا سکے وہ سب میرے قدموں کے نیچے ہیں یعنی سب لغو اور باطل ہیں مگر بیت اللہ کی دربانی اور حاجیوں کو زمزم کا پانی پلانا یہ خصلتیں حسب دستور برقرار رہیں گی۔ آگاہ ہو جاؤ جو شخص خطاً قتل کیا جائے کوڑے سے یا لاٹھی سے اس کی دیت یعنی خون بہا مغلظہ ہے سو اونٹ ہوں گے جس میں چالیس حاملہ اونٹنیاں ہوں گی۔ اے گروہ قریش اللہ نے جاہلیت کی نخوت اور غرور اور آباؤ اجداد پر فخر کرنے کو باطل کر دیا سب لوگ آدم سے ہیں اور آدم مٹی سے اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی

یاایھاالناس اناخلقناکم من ذکروانثا(الحجرات)

اے لوگو! ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تم کو شاخوں اور خاندانوں پر تقسیم کیا تاکہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو اور حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو سب سے زیادہ خدا ترس ہو۔ اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہے۔ پھر یہ ارشاد فرمایا اے گروہ قریش! تمہارا میری نسبت کیا خیال ہے کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ کروں گا۔ لوگوں نے کہا بھلائی کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم شریف بھائی ہیں اور شریف بھائی کے بیٹے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم سے وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا۔ تم پر آج کوئی عتاب اور ملامت نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو ابن اسحٰق کی روایت میں ہے کہ فتح مکہ کے دوسرے دن ایک خزاعی نے ایک ہزیلی مشرک کو مار ڈالا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کا علم ہوا تو صحابہ کو جمع کر کے کوہ صفا پر کھڑے ہو کر یہ خطبہ دیا۔

اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ نے جس روز آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اسی دن مکہ کو حرام اور محترم پیدا کیا پس وہ قیامت تک حرام اور محترم رہے گا۔ پس کسی شخص کے لئے جو اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہو یہ جائز نہیں کہ مکہ میں خون بہائے اور نہ کسی کے لئے کسی درخت کا کاٹنا جائز ہے۔ مکہ نہ مجھ سے پہلے

کسی کے لئے حلال ہوا اور نہ میرے بعد کسی کے لئے حلال ہو گا اور میرے لئے صرف اسی ساعت اور اسی گھڑی کے لئے حلال کیا گیا اہل مکہ کی نافرمانی پر اور ناراضی کی وجہ سے اور آگاہ ہو جاؤ کہ اس کی حرمت پھر ویسی ہو گئی جیسا کہ کل تھی۔ پس تم میں سے جو حاضر ہے وہ میرا یہ پیغام ان لوگوں کو پہنچا دے کہ جو غائب ہیں پس تم میں سے جو شخص یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں قتال کیا تو تم اس سے یہ کہہ دو کہ تحقیق اللہ نے اپنے رسول کے لئے مکہ کو کچھ وقت کے لئے حلال کر دیا اور تمہارے لئے حلال نہیں کیا اے گروہ خزاعہ قتل سے اپنے ہاتھوں کو اٹھاؤ تم نے ایک شخص کو مار ڈالا جس کی دیت یعنی خون بہا میں دوں گا جو شخص آج کے بعد کسی کو قتل کرے گا تو مقتول کے ورثاء کو دو باتوں میں سے ایک بات کا اختیار ہو گا یا تو خون کے بدلے قاتل کا خون لے لیں یا مقتول کی دیت لے لیں۔

اس عفو عام کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض لوگوں کے قتل کا حکم صادر فرمایا کیونکہ ان کے جرائم کی نوعیت ہی کچھ اس طرح کی تھی کہ انہیں قتل کیا جائے اور وہ لوگ یہ تھے عبداللہ بن خطل۔ اس کی دو لونڈیاں قرتنیٰ اور قریبہ اور بنی مخزوم کی لونڈی سارہ۔ حویر نقید۔ مقیس بن صبانہ۔ عبداللہ بن سعد۔ عکرمہ بن ابی جہل۔ وحشی بن حرب ہنیار بن الاسود۔ کعب بن زہیر۔ حارث بن طلاطل۔ عبداللہ بن زمبری۔ ہبیرہ بن ابی وہیب مخزومی۔ ہند بنت عقبہ۔ زوجہ ابی سفیان۔

ان پندرہ افراد میں عبداللہ بن خطل اس کی ایک لونڈی، حویرث مقیس بن صبانہ، حارث بن طلاطل، مقتول ہوئے۔ ہبیرہ بن ابی وہب جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بہنوئی اور ابو طالب کا داماد تھا نجران کی طرف بھاگ گیا اور وہیں کفر کی حالت میں اس کو موت آئی اور باقی اشخاص تائب ہو کر مخلص مسلمان ہو گئے تھے۔ ابو لہب کے دو بیٹے عقبہ اور مصب روپوش ہو گئے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ذریعہ ان کو بلوایا جب وہ بارگاہ نبوی میں پیش ہوئے تو آپ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا وہ دونوں مسلمان ہو گئے۔ اور ان دونوں کو آپ بیت اللہ کے دروازے کے قریب ملتزم پر لے آئے اور دیر تک ان کے لئے دعا مانگتے رہے فتح مکہ کے بعد آپ تقریباً پندرہ روز مکہ میں مقیم رہے بیت اللہ کو بتوں سے پاک کر دیا پھر یہ اعلان کر دیا گیا جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے گھر میں کوئی بت باقی نہ چھوڑے پھر مکہ کے گرد و نواح کے بتوں کے انہدام کے لئے جماعتیں روانہ کیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو عزیٰ کے انہدام کے لئے حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کو سواع کے انہدام کے لئے حضرت سعد بن زید کو اشہلی کے لئے روانہ کیا فتح مکہ کے بعد غزوہ اوطاس اور طائف پیش آئے عمرہ جعرانہ بھی اسی سفر میں ادا کیا اور جاہلیت کی رسم قبیح متعہ کی حرمت کا اعلان بھی اسی سفر میں ہوا مکہ مکرمہ کی ولایت کا عہدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عتاب بن اسید اموی رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا اور دو مہینے سولہ دن گزار کر ۲۷ ذوالقعدہ ۸ ھ کو آپ مدینہ منورہ واپس تشریف لائے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

عبدالرشید ارشد، جوہرآباد

نچلی سطح تک اقتدار کی منتقلی۔ ناکام تجربے کو دہرانا

عقلمند اس نقطے پر اتفاق کرتے ہیں کہ تاریخ جس کا دوسرا نام ماضی ہے مستقبل کا راستہ سنوارنے کے کام آتی ہے جو تاریخ سے سبق لے کر اپنا حال سنوارتے ہیں۔ وہ مستقبل کی نسل کو درخشندگی سے نوازتے ہیں۔ مگر عقلمندی کے دعویٰ کے ساتھ، "آزمودہ را آزمودن جہل است" کے مصداق، ہمارے جنرل بنیادی جمہوریت کے ناکام تجربے کو دہرانے پر مصر ہیں اور مبلغ علم کی انتہا یہ کہ، نچلی سطح تک اقتدار کا چیف ایگزیکٹو کو سبز باغ دکھانے والے کے اپنے دفتر میں لگے نقشے پر مرید کے اور شیخوپورہ بھارتی علاقہ دکھایا گیا ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی سرحدوں کے محافظ اگر سرحدوں کی حقیقت سے غافل رہیں تو پھر ملک کا خدا ہی حافظ ہے اور ایسے بے خبر مشیر اگر اقتدار کو نچلی سطح تک منتقل کرنے کا منصوبہ بنائیں تو سمجھ لیجئے کہ جس طرح پاکستان کی حدود سے مرید کے اور شیخوپورہ نکل گیا اسی طرح اور اسی رفتار سے اقتدار کو بھی راہ دکھائی جا رہی ہے۔ محافظوں کو اپنے زیر حفاظت علاقہ کے ایک ایک انچ کی خبر ہوتی ہے۔

نچلی سطح تک اقتدار کی منتقلی کا پہلا تجربہ بھی ایک فوجی جنرل نے کیا تھا اور بندر کے ہاتھ ماچس دینے کے مصداق اقتدار ان کو بخشنے کی کوشش کی تھی جنہیں اقتدار کے معنی تک معلوم نہ تھے۔ گنتی کے افراد کو چھوڑ کر عملاً یہ اقتدار میٹرک یا ایف اے پاس سیکرٹری یونین کونسل کے پاس تھا یا تحصیل کی سطح پر بنیادی جمہوریت کے افسر کے پاس منتخب نمائندے نہ تو قوانین و ضوابط سے واقف تھے اور نہ ہی ان میں ان کے استعمال کا شعور و داعیہ تھا کہ ان پڑھ یا کم پڑھے لکھے ہونے کے ساتھ برادری کے تعصب سے مبرا نہ تھے۔

راقم نے بنیادی جمہوریت کے نظام کو بہت ہی قریب سے دیکھا اور پرکھا کہ چیئرمین صاحبان ممبران اور سیکرٹری حضرات کی پانچ پانچ روزہ تربیت کے حوالے سے، ان کے اقتدار سے فیض یاب ہونے کے معیار کو بھی قریب سے دیکھا بنیادی جمہوری اداروں سے یہ ربط کم و بیش اڑھائی سال تک قائم رہا اور کسی ایک جگہ بھی اقتدار کی نچلی سطح کے فیوض و برکات نہ دیکھے جا سکے بلکہ اس کے برعکس بڑھتی چڑھتی شکر رنجیاں دیکھنے کو ملیں۔

لاکھ دعوے کئے جائیں کہ موجودہ مجوزہ طریق انتقالِ اقتدار مختلف نوعیت کا ہے مگر عملاً یہ نئی بوتل میں پرانی شراب ہی ہے جس کا زہر پہلے ہر کوئی چکھ چکا ہے۔ جو کرپشن پہلے ایک دائرے میں محدود تھی اس کا دائرہ گاؤں کی سطح کے ممبر تک وسیع کر دیا گیا کہ وہ بھی بہتی گنگا میں ہاتھ دھولیں۔

کہتے ہیں کسی چودھری کا ملازم بھینسوں کے دودھ میں سے ایک آدھ کلو پی جاتا تھا، چودھری صاحب بڑے جزبز تھے کسی دوست سے دکھ بیان کیا تو انہوں نے مشورہ دیا کہ اس پر ایک نگران رکھ لو وہ چوری پکڑے گا۔ چودھری صاحب نے ملازم سے زیادہ معاوضے پر نگران بھرتی کیا تو دودھ مزید کلو کم ہونا شروع ہو گیا چودھری صاحب کی پریشانی میں اضافہ ہوا پھر مشورہ کیا تجویز سامنے آئی کہ دونوں کی چوری پکڑنے کے لئے ایک سپروائزر بھرتی کر لو۔ چنانچہ سپروائزر رکھا گیا مگر شومئی قسمت کہ دودھ کی مقدار بڑھنے کے بجائے مزید کم ہو گئی۔ بادل نخواستہ چودھری کو دونوں نگران فارغ کر کے پہلے ملازم کے ہاتھوں ایک کلو دودھ کا خسارہ برداشت کرنا بھلا لگا۔ یہی ثمرات اقتدار کی نچلی سطح کے ہیں۔ کوئی بتا دے کہ کس گاؤں کا سولنگ معیاری ہے اور اصل رقم درست خرچ ہوئی ہے یا کونسی نالیاں یا

واٹر سپلائی درست ہے رقم مکمل خرچ ہوئی ہے؟ عوام میں تعلیم اور شعور پہلی ضرورت ہے۔ مگر ہمارا نظام تعلیم شعور منتقل کرنے کے معاملے میں قطعاً بانجھ ہے۔

موجودہ مجوزہ نچلی سطح تک اقتدار منتخب نمائندوں اور مختلف محکمہ جات کے افسران میں تعمیری اشتراک عمل کے بجائے رقابت بلکہ کچھ اس سے بھی آگے پیدا کرے گا۔ مراتب کا احترام جو پہلے بھی کم دیکھنے کو ملتا ہے مزید ختم ہو جائے گا۔ افسر شاہی جو ملکی سطح پر بدنام ہے وہ کوئی الگ مخلوق نہیں ہے ہمارے ہی معاشرے میں سے ہے۔ معاشرہ جس سطح پر استوار ہو گا اس طرز کی افسر شاہی ہو گی۔ معاشرہ میں نہ تو ہر فرد فرشتہ ہے اور نہ ہی ابلیس اسی طرح سرکاری اہلکاران نہ تو فرشتوں کی جماعت ہے اور نہ ہی کاملاً شیاطین کا ٹولا ہے۔

دین فطرت کے داعی رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے کرپشن کے حوالے سے یا بنیادی معاشرتی خرابی کے حوالے سے، مثلاً ایک بات فرمائی کہ "الراشي والمرتشي في النار" کہ رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں جہنمی ہیں۔ اس فرمان میں غور طلب بات یہ ہے کہ رشوت دینے والا پہلے جہنمی ہے اور لینے والا بعد میں جہنمی ہے۔ سوال یہ ہے کہ رشوت دینے والا رشوت کیوں دیتا ہے اسکی صرف دو وجوہات ہیں غلط کام یا جلدی کام جو بے صبری بھی ہے معاشرہ غلط کام کا داعیہ چھوڑ دے اور تاخیری حربوں کا جرأت اور صبر سے مقابلہ شروع کر دے تو رشوت بتدریج ختم ہو جائیگی۔

ہم بات کر رہے تھے منتخب نمائندوں اور سرکاری مشینری کی چشمک کی اور فریقین کے لئے عدم احترام کی۔ ہر سرکاری افسر خود سر نہیں اور نہ ہی منتخب نمائندہ عوام بد تمیز ہوتا ہے۔ مگر عملاً ایسا دیکھنے میں آیا ہے کہ منتخب یا سیاسی حکومت کے نامزد افراد کا رویہ سرکاری افسران کے لیے خوشگوار نہیں ہوتا۔ مثلاً ایک تقریب میں ایک بہت ہی بھلے کمشنر صاحب، ڈپٹی کمشنر اور ایس ایس پی صاحبان سٹیج پر بیٹھے تھے معززین علاقہ بھی اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھے کمشنر صاحب کی تعمیری باتیں بڑے انہماک سے سن رہے تھے کہ حکمران سیاسی جماعت کے کارکنان کا ایک ٹولہ آیا۔ سامنے کی تمام کرسیاں پُر تھیں۔ تاخیر سے آنے کے سبب مجبوراً سب کو پیچھے بیٹھنا پڑا۔ ان میں سے حکومت کے کسی کمیٹی میں نامزد نوجوان بڑی بد تمیزی سے سٹیج پر چڑھ گئے اور بغیر کسی تمہید کے کسی کو مخاطب کئے بغیر اس بات پر سیخ پا ہوئے کہ ہمارے احترام میں سامنے کی کرسیاں خالی کیوں نہ چھوڑی گئیں۔ کمشنر صاحب اور انکی ٹیم کا حوصلہ کہ خندہ پیشانی سے سہہ گئے۔

ہم نے بارہا دیکھا کہ ڈپٹی کمشنر کی میٹنگ میں یا کسی دیگر کام میں کسی شخص کے ساتھ مصروف ہیں اور منتخب نمائندے، محض منتخب ہونے کی بنیاد پر ہر اخلاق سے عاری دندناتے دروازہ کھول کر اندر چلے گئے اور اپنی بات سنانے پر مصر رہے۔ یوں حکومتی کام نہیں چلا کرتے۔ ہر کام کا قرینہ ہے، سلیقہ ہے۔ مثلاً کیا چیف ایگزیکٹو صاحب یا نچلی سطح تک انتقال اقتدار کے خالق جنرل نقوی صاحب یہ برداشت کر لیں گے۔ کہ وہ اپنے دفتر میں، دفتری ڈاک انہماک سے دستخط کر رہے ہوں، کسی ملاقاتی سے یا کسی ماتحت سے اہم امور پر تبادلہ خیالات کر رہے ہوں اور نچلی سطح کے اقتدار کا نمائندہ دروازہ کھول کر بے تکلفی سے اندر داخل ہو کر اپنی رام کہانی سنانا شروع کر دے۔

ضلع کی سطح کے گورنر اور ڈپٹی کمشنر یا ایس ایس پی حضرات کا ہر وقت ہر جگہ بھائی چارہ ممکن نہیں اکثر امور پر اختلاف رائے ہونا عین فطری امر ہے اور ماضی میں یہ صورت حال ہر باشعور کے علم میں ہے کہ منتخب نمائندے پٹواری اور سپاہی سے لے کر ڈپٹی کمشنر اور ایس پی حضرات کے تبادلوں پر مصر رہے اور جب من پسند افسران نے بھی ایک آدھ بات نہ مانی تو پھر اس کے تبادلے کی کوشش شروع ہو گئی۔ آپ لاکھ ضابطے وضع کریں کہ کام

عمد گی سے چلتا رہے مگر ضابطوں پر عمل کرنے والوں کی تربیت کا فقدان ہر سطح پر ہوگا۔ سرکاری سطح کے ہر افسر کو اعلیٰ تعلیم کے بعد لمبے تربیتی عمل سے گزرنا ہوتا ہے۔ جبکہ دوسرا بازو اکثر اوقات اعلیٰ تعلیم اور انتظامی تربیت کے بغیر صرف منتخب ہوتا ہے علم و تربیت کی یہ اونچ نیچ ہر سطح پر گل کھلائے گی۔ اور اس نئے اقتدار کا سورج بھی بنیادی جمہوریتوں کے غروب سورج کے ساتھ جا ملے گا کہ یہ بھی عین فطری عمل ہوگا۔

موجودہ مجوزہ نظام کے خالق یقیناً اس بات پر اصرار کریں گے کہ دیہی سطح تک کے منتقلی اقتدار کا منصوبہ اپنی قومی سوچ ہے اور اس میں عورتوں کی "معقول نمائندگی" بھی اپنی شرعی سوچ ہے۔ مگر اکثر باشعور اس بات سے اتفاق نہیں کرتے کہ اس سے وطن عزیز میں نچلی سطح تک Confrontation کے سبب فساد اور بے اطمینانی پھیلے گی۔ ان کی سوچ یہ ہے کہ یہ منصوبہ NGOs کی پشت پناہ نادیدہ قوت کا ہے جسے NGO مافیا نے بڑے شوگر کوٹڈ سلیقے سے فوج کے منہ میں ڈالا ہے کہ اسے ملک میں پیدا ہونے والی متوقع کشمکش کی فضا بکٹیریا کی طرح راس آتی ہے کیوں کہ عوام اپنی بے چینی میں الجھ کر ان کے کرتوتوں سے بے خبر رہتے ہیں۔ اور اس مافیا کو مزید پاؤں پھیلانے کا موقع مل جاتا ہے۔

ہم دوسری رائے رکھنے والوں کے ساتھ ہیں کہ ان کی سوچ مثبت ہے اور ہمارے پاس NGO مافیا کے حقیقی سرپرستوں کے اس منصوبہ کے خدوخال سے آگاہی ہے۔ آپ بھی اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ماضی، حال اور مستقبل کو مذکورہ منصوبہ کے خدوخال کے آئینے میں دیکھ لیجیئے۔ یوں آپ NGO مافیا کے سرپرستوں سے بھی متعارف ہو جائیں گے۔

* "ہر ملک مختلف مدارج سے گزرتا ہے، پہلے مرحلے میں عوام اِدھر اُدھر بھٹکتے پھرتے ہیں۔ جیسے سر پھرے فاترالعقل لوگ، دوسرا دور (مرحلہ) شعلہ بیان فتنہ انگیز لیڈروں کا ہوتا ہے جس سے ملک میں انتشار پھیلتا ہے جس کے سبب (تیسرے مرحلہ میں) خود سر مطلق العنان حکومت تشکیل پاتی ہے جو نہ تو قانون کی حکمرانی ہوتی ہے نہ ہی صاف ستھرے نکھرے ضوابط کی حامل یوں یہ شعوری آمرانہ حکومت ہوتی ہے جو زیادہ طویل عرصے تک نہیں چلتی مگر دراصل یہ نادیدہ قوتوں کے ہاتھ میں ہوتی ہے جو کسی کو نظر نہیں آتیں اور جو پس پردہ رہ کر ہر بات دیکھتے ہیں۔ پس پردہ رہ کر اپنے ہر طرح کے ایجنٹوں کی کارکردگی پر نظر رکھتے ہیں اور ردو بدل کرتے ہیں جو نقصان دینے کی بجائے نادیدہ قوت کی تقویت اور بقا کا سبب بنتا ہے۔ مقام شکر ہے کہ لمبی مدت تک خدمات کے اعتراف، معاوضے کے سبب یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے" (Protocol-411)*

* "وہ کون ہے اور کیا ہے جو نادیدہ قوت پر قابض ہو سکتا ہے؟ بالیقین یہی ہماری قوت ہے۔ جمہوریت کے کارندے ہمارے لئے پردہ کا کام دیتے ہیں جس کے پیچھے رہ کر ہم مقاصد حاصل کرتے ہیں۔ منصوبہ عمل ہمارا تیار کردہ ہوتا ہے مگر اس کے اسرار و رموز ہمیشہ عوام کی آنکھوں سے اوجھل رہتے ہیں۔" * Protocol.412

NGO مافیا جس کے مکروہ وجود پر ہر باشعور پاکستانی سراپا احتجاج ہے اور جو اس قدر موثر اور فعال ہے کہ اس پر نہ منتخب حکومت ہاتھ ڈال سکتی ہے اور نہ ہی محب وطن فوجی سربراہ کا حقیقی چہرہ اور اس کے حقیقی سرپرستوں کا تعارف مذکورہ اقتباسات میں اس قدر واضح ہے کہ کوئی الجھن پیدا ہی نہیں ہوتی۔ یہ مافیا ہر دوسرے مافیا کا بھائی بند بھی ہے کہ اوپر والے سرپرست ایک ہیں جنہوں نے مختلف شعبہ ہائے حیات کے لئے الگ الگ بے ضمیر خرید رکھے ہیں مگر پرائے ٹولہ کے سربراہ دوسرے ہم سفر سے بخوبی واقف ہے۔ یوں ان کا Network ہر حکومت کے نیٹ ورک پر حاوی رہتا ہے۔

ہم ماضی کے تجربات کی بنیاد پر محب وطن چیف ایگزیکٹو سے بعد احترام یہ عرض کریں گے کہ چھوٹی سطح تک منتقلی اقتدار کے سبز باغ میں دودھ کی بہنے والی نہروں کے تصور سے نکل کر حقائق کی دنیا میں آئیں۔ ملک میں ہر شعبہ حیات کے اندر ٹیلنٹ فراواں ہے۔ اس تک رسائی حاصل کریں اچھے لوگوں کو اپنے کان اور اپنی آنکھیں بنائیں۔ رہا یہ NGO مافیا تو اس کی نوعیت بڑی سادگی سے ایک بزرگ نے یوں بیان فرمائی تھی: "کاغذ دی بیڑی ملاح کبوتر اوس بُڑ وَنیا اوس اڑونیا"

غیر ملکی امداد پر ملک میں پاؤں پھیلانے والے اس مافیا کی حیثیت کاغذ کی کشتی پر کبوتر کے ملاح کی سی ہے کہ اسے کشتی ڈوبنے کا غم نہیں کیونکہ وہ اُڑ جائیگا۔ گزشتہ باون سالوں میں اسلامی جمہوریہ کے عوام کتنی بار ڈولتی کشتی کے اڑتے کبوتر دیکھ چکے ہیں جو لندن امریکہ فرانس میں ہیں۔

اجلاس وفاق المدارس الاحرار

وفاق المدارس الاحرار پاکستان کے زیر انتظام سرگرم تیس دینی مدارس کے مہتمم، منتظمین اور مدرسین کا اہم اجلاس ۳۱۔ اگست ۲۰۰۰ء بروز جمعرات صبح دس بجے دارِ بنی ہاشم ملتان میں ابن شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم (مدیر وفاق المدارس الاحرار/امیر مجلس احرار اسلام پاکستان) کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں مدارس کے انتظام و انصرام، نصابِ تعلیم، نظامِ امتحانات، اساتذہ کے تربیتی کورس، طلباء کی فکری و نظریاتی تربیت اور مالی مسائل کے حل جیسے اہم عنوانات پر غور و خوض ہوا۔ اور اہم فیصلے کئے گئے۔ شرکاء اجلاس نے اتفاق کیا کہ ان فیصلوں پر حتی الوسع عمل کرنے کی کوشش کی جائے گی (انشاء اللہ) (ناظم وفاق)

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

۲۸ ستمبر 2000ء بروز جمعرات بعد نماز عشاء پیر طریقت حضرت مولانا سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم (خلیفہ مجاز حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہ) حضرت کے تمام متوسلین ماہانہ مجلس ذکر میں شریک ہو کر روحانی سکون حاصل کریں اور حضرت کے اصلاحی بیان سے مستفید ہوں۔

نوٹ: ہر شمسی مہینہ کی آخری جمعرات بعد نماز عشاء دار بنی ہاشم میں مجلس ذکر منعقد ہوتی ہے۔

المعلن۔ ناظم مدرسہ معمورہ ملتان فون 061-511961

محمد عطاء اللہ صدیقی

غیرت کا قتل..... تہذیبی، قانونی اور اسلامی اقدار کی روشنی میں

جنسی آوارگی کو انسانی جبلت قرار دینے والا مغرب اسلامی اور ایشیائی معاشروں میں غیرت و حمیت کے تصور کے معروضی ادراک سے اگر معذور ہے تو یہ امر تعجب کا باعث نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ یورپ کی زبانوں میں کوئی بھی لفظ ایسا نہیں ہے جسے صحیح معنوں میں "غیرت" کا مترادف قرار دیا جا سکے۔ لیکن پاکستان میں انسانی حقوق کے انتھک منادوں کی طرف سے "غیرت کے نام پر قتل" کے لئے سزائے موت کا اگر مطالبہ کیا جاتا ہے تو یقیناً اسے ان کی مریضانہ مغرب زدگی سے تعبیر کیا جانا چاہیئے۔

گزشتہ کئی برسوں سے مغرب کے سرمائے سے پاکستان میں چلائی جانے والی انسانی حقوق کی علمبردار NGOs کی طرف سے مسلسل یہ مطالبہ کیا جاتا رہا ہے کہ غیرت کے نام پر قتل کے لئے سزائے موت کا قانون تشکیل دیا جائے۔ اگست ۱۹۹۷ء میں سپریم کورٹ کے معزز جج اسلم ناصر زاہد کی سربراہی میں قائم کردہ "خواتین حقوق کمیشن" نے مفصل سفارشات پیش کیں تو اس میں ایک سفارش یہ کی گئی:

"غیرت کے مسئلہ پر قاتلانہ واردات کو قانون کے تحت "قتل عمد" قرار دیا جائے اور اس کیلئے مناسب قانون بنایا جائے" (رپورٹ، باب نمبر ۶)

یاد ش بخیر، مذکورہ خواتین کمیشن کی اصل روح رواں عاصمہ جہانگیر اور NGOs کی مغرب زدہ بیگمات تھی۔ عاصمہ جہانگیر اس مسئلہ کو ہمیشہ ذرائع ابلاغ میں اٹھاتی رہی ہیں۔ لیکن ان کے اس مسئلہ پر احتجاج کو نقطۂ عروج (کلائمکس) اس وقت ملا جب ۶ اپریل ۱۹۹۹ء کو "دستک" میں پشاور سے آئی ہوئی سمیعہ عمران کے قتل کا واقعہ پیش آیا۔ اس قتل کے واقعہ کی آڑ میں NGOs کے پورے نیٹ ورک نے اس قدر شدید ہنگامہ اور دھما چوکڑی برپا کی کہ الامان!..... ان کا جارحانہ احتجاج کا اسلوب بتا رہا تھا کہ وہ "غیرت کے نام پر قتل" کے خلاف احتجاج نہیں کر رہی تھیں بلکہ خود غیرت کا "قتل" ان کا مقصود و مطلوب تھا۔ وہ پاکستانی کلچر سے غیرت و حمیت پر مبنی اقدار کو جڑ سے اکھاڑنا چاہتی ہیں تاکہ ہمارا معاشرہ بھی مغرب سے ثقافتی مساوات کا دم بھر سکے۔ ۱۵ اپریل ۱۹۹۹ء کو پریس کلب لاہور میں "غیرت کے نام پر قتل" کے عنوان سے ایک سیمینار منعقد کیا گیا جس میں NGOs کی بیگمات اور ان کے ہم خیال دانشوروں نے غیرت کے خلاف خوب بھڑاس نکالی۔ ۱۶ اپریل کے "دن" میں اس سیمینار کے حوالہ سے حنا جیلانی کا جو بیان چھپا، اس کی سرخی یہ تھی:

"غیرت! غیرت! غیرت! خواتین کو بھی جینے کا حق دیا جائے..!"

اسی خبر کے متن میں حنا جیلانی کے بیان کا بقیہ حصہ یوں شائع ہوا:

"سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ عورت کے متعلق عدالتوں کا رویہ امتیازی ہے۔ عدالتوں کو چاہیئے کہ وہ عورت کو عزت و وقار سے جینے کا حق دیں۔ انہوں نے کہا کہ غیرت کے نام پر قتل، مجرمانہ ذہنیت رکھنے والوں کی اصطلاح ہے اور آج ہمیں سٹیٹ کے تمام اداروں کو اس سوچ کے خلاف جھنجھوڑنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سمیعہ عمران کے قتل کی ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے"۔

حنا جیلانی کا مندرجہ بالا بیان غیرت کے مسئلہ پر NGOs کی حقیقی سوچ کا آئینہ دار ہے۔ نفسیاتی تشنج اور اختلاج میں مبتلا عورتوں کے حقوق کی نام نہاد علمبردار عورتیں اعلیٰ عدالتوں کے متعلق، اہانت آمیز الفاظ کی ادائیگی سے نہ خوف کھاتی ہیں اور نہ ہی غیرت کے مسئلہ پر انتہائی اقدام اٹھانے والوں کو "مجرمانہ ذہنیت" کا حامل قرار دینے میں انہیں کوئی جھجک محسوس ہوتی ہے۔ عاصمہ جہانگیر کے ادارے "دستک" میں قتل ہونے والی سمیعہ کی ذمہ داری حکومت پر ڈالتے ہوئے بھی ان کے ضمیر کو ہلکی سی خلش بھی محسوس نہیں ہوتی۔ عدالتوں کے رویہ کو "امتیازی" قرار دینا نہ صرف توہین عدالت کے زمرے میں شامل ہے بلکہ اس سے پاکستان کے پورے عدالتی نظام کے خلاف عدم اعتماد اور نفرت انگیز جذبات کو بھڑکانے کی مضموم تحریک کا اظہار بھی ہوتا ہے مغرب کی تنخواہ دار NGOs کی طرف سے ہمارے عدالتی نظام اور سماجی اقدار کے خلاف یہ انتہائی خطرناک پیش قدمی ہے جس سے چشم پوشی ایک قومی سطح پر کوتاہی اور بالآخر پچھتاوا پر منتج ہو گی۔ امریکہ اور یورپ خاندانی نظام کی تباہی کی صورت میں ان نتائج کا سامنا کر رہے ہیں۔ یہ نتائج بتدریج سامنے آئے ہیں اگر شروع میں اس "فتنہ" کے سامنے بند باندھ دیا جاتا تو اس سے بچاؤ ممکن تھا۔

مغرب کے ایجنڈے پر عمل پیرا انسانی حقوق کے باطل مبلغین کی طرف سے "غیرت کے نام پر قتل" کو قتل عمد قرار دینے کا مطالبہ نہ صرف شر انگیز بلکہ غیرت حقیقت پسندانہ ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ کے اصل اسباب و محرکات کا معروضی جائزہ لیا جائے۔ دنیا کے مختلف ممالک کے مجموعہ ہائے قوانین میں "غیرت کے جرائم" کے بارے میں سزاؤں کا کون سا معیار برقرار رکھا گیا ہے؟ اس مسئلے کا اس پہلو سے جائزہ لینا بھی دلچسپی سے خالی نہ ہو گا اور پھر آخر میں اس مسئلہ کے متعلق اسلامی احکامات کی روح کی نشاندہی بھی ضروری معلوم ہوتی ہے۔

عورت کی آبرو اور خاندان کی آبرو اپنی اصل کے اعتبار سے ایک ہی چیز ہیں، خاندانی ادارے کا استحکام اور بقا اس اہم مسئلہ سے وابستہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ الہامی مذاہب اور قدیم معاشروں نے عورت کی "آبرو" کو بے حد اہمیت دی۔ مرد و زن کے اختلاط میں توازن اور اجتماعی معاشرت میں حسن و اعتدال کے قیام کے لئے ایسے ضابطوں کی تشکیل ضروری تھی جو ان تعلقات کو منضبط کر سکیں۔ مذہب، اخلاقیات اور سماجی و ثقافتی روایات نے ہزاروں سال کے تہذیبی ارتقا کے بعد عورت کی عصمت کو قیمتی ترین متاع بنا دیا۔ خاندان اور معاشرہ ازمنۂ تہذیب کے آغاز ہی سے اس قیمتی متاع آبرو کے تحفظ کو اپنی ذمہ داری سمجھتا رہا ہے۔

غیرت، آبرو، حمیت اور عزت کے معاملات کے بارے میں پاکستانی معاشرہ اور یورپی معاشرہ میں ثقافتی سطح پر بُعد مشرقین ہے۔ ہماری سماجی اقدار کی میزان میں عورت کی آبرو کا پلڑا اس قدر بھاری ہے کہ یہ پورے خاندانی نظام کو اپنے پلڑے میں جھکا دیتا ہے۔ عورت کی آبرو ایک خاندان کا اجتماعی اثاثہ تصور کیا جاتا ہے، یہ محض ایک عورت یا فرد کا ذاتی اثاثہ نہیں ہے۔ اسی لئے اس قیمتی ترین متاع پر جب کوئی ڈاکہ خاندان کے باہر کے افراد کی طرف سے ہو تو دونوں خاندانوں میں دشمنی کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ چونکہ یہ آبرو پورے خاندان کی متاع سمجھی جاتی ہے لہذا کسی عورت کو اپنے ہاتھوں بھی اپنی آبرو کا جنازہ نکالنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ خاندانی ماحول میں ایک عورت اپنے باپ کا فخر، اپنے بھائیوں کا مان اور اپنے خاوند کی شان سمجھی جاتی ہے۔ جب وہ اس آبرو پر ہاتھ صاف کرنے کا ارادہ کرتی ہے تو سمجھا جاتا ہے کہ باپ کے سر کا تاج خاک آلودہ ہو گیا ہے بھائیوں کا غرور خاک میں مل گیا ہے اور خاوند کی شان کا جنازہ نکل گیا ہے۔ اہل مغرب کو ہمارے سماج میں مردوں

کے خاک آلودہ سروں کی ذلت کا ادراک نہیں ہو سکتا کیونکہ ہزاروں سال کی بے پردگی نے ان کے غیرت و حمیت کے معیارات کو متاثر کیا ہے.... در حقیقت غیرت اور پردہ کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔

اسلامی، ایشیائی اور بالخصوص قبائلی معاشروں میں عورت کو حیا کا مجسمہ، عفت کی تصویر اور عصمت کی محافظ خیال کیا جاتا ہے۔ عورت کے احترام کا تناسب عفت و عصمت کے انہی معیارات سے وابستہ سمجھا جاتا ہے۔ اس حیاءِ مجسم سے کسی قسم کی بے اعتدالی کی توقع نہیں کی جاتی۔ یہی وجہ ہے کہ جب ایک عورت کسی اخلاقی جرم کی مرتکب ہوتی ہے یا گھر سے فرار ہو جاتی ہے تو غیرت اور حمیت کا احساس اس خاندان میں جذباتی ہیجان خیزی کا طوفان برپا کر دیتا ہے۔ آبرو کے نقصان کی تلافی یہی سمجھی جاتی ہے کہ اس آبرو کی تباہی کے ذمہ دار افراد کو کیفر کردار تک پہنچا دیا جائے۔ ورنہ معاشرہ اس خاندان سے غیرت مند خاندان کے طور پر زندہ رہنے کا حق چھین لیتا ہے۔

ممکن ہے بعض روشن خیال افراد اسے آبرو کے متعلق مبالغہ آمیز حساسیت کا نام دیں لیکن ایسی حساسیت کا تعین ایک اضافی ثقافتی معاملہ ہے جس کے متعلق صحیح رائے اس مخصوص سماجی اور ثقافتی تناظر سے ماورا ہو کر قائم نہیں کی جا سکتی۔ ہر سماج کو اپنی اقدار کے تعین کا آزادانہ حق حاصل ہے۔ اگر یورپ نے بے حیائی اور آوارگی اور جنسی باؤلا پن کو سند پذیرائی عطا کر دی ہے اور وہ اسے جدید ترقی یافتہ سماج کی اقدار کے طور پر اپنا چکے ہیں تو انہیں روایتی اسلامی یا ایشیائی معاشروں میں عفت و آبرو کے متعلق اس حساسیت کے بارے میں اعتراض کا اصولی طور پر کوئی حق نہیں ہونا چاہیئے۔ انسانی حقوق کے مغربی معیارات کو قبول کرانے پر اصرار کی بجائے اہل مغرب اور ان سے مرعوب افراد کو دوسرے معاشروں کو اپنی ضروریات کے مطابق اقدار کی پاسداری کا کھلے دل سے حق عطا کرنا چاہیئے اور یہ جدید روشن خیالی اور رواداری کا عین تقاضا بھی ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ باپ کا اپنی بیٹی، ایک خاوند کا اپنی بیوی اور ایک بھائی کا اپنی بہن کو آبرو کے ناگزیر تقاضوں سے مجبور ہو کر قتل کرنا کسی "مجرمانہ ذہنیت" کا نتیجہ ہے؟ مندرجہ بالا امور کو ذہن میں رکھا جائے تو اس سوال کا جواب یقیناً نفی میں ہوگا۔ اپنی عزیز از جان ہستیوں کو اپنے ہاتھوں قتل کر دینا انسانی زندگی کے مشکل ترین فیصلوں میں سے ایک ہے۔ یہ کسی پرندے کا شکار نہیں ہے۔ اس انتہائی اقدام تک پہنچنے کے لئے جس جذباتی شکست و ریخت، ہیجان خیزی اور اعصاب زدگی کے جگر پاش دھچکوں سے گزرنا پڑتا ہے، اس کا صحیح احساس ان بد نصیب افراد کو ہی ہو سکتا ہے جو بالآخر اپنے ہاتھ سے اپنے عزیزوں کا قتل کر گزرتے ہیں۔ وہ یہ سب کچھ محض شغل یا اپنی مجرمانہ ذہنیت کے ہاتھوں مجبور ہو کر نہیں کرتے۔ کاش کہ انسانی حقوق کے علمبردار حقیقت پسندی سے کام لیتے ہوئے انسانی فطرت کے اس جبر کا ادراک بھی کریں......!!

غیرت کے نام پر قتل کی متعدد وجوہ اور صورتیں ہو سکتی ہیں.... مثلاً

(i) ایک مرد کا دوسرے مرد کو محض اس بنا پر قتل کر دینا کہ اس نے قاتل کی کسی عزیزہ سے چھیڑ خانی کی ہو، یا اس کی آبرو پر حملہ کیا ہو......اس میں عورت بے قصور ہوتی ہے۔

(ii) ایک مرد نے اپنی بیوی یا کسی قریبی عزیزہ کو کسی غیر محرم کے ساتھ قابل اعتراض حالت میں دیکھا تو اس نے اس مرد کو تو قتل کر دیا، البتہ اس عزیزہ کو تشدد کا نشانہ بنانے پر ہی اکتفا کیا۔

(iii) ایک مرد نے دوسرے مرد کو اپنی کسی قریبی عزیزہ کے ساتھ قابل اعتراض حالت میں دیکھا، اور مرد و عورت

دونوں کو قتل کر دیا۔

(iv) ایک مرد نے اپنی بیوی یا کسی قریبی عزیزہ کو غلط حرکتوں سے باز رہنے کی مسلسل تاکید کی، وہ باز نہ آئی تو اسے قتل کر دیا اپنی کسی عورت کو غیر مرد کے ساتھ دیکھا، مرد تو بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا، البتہ اس نے اپنی عورت کو اشتعال میں آکر قتل کر دیا۔

غیرت کے نام پر قتل کی موخر الذکر صورت بعض NGOs کے پراپیگنڈہ اور احتجاج کی وجہ سے خبروں کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی ہے۔

کیا غیرت کے نام پر قتل اور قتل عمد، شریعت اور قانون کی نگاہ میں برابر ہیں؟

سوال پیدا ہوتا ہے کہ غیرت کے نام پر قتل کو "قتل عمد" کے برابر رکھا جا سکتا ہے؟ جرم و سزا کے فلسفہ کے متعلق واجبی سا علم رکھنے والا شخص بھی اس سوال کی نامعقولیت کا ادراک کر سکتا ہے دنیا کی کسی بھی ریاست کا قانونی و عدالتی نظام، جرائم کے پس پشت محرکات اور اسباب کا تعین کئے بغیر ان کے سزا کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنے کی حمایت نہیں کر سکتا۔ مزید براں فوری اشتعال (Sudden Provocation) کے نتیجہ میں کئے جانے والے جرائم کو عام جرائم سے ہمیشہ مختلف درجہ میں رکھا جاتا ہے۔ یہ معاملہ صرف قبائلی، روایتی یا اسلامی معاشروں کا نہیں، یورپی ممالک بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ غیرت کے نام پر قتل اور قتل عمد کے عوامل و محرکات اور حالات و پس منظر یقیناً یکساں نہیں ہوتے تو پھر ان کی یکساں سزا تقاضائے عدل کے منافی ہے۔ ویسے بھی اگر دیکھا جائے تو ایک باپ اپنی بیٹی کے قتل کے بعد اپنے آپ کو بھی ایک ایسی اذیت ناک صورتحال بلکہ سزا سے دوچار کر دیتا ہے جو تمام عمر اس کو سکھ کا سانس نہیں لینے دیتی، اندر سے وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس کے لیے یہ (Self-inflicted) سزا ہی کافی ہوتی ہے۔ اسی لئے پاکستانی عدالتیں حالات کا معروضی جائزہ لینے کے بعد اگر ایک باپ کو بیٹی کے قتل سے بری کرتی ہیں یا اس کی سزا میں تخفیف کرتی ہیں تو اسے بقول عاصمہ جہانگیر "قتل کا لائسنس" قرار دینا حقائق کا منہ چڑانا اور نظام عدل کے تقاضوں کا لحاظ نہ رکھنے کے مترادف ہے۔ جملہ معترضہ کے طور پر یہاں یہ نشاندہی کرنا بھی دلچسپی بلکہ تعجب سے خالی نہ ہوگا کہ عاصمہ جہانگیر کا انسانی حقوق کمیشن پاکستان کے قوانین سے موت کی سزا کو سرے سے ہی ختم کرنے کا مطالبہ کئی برسوں سے کر رہا ہے۔ غیرت کے نام پر قتل کے متعلق عاصمہ جہانگیر کی طرف سے موت کی سزا کا مطالبہ ایک ایسے فکری تضاد کو ظاہر کرتا ہے جس کا شکار انسانی حقوق کے نام نہاد علمبردار بالعموم نظر آتے ہیں۔

عالم اسلام میں کسی بھی ملک میں "غیرت کے قتل" کو قتل عمد قرار نہیں دیا گیا۔ حتیٰ کہ وہ اسلامی ممالک جہاں مغرب زدہ طبقہ حکمران ہے، وہاں بھی غیرت کے قتل کو قتل عمد سے مختلف سمجھا جاتا ہے۔ اور اس کی سزا میں تخفیف یا استثناء کے اصول کو تسلیم کیا گیا ہے۔ مثلاً اردن کے مجموعہ تعزیرات (Penalcode) ۱۹۶۰ء کے آرٹیکل ۳۴۰ کے الفاظ یہ ہیں:

(i) "کوئی شخص جو اپنی بیوی یا محرمات میں سے کسی ایک کو کسی دوسرے شخص کے ساتھ بدکاری (زنا) کرتے ہوئے اچانک پکڑ لے اور وہ ایک یا دونوں کو قتل، زخمی یا مجروح کر دے، تو وہ ہر طرح کی سزا سے مستثنیٰ ہے"

(ii) کوئی شخص جو اپنی بیوی یا ماں، دادی (Female Ascendants) میں سے کسی ایک کو یا پھر بیٹی پوتی (Female Descendants) جیسے وارثین میں سے کسی ایک کو یا اپنی بہن کو کسی دوسرے شخص کے ساتھ بستر میں ناجائز حالت میں اچانک پکڑ لے اور اسے قتل، مضروب یا مجروح کر دے، تو وہ سزا میں کمی کی

رعایت (فائدہ) کا مستحق ہوگا"

(Source:Islam and Feminlsm, Chapter Crime of Honour and the Construction of Gender in Arab Socicties, By Lama Abu odeh)

اردن کے مجموعہ تعزیرات کا مذکورہ بالا آرٹیکل تاریخی اعتبار سے دو مختلف قانونی ماخذات سے اخذ شدہ ہے

(i) سلطنت عثمانیہ کا مجموعہ تعزیرات ۱۸۵۸ء

(ii) فرانسیسی مجموعہ تعزیرات ۱۸۱۰ء (French Penal code)

سلطنت عثمانیہ کے مجموعہ تعزیرات کے آرٹیکل ۱۸۸ کے الفاظ ملاحظہ فرمائیے:

"کوئی شخص اپنی بیوی یا محرمات میں سے کسی ایک کو کسی دوسرے فرد کے ساتھ مکروہ زنا کی حالت میں دیکھے، پھر اس پر تشدد یا اسے زخمی کر دے، یا ان میں سے ایک یا دونوں کو قتل کر دے، وہ سزا سے مستثنیٰ سمجھا جائے گا۔ اور وہ جو اپنی بیوی یا محرمات میں سے ایک کو، کسی دوسرے فرد کے ساتھ ناجائز بستر پر دیکھے اور پھر اسے مارے، زخمی کر دے یا ایک یا دونوں کو قتل کر دے، اسے معاف کر دیا جائے گا" (حوالہ: ایضاً)

"اردن کے مجموعہ تعزیرات کے آرٹیکل ۳۴۰ سے ملتی جلتی دفعات نہ صرف تمام عرب ممالک کے مجموعہ تعزیرات میں شامل ہیں، بلکہ ترکی اور بہت سے یورپی ممالک میں بھی یہی صورتحال ہے۔ مثلاً سپین اور پرتگال میں ایسی دفعات اب تک انکے قانونی ڈھانچے کا حصہ ہیں۔ اٹلی میں یہ دفعہ حال ہی میں یعنی ۱۹۷۹ء میں ختم کی گئی اور فرانس میں یہ شق مجموعہ تعزیرات سے ۱۹۷۵ء میں نکالی گئی" (حوالہ: ایضاً)

"غیرت" کے سبب سے قتل کے نتیجہ میں قاتل کو سزا میں تخفیف یا استثنا کن صورتوں میں دیا جانا چاہیے؟ عرب ممالک کے مجموعہ ہائے تعزیرات میں ان امور کی تشریح میں معمولی سا اختلاف پایا جاتا ہے۔ کچھ نے اس کے نفاذ کو بدکاری کی عملی صورتوں تک محدود کر دیا ہے۔ مثلاً مصر، تیونس، لیبیا اور کویت وغیرہ۔ اور ایسی صورت میں وہ سزا میں صرف کمی کو ہی روا سمجھتے ہیں نہ کہ مکمل رعایت (Exemption) کو جبکہ بعض دوسرے اسلامی ممالک کے قوانین اس کے نفاذ کے لئے "ناجائز بستر" (Unlawful Bed) تک اس کو وسعت دیتے ہیں مثلاً شام، لبنان وغیرہ۔ ان ممالک میں "ناجائز بستر" میں پکڑے جانے کی صورت میں قتل کرنے کی سزا میں "کمی" جبکہ زنا کی صورت میں مکمل استثناء کی بات کی گئی ہے۔ عراق کا "کوڈ" اس اعتبار سے منفرد ہے کہ یہ دونوں صورتوں یعنی "زنا" اور "اپنے آشنا کے ساتھ بستر میں موجودگی" کے متعلق سزا میں صرف تین سال کی "کمی" کی رعایت دیتا ہے۔ مذکورہ اختلافات اپنی جگہ، لیکن یہ امر واضح ہے کہ کسی بھی اسلامی ممالک میں غیرت کی وجہ سے کئے جانے والے قتل کو قتل عمد سمجھتے ہوئے موت کی سزا نہیں دی جاتی۔

"عزت کے جرائم" کے متعلق ایک اور پہلو بھی اہم ہے۔ وہ یہ کہ ان جرائم میں فائدہ اٹھانے کا مستحق کون ہے؟ عرب ممالک میں اس مسئلہ کے متعلق ماہرین قانون، فاضل علماء اور عدالتوں کے قاضی صاحبان تواتر سے ظہار خیال کرتے رہتے ہیں۔ مختلف ممالک میں اس پہلو پر مختلف تشریحات ملتی ہیں۔ شام اور لیبیا کے قوانین کے مطابق خاوند، بیٹا، باپ اور بھائی اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ لیکن اردن کے مجموعہ تعزیرات میں چونکہ "محرمات" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں اور محرمات میں وہ تمام عورتیں شامل ہیں جن سے ایک مسلمان مرد کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ لہذا اردن میں مذکورہ بالا چار رشتوں کے علاوہ بھی دیگر محرم مرد "عزت کے جرائم" میں سزا کی کمی سے فائدہ اٹھا

سکتے ہیں۔ مصر، کویت اور تیونس کے مجموعہ ہائے تعزیرات نے شادی شدہ عورت کی صورت میں اس رعایت کو صرف "خاوند" تک محدود رکھا ہے۔ الجیریا کے قانون میں "عزت کے جرائم" کے ضمن میں "خاوند" کے ساتھ "بیوی" کو شامل کیا گیا ہے۔ یعنی اگر ایک بیوی اپنے خاوند کو کسی دوسری عورت کے ساتھ بدکاری کرتے ہوئے دیکھے اور پھر اشتعال میں آ کر قتل کر دے تو اسے بھی سزا میں کمی یا استثنا کی رعایت ملے گی۔ (فیمنزم اینڈ اسلام، صفحہ ۱۲۴)

غیرت کے جرائم میں سزا کی کمی یا مکمل رعایت حکمت سے خالی نہیں ہے۔ اسلام نے صرف قتل عمد میں "حد" جاری کرنے کا حکم دیا ہے۔ جبکہ غیرت کے قتل میں صرف تعزیر کو ہی کافی سمجھا ہے اور اس صورت میں "مباح الدم" (جس کا خون جائز ہو) کی شرط بھی قائم کی ہے۔ عرب ممالک کے مبصرین نے مذکورہ بالا ضابطے کو پر از حکمت قرار دیتے ہوئے اسے عدل و انصاف کے تقاضوں کے عین مطابق قرار دیا ہے۔ مصر، جس کی عدالتوں کے فیصلے بیشتر اسلامی ممالک میں بطور نظیر پیش کئے جاتے ہیں اور جہاں "تجدد" بھی نسبتاً زیادہ ہے، وہاں کی عدالتوں نے بھی اس ضابطے کو برقرار رکھنا مناسب سمجھا ہے۔ مصر کے معروف ماہر قانون شیخ عبدالحمید شاوربی نے "غیرت کے جرائم" کے بارے میں مصری کوڈ کا دفاع کرتے ہوئے لکھا ہے:

"مجلس قانون ساز ایسا خاوند جس کی آبرو کا جنازہ نکال دیا گیا ہو جو اس کی قیمتی ترین متاع تھی، کی نفسیاتی حالت پیش نظر رکھتے ہوئے قانون سازی کی ہے اس کے مطابق وہ اپنی بیوی کو بدکاری کرتے ہوئے اچانک پکڑے گا، بلاشبہ اس کی عقل اور ہوش و حواس جاتے رہیں گے..... وہ اپنی بیوی اور آشنا کو قتل کر دے گا"۔

(Source: feminisom and Islam: Article on Aggravating and extenuating circumstances. Alexendria)

بدکاری کے علاوہ ایک دوسرا جرم جو عرب ممالک میں بالخصوص اور بعض دیگر مسلم ممالک میں بالعموم "عزت کے جرائم" میں شامل سمجھا جاتا ہے، وہ یہ ہے کہ سہاگ رات کو لڑکی اگر کنواری (Virgin) نہ پائی جائے، تو اس کا بھائی یا باپ اس کو قتل کر دیتا ہے۔ بعض ملکوں میں اسے صرف طلاق دے دی جاتی ہے، مثلاً ایران میں۔ قدرت نے مرد کے ساتھ ساتھ عورت کی "آبرو" کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے۔ شادی سے پہلے اگر کوئی مرد بدکاری کا مرتکب ہوتا ہے، تو اس کا تعین مشکل ہے لیکن عورت کے ضمن میں ایسا نہیں۔ قدرت نے عورت کے جسمانی نظام میں ایک خاص حصے کو اس کی "کنوارگی" کے تحفظ کے علامت کو مؤثر "چیک" کی صورت میں رکھا ہے۔ اگرچہ جدید سائنس نے بعض استثنائی صورتوں کے امکان کو بھی ظاہر کیا ہے لیکن عام قاعدہ کلیہ وہی ہے..... اس ضمن میں عرب روایات اور مغرب زدہ خواتین دونوں کا طرز عمل انتہا پسندانہ ہے۔ ایک طرف عرب معاشرہ کسی کنواری لڑکی کو کوئی "الاؤنس" دینے کو تیار نہیں، دوسری طرف جدید طبقہ کنوارگی کے اس فطری "چیک" کو مکمل طور پر اڑا دینا چاہتا ہے۔ اگر اول الذکر کے غیر لچکدار موقف کو درست تسلیم کر لیا جائے تو بعض بے قصور لڑکیوں کے قتل کا احتمال باقی رہے گا۔ اگر جدید طبقہ کی بات کو درست قرار دیا جائے تو پھر کنواری لڑکیوں میں جنسی بے راہروی کے روکنے کے لئے ایک مؤثر "چیک" سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔ عرب ممالک کے قوانین نے مسلک اعتدال کو اپنایا ہے۔ چنانچہ وہاں "کنوارگی" کے بارے میں قتل کو "غیرت کا قتل" سمجھ کر ملزم کو رعایت کا مستحق نہیں سمجھا جاتا۔ البتہ اس معاملے میں جسمانی تشدد، جارحانہ تنقید یا کسی بھی وجہ سے ایسی مشکوک لڑکی کا ناطقہ بند کرنے کو غیر قانونی یا برا عمل نہیں سمجھا جاتا۔

مندرجہ بالا تفصیلات کی روشنی میں یہ نتیجہ نکالنا کہ جس کا جب جی چاہے، اس رعایت سے فائدہ اٹھا سکتا ہے، مغالطہ آمیز ہوگا۔ بعض مسلم ماہرین قانون نے مندرجہ بالا آرٹیکل کے عمل درآمد کے لئے تین شرائط کی تکمیل کو بھی ضروری قرار دیا ہے مثلاً

(i) ملزم کا مقتولہ سے رشتہ (خاوند، بھائی، بیٹا)

(ii) عورت کا بدکاری کرتے ہوئے اچانک رنگے ہاتھوں پکڑا جانا۔

(iii) قتل کا اقدام بدکاری دیکھنے کے فوراً بعد اور فوری اشتعال کا نتیجہ ہو۔

اگر کسی مقدمہ میں یہ شرائط پوری ہوتی ہوں تو عرب ممالک میں عام طور پر اسے "غیرت کا جرم" سمجھتے ہوئے ملزم کو رعایت کا مستحق سمجھا جاتا ہے۔ مصر کی عدالت نے ایک مقدمہ میں فیصلہ سنایا کہ "جب ایک بیوی اپنے خاوند کے ہاتھوں اس طرح پکڑی جائے کہ اس کا زیر جامہ اس کے آشنا کے ساتھ پڑا ہو، اس حقیقت کے باوجود کہ خاوند نے ان دونوں کو عملاً بدکاری کرتے نہیں دیکھا، پھر بھی خاوند کو سزا میں کمی کی رعایت دی جائے گی"۔ (حوالہ: ایضاً)

(باقی آئندہ)

اُمتِ مسلمہ میں فکری اعتدال کا علمبردار علمی وتحقیقی مجلّہ ...... محدثین کی علمی روایات کا امین اور فکری تحریک کا ترجمان

ماہنامہ محدث لاہور

علم وادب کے مرکز لاہور سے بتیس سال سے شائع ہونے والا پاکستان کا مقبول ترین علمی وتحقیقی مجلّہ

علماء، دانشور، وکلاء، خطباء، طلباء اور اہل فکر ونظر کی اوّلین پسند

☆ ۳ سال سے نئی آب وتاب کے ساتھ ہر ماہ باقاعدہ شائع ہو رہا ہے ☆

خوبصورت کمپوزنگ، معیاری سفید کاغذ، دیدہ زیب طباعت ،۸۰ صفحات

ہر شمارے میں ۵ سے زائد اہم مضامین جن میں سے ہر ایک اپنے موضوع پر مکمل کتابچہ ہے

قومی اُمور پر اسلامی نقطہ نظر، کتاب وسنت، فقہ واجتہاد، ایمان وعقائد اور دار الافتاء کے مستقل سلسلے

اسلام اور جدید مغربی اَفکار پر ہر ماہ اہم مضامین ...... نامور محققین، معروف علماء کی تحریریں

عالم اسلام کی علمی تحریکوں کا تعارف وتبصرہ اور منتخب عربی مضامین کے تراجم

محدث میں شائع ہونے والے مضامین اکثر دینی جرائد اور اخبارات دوبارہ شائع کرتے ہیں!

جدید سودی نظریات اور اسلام، جادو کے شرعی توڑ، اسلام کے لئے کمپیوٹر کے استعمالات، مغربی تحریکِ نسواں وغیرہ کے موضوعات پر محدث کے مضامین منفرد اہمیت رکھتے ہیں!

اگر آپ غور وفکر کا رجحان اور لکھنے پڑھنے کا ذوق رکھتے ہیں تو محدث ہی آپ کی تشنگی کو دور کر سکتا ہے!

نمونہ کا پرچہ مفت منگوانے کیلئے صرف ایک فون کریں..... گھر بیٹھے سال بھر وصول کرنے کیلئے ۲۰۰ روپے منی آرڈر کریں

ماہنامہ محدث: ۹۹ جے ماڈل ٹاؤن، لاہور 54700 فون: 5866476, 5866396

حافظ ارشاد احمد دیوبندی (ظاہر پیر)

قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید

یادش بخیر! نام نہاد جماعت اسلامی کا سنہری جادو اثر زور ہور زعم "علیانی کاٹن فیکٹری ماچھی گوٹھ تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان کے شورائی اجتماع میں اس وقت بڑی بری طرح ٹوٹ گیا تھا جب متعدد اہل علم مخلص علماء نے جماعت اسلامی سے اپنی بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے اپنے استعفیٰ پیش کر دیئے تھے پھر یکے بعد دیگرے جماعت اسلامی کی حقیقت الم نشرح ہوتی چلی گئی خود مولانا مودودی کے مغرور قلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے لیکر شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ بلکہ جمیع علماء حق کو معاف نہ کیا اور تنقید کی بجائے ایسی تنقیص کر ڈالی کہ ہر محب اسلام تڑپ اٹھا۔ مولانا مودودی مرحوم کا لٹریچر عوام سے خواص اور خواص سے علمائے کرام کی نگاہوں سے گزرا تو علمائے کرام نے اسے اسلام کے خلاف خطرناک تصور کیا مگر اس وقت مرزائیت کی بڑھتی ہوئی یلغار کو روکنے کے لیے وہ ایسے مصروف تھے کہ ادھر مکمل دھیان نہ دے سکے۔ اسی دوران مجلس احرار اسلام ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے لیے بڑی جدوجہد سے ایک نیا ادارہ "مجلس عمل" کے نام سے میدان میں لائی تاکہ مشترکہ طور پر مرزائیت کا قلع قمع کیا جا سکے جماعت اسلامی نے شاید اسے اپنی مقبولیت کیلئے پھولوں کا ہار سمجھ کر اپنی شمولیت کا اعلان کیا جسے مجلس عمل برائے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کیلئے منظور کر لیا گیا مولانا مودودی مرحوم باقاعدہ مجلس عمل کے جمیع اجتماعات میں خود شریک ہوا کرتے یا کسی میٹنگ میں اپنا نمائندہ روانہ کر دیا کرتے مگر جب تمام قائدین گرفتار ہو گئے تو مولانا مودودی نے اپنے بچاؤ کیلئے اس پوری مقدس تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے خلاف بڑے زہریلے اخباری بیانات دیکر اپنی برأت کا اظہار کرتے ہوئے علماء حق اور قائدین تحریک ختم نبوت کے خلاف جھوٹے الزامات کی بھرمار کر دی مگر اللہ کی قدرت نے مودودی صاحب کو بھی گرفتار کرا دیا تو اس نے منیر کی تحقیقاتی عدالت میں ایسے جھوٹے بیانات دیئے کہ تحریک تحفظ ختم نبوت کے روح رواں حضرت امیر شریعت نور اللہ مرقدہ بہت ہی افسردہ ہوئے۔ اس دوران تحریک ختم نبوت کے خلاف مودودی صاحب نے اپنا ایک پمفلٹ "بیان حقیقت" کے نام سے بھی شائع کیا جس میں انہوں نے صاف انکار کیا کہ اس تحریک ختم نبوت سے میرا اور میری جماعت کا کوئی تعلق نہیں اس کے جواب میں ہمارے قائد محترم جناب ماسٹر تاج الدین انصاری مرحوم اور قائد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمتہ اللہ علیہ نے الگ الگ جوابات پر مشتمل اپنے بیانات شائع کرا کر مسلمانوں کو حقیقت حال سے آگاہ اور مطلع کیا۔ اسی دوران شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمتہ اللہ علیہ نے مصمم ارادہ فرما لیا کہ نام نہاد جماعت اسلامی کی حقیقت اب عوام کے سامنے کھول کر رکھ دی جانی چاہیے۔ چنانچہ حضرت شیخ التفسیر نے روزنامہ نوائے پاکستان لاہور میں جماعت اسلامی اور بانی جماعت کی حقیقت مودودی صاحب کے اپنے لٹریچر کی روشنی میں ان کی کتابوں کے اقتباسات سے قسط وار شائع کرنا شروع فرمائی جب ان نام نہاد مصلحین کرام کی حقیقت عریاں ہو کر عوام کے سامنے آئی تو جماعتی بوکھلا گئے اس دوران علمائے اسلام کو ایسی غلیظ اور خبیث گالیوں سے نوازا گیا کہ توبہ ہی بھلی۔ بعد میں حضرت شیخ التفسیر علیہ الرحمتہ نے اپنے ان اخباری بیانات کو جمع کر کے ایک رسالہ بعنوان "علمائے حق کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب" کے نام سے شائع کیا جو آج بھی موجود ہے۔ ان

دنوں کی بات ہے کہ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے اخبارات میں اپنا ایک بیان شائع کرایا کہ جماعت اسلامی امریکہ کی ایجنٹ ہے اور امریکہ سے اس کو مالی امداد ملتی ہے جس کے شواہد اور ثبوت میرے پاس موجود ہیں تو جماعت والوں نے شوخ ہو کر فوراً حضرت شیخ التفسیر کے خلاف ازالہ حیثیت عرفی کے تحت ایک استغاثہ عدالت میں دائر کر دیا۔ تو حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ نے جماعت والوں کو مشورہ دیا کہ اب یہ مقدمہ قائم رکھنا میرے پاس ٹھوس ثبوت ہیں میں یہ ٹھوس ثبوت عدالت میں پیش کروں گا کہ جماعت اسلامی کہلانے والے امریکی ایجنٹ ہیں اور امریکہ سے ان کو مالی امداد مل رہی ہے مگر افسوس کہ ان صالحین کرام نے یہ مقدمہ واپس اٹھا لیا تو راقم الحروف کو اچھی طرح یاد ہے۔ مقدمہ واپس اٹھا لینے کے بعد حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اخبارات کو اپنا ایک بیان جاری فرمایا تھا جو شہ سرخیوں میں شائع ہوا تھا کہ دو مودودیوں نے اپنا تھوکا چاٹا کہ مقدمہ واپس کر لیا اور اس طرح مجھے اپنے ٹھوس دلائل عدالت میں پیش کرنے سے روک دیا ہے۔

قارئین محترم! اس واقعہ کو تقریباً پینتالیس سال کا عرصہ بیت چکا ہوگا۔ مگر مودودی صاحب کی جماعت کے امیر قاضی صاحب اس وقت جو ایران کے فوراً بعد امریکہ کا دورہ کر کے تشریف لائے ہیں اور اخبارات میں اس دورہ کی تفصیل بھی شائع ہوئی ہے۔ کیا اس سے واضح طور پر ہر آدمی اچھی طرح یہ نہیں سمجھ چکا کہ حضرت شیخ التفسیر نے آج سے ۴۵ برس قبل جو کچھ فرمایا تھا وہ اس حدیث رسول کے اس حصے کی تائید ہے کہ

اتَّقُوا فِرَاسَةَ المُؤمِنِ فَاِنَّه یَنظُرُ بِنُورِ اللّٰه

یا یوں کہہ لیجئے کہ "قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید" ہمارے علماء نے جس کی جو نشان دہی کی وہ جلد یا بدیر دنیا میں اللہ تعالیٰ نے اسے کھول کر واضح کر دیا۔ آپ بھی غور کیجئے!

بقیہ از ص 26

کے چیئرمین پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ تک پہنچا۔ چیئرمین صاحب بھی پریشان ہوئے لیکن میں نے انہیں اطمینان دلایا کہ پریشانی کی ضرورت نہیں۔ وفاقی حکومت کی طرف سے ایک سرکلر پہلے ہی جاری ہو چکا ہوا ہے۔ کہ ۱۹۶۲ء سے پہلے بزرگانِ دین اور اکابر اسلام کے لیے جو القابات استعمال ہوتے رہے ہیں۔ آئندہ بھی وہی استعمال ہوں گے۔ چنانچہ پوری کتاب میں صرف انبیاء کرام کے لیے علیہ السلام کا لقب استعمال ہوئے اور باقی تمام بزرگانِ دین کے لیے رضی اللہ عنہ لکھا گیا۔ جب کتاب چھپ کر بازار میں آئی تو سینئر ماہر مضمون سجاد رضوی نے حسب توقع طوفان برپا کر دیا۔ اس نے ملک بھر سے شیعہ انجمنوں (کچھ حقیقی اور کچھ جعلی) کی طرف سے احتجاجی تاریں، قرار دادیں اور مضامین کا طویل سلسلہ شروع کر دیا۔ چیئرمین پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ اس ہنگامہ خیزی پر بہت پریشان ہوئے لیکن انہوں نے وفاقی حکومت کے سرکلر کا حوالہ دے کر اپنی جان چھڑائی۔ کتاب اب تک اسی انداز سے شائع ہو رہی ہے۔ جس کی تدوین میں نے کی تھی۔ اس واقعہ کے اظہار کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر ناشر حضرات تفویض شدہ کتاب کا مطالعہ کر کے جمیع مسلمانوں کے عقائد کے خلاف مواد کو شائع کرنے سے اجتناب کریں تو اصلاح ہو سکتی ہے۔ ورنہ عام طور پر تو ہمارے ناشر حضرات تفویضی کتاب کو پڑھنے کی زحمت ہی گوارا نہیں کرتے۔

میرا ایمان ہے کہ کتاب میں شائع شدہ غلط عقائد کے گناہ میں ناشر بھی شریک ہوتا ہے۔ اس لیے اجتناب کرنا چاہیے۔

(چوہدری) ثناء اللہ بھٹہ
نائب امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

رافضی ماہر مضمون کی کارستانیاں

نقیب ختم نبوت کے شمارہ ماہ اگست ۲۰۰۰ء میں دوبا کے جناب جاوید اسلام خان صاحب کا خط بعنوان "سرکاری سرپرستی میں فرقہ واریت" شائع ہوا ہے۔ جس میں فاضل مکتوب نگار نے پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی طرف سے شائع کردہ بعض درسی کتب میں انبیاء کرام کے لیے مخصوص لقب "علیہ السلام" کو بعض صحابہ کرام کے لیے بھی استعمال کیا گیا ہے جو کہ شیعہ مصنفین کا شاخسانہ ہے۔ اس پر انہوں نے احتجاج کرتے ہوئے چیئرمین پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کو متوجہ کیا ہے کہ وہ اس کوتاہی کو درست کروائیں۔

میں اس سلسلہ میں ایک حقیقی واقعہ کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں کہ ٹیکسٹ بک بورڈ میں براجمان نام نہاد شیعہ ماہرین مضمون جان بوجھ کر "علیہ السلام" کا لفظ اپنے مسلک کے ہر بزرگ کے لیے استعمال کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔

ٹیکسٹ بک بورڈ کا طریقہ کار یہ ہے کہ وہ درسی کتاب کا مسودہ تیار کرتا ہے۔ پھر کسی بھی رجسٹرڈ پبلشر کو اس کی کتابت اور تکمیل کے فرائض سرانجام دینے کے لیے تفویض کرتا ہے۔ اگرچہ اب بورڈ نے اپنے ہاں ہی کمپیوٹر سیکشن قائم کر دیا ہے جہاں ہر کتاب کی تدوین وغیرہ کا کام سرانجام دیا جاتا ہے لیکن پہلے طریقہ کار یہی تھا۔ کہ پبلشر کتاب کی کتابت اور تکمیل کرواتا تھا۔ ۱۹۹۲/۹۳ء میں میرے اشاعتی ادارہ "بساطِ ادب" کو اردو کی آٹھویں کتاب تفویض ہوئی کتاب نئی تھی اس لئے اس کی کتابت وغیرہ کا مرحلہ بھی درپیش تھا۔ اس وقت بورڈ میں اردو سیکشن کے انچارج ماہر مضمون مشہور شیعہ ذاکر سجاد رضوی تھے۔ انہوں نے اس کتاب میں انبیاء کرام کے علاوہ اپنے پسندیدہ اکابر کے لیے بھی ہر جگہ علیہ السلام کا لفظ استعمال کیا۔ جو کہ اہل اسلام کے عقیدہ کے مطابق ناجائز تھا۔ کیونکہ ہمارے عقائد کے مطابق علیہ السلام کا لقب صرف انبیاء کرام کے لیے استعمال ہو سکتا ہے۔ ان کے علاوہ چاہے کتنی بھی برگزیدہ شخصیت ہو اس کی وفات کے بعد صحابی کے لئے رضی اللہ عنہ کا جملہ استعمال ہوگا۔ کتاب زیر تذکرہ میں "شہید کربلا" کے عنوان سے ایک مضمون بھی تھا۔ اس مضمون میں علیہ السلام کا تکرار بے پناہ تھا۔ اس وقت کتاب کے ماہر مضمون ایک صحیح العقیدہ مسلمان تھے۔ انہوں نے مسودہ کتابت کے لیے مجھے دیا۔ تو میں نے پوری کتاب میں سے انبیاء کرام کے علاوہ تمام بزرگانِ دین کے نام سے علیہ السلام کا لفظ خارج کر دیا۔ اور ان کے لئے رضی اللہ عنہ کا لفظ کتابت کروا دیا۔ ماہر مضمون موصوف کو مجھ پر بہت اعتماد تھا۔ انہوں نے بھی اس کو چیک نہ کیا۔ جب ساری کتاب کتابت ہو چکی تو میں نے ماہر مضمون کو اعتماد میں لینے کے لیے انہیں بتا دیا کہ میں نے انبیاء کرام کے علاوہ دیگر بزرگانِ دین کے لیے علیہ السلام کے بجائے رضی اللہ عنہ کا لقب لکھوا دیا ہے۔ وہ کچھ پریشان ہوئے کہ انچارج ماہر مضمون شیعہ ہے وہ تو قیامت برپا کر دے گا۔ بہر حال کچھ تکرار کے بعد معاملہ اس وقت

بقیہ 25 پر

سید سلیمان بخاری

تحریک آزادی کشمیر کا آخری مرحلہ

نصف صدی سے زائد عرصہ بیت چکا ہے مگر کشمیری مسلمانوں کی قسمت ہنوز خوابیدہ ہے۔ ہندوستان سلامتی کونسل کی قراردادوں پر عمل کرتا ہے نہ کشمیریوں کو حق خودارادیت سے بہرہ ور کرتا ہے۔ خطہ جنت نظیر میں ظلم و تشدد کا لامتناہی سلسلہ جاری ہے۔ اسی ہزار شہداء اور ہزاروں عفت مآب خواتین کی بے حرمتی اس پر مستزاد۔ مساجد اور مزارات اولیا کو گرا جلا کر اپنی جھوٹی انا کو تسکین دینے کے لئے متعصب ہنئے ایک عفریت کا روپ دھار چکے ہیں۔ انسانی حقوق کے نام نہاد علمبردار منقار زیر پر ہیں۔ بڑی طاقتیں ٹس سے مس نہیں ہوتیں۔ لگتا ہے کہ وہ اپنے نیچے تلے مشن کے تحت چار دانگ عالم میں مسلمانوں کا قتل عام کرا رہی ہیں۔ صدر کلنٹن بھارت کی ہمنوائی میں پاکستان پر اپنا دباؤ بڑھا رہا ہے۔ کہ حریت پسندوں کی امداد بند کر دی جائے۔ تعجب تو اس بات پر ہے کہ مجاھدین کو دہشت گرد کہا جانے لگا ہے حالانکہ وہ ایک غاصب کے خلاف جدوجہد کر رہے ہیں۔

مجاھدین آزادی کے تابڑ توڑ حملوں سے بوکھلا کر واجپائی نے صیہونیوں سے مدد طلب کی ہے۔ تازہ اطلاعات کے مطابق "موساد" نے مقبوضہ وادی میں موجود قادیانی تنظیم "انصار اللہ" کے بزرجمہروں کو مختلف ٹارگٹس سونپے ہیں۔ یہ حمایت بھارتی کمانڈوز کے ساتھ شانہ بہ شانہ اپنے فرائض منصبی انجام دے گی تاکہ کشمیر میں سرگرم عمل مجاہدین کے ٹھکانوں کو تلاش کر کے ان کو تہس نہس کر دیا جائے۔ ادھر امریکہ بہادر "حرکت الانصار" کے بعد اب کشمیری حریت پسندوں کی جماعتوں "حرکت جہاد اسلامی" اور "لشکر طیبہ" کو بھی دہشت گرد تنظیم قرار دینے والا ہے۔ کہتے ہیں "ساون کے اندھے کو ہر طرف ہرا ہی ہرا نظر آتا ہے"۔ یو۔ایس۔اے۔ کو بھی افغانوں، کشمیری مجاہدین، فلسطینی حریت پسندوں میں دہشت گرد ہی دہشت گرد نظر آتے ہیں۔

حریت کانفرنس کے رہنماء قید و بند کے مصائب سے دوچار ہیں۔ لیلائے حریت کے متوالوں کے لئے کوئی انوکھی بات نہیں بلکہ جس عظیم راستے کا انہوں نے انتخاب کیا ہے۔ یہ سب باتیں اس راہ کے گل بوٹے ہیں۔ یہ کوئی نیا کام نہیں۔ تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے۔ 1931ء میں مجلس احرار اسلام نے تحریک حریت کشمیر کا آغاز کیا تھا۔ جس میں امیر شریعت بطل حریت، خطیب الامت حضرت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری نے قیادت کرتے ہوئے پوری توانائیاں صرف کر دی تھیں۔ پچاس ہزار سرخ پوش احرار رضاکاروں نے کشمیر کی جیلیں بھر دی تھیں، کئی جیالوں نے اپنے تازہ اور گرم لہو سے مستقبل کی تاریخ رقم کی تھی جسے آج دہرایا جا رہا ہے۔ شاہ جیؒ فرمایا کرتے تھے "فرنگیوں سے انصاف کی بھیک مت مانگو کہ اسکا انصاف تو بندر بانٹ جیسا ہے۔" مگر کیا کیجئے۔ ہم آج بھی استعمار پسندوں سے انصاف کی خیرات مانگنے انکے دروازوں کے بار بار چکر لگا رہے ہیں اور کوئی امید بر نہیں آتی۔ یہ بھی تو اچنبے کی بات ہے نا کہ بقول شاعر

میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

خدا معلوم ہماری یہ عادت کب چھوٹے گی۔

یہ حقیقت ہے کہ تنازعہ کشمیر تقسیم ہند کے ایجنڈے ہی کا حصہ تھا مگر سر ظفر اللہ کی چیرہ دستیوں کے باعث آج تک تصفیہ طلب ہے۔ پاکستان کے چیف ایگزیکٹو نے بالکل درست کہا کہ بھارت سے صرف کشمیر پر مذاکرات ہو سکتے ہیں۔ اسے جموں و کشمیر سے اپنی سات لاکھ فوج کو نکال لینا چاہیے تاکہ برصغیر میں امن و آشتی کی فضا قائم ہو سکے۔ اور ریاست کے باشندے اپنا حق خودارادیت آزادانہ فضا میں استعمال کر سکیں۔ عراق میں یو این او کا فوری ایکشن بوسنیا ہرزی گووینا میں کارروائی حال ہی میں جزیرہ نما تیمور میں اسکی افواج کا طوفانی داخلہ اس کیفیت کا عکاس ہے کہ اگر وہ چاہے تو سب کچھ درست سمت میں چل سکتا ہے لیکن شاید وہ ایسا چاہتے نہیں یہ ان بڑوں کی بے تحاشا منافقت اور انکے ڈبل سٹینڈرڈ ہونے کی محکم دلیل ہے۔

پاکستان میں موجود خاص ذہنیت کے حامل لکھاری اور بہت سے قادیانی دانشور کسی کے اشارہ ابرو کے تحت ایک غلغلہ سا بپا کئے ہوئے ہیں۔ وہ نسل نو کو کئی ایک اشکالات میں مبتلا کر رہے ہیں کہ کشمیر کو ایک خود مختار ریاست ہونا چاہیے۔ کچھ کہتے ہیں اسے "بفر سٹیٹ" Buffer State کی صورت میں یو این او کے عقد میں دیدینا چاہیے۔ کئی یہ کہتے سنے اور لکھتے دیکھے گئے کہ کشمیر بھی تقسیم ہونا چاہیے۔ وغیرہ وغیرہ پھر اس پر عجیب الخلقت فلسفے بگھارے جاتے ہیں

"خامہ انگشت بدنداں ہے اسے کیا کہیئے"

ستم تو یہ ہے کہ ایسی دور کی کوڑیاں لانے والے نام نہاد دانشوران سیاست کو اخبارات بھی آزادی رائے کے اصول کے تحت اپنے صفحات پر خوب جگہ دیتے ہیں۔ لوگ اس طرح کی باتیں پڑھ سن کر بھٹک بھی سکتے ہیں اسلئے مدیران جرائد اپنے لئے کوئی حب الوطنی پر مبنی ضابطہ اخلاق قائم کریں تاکہ قوم ذہنی طور پر تقسیم در تقسیم کا شکار نہ ہو جائے۔

راقم کی دیانتدارانہ رائے ہے کہ حریت پسندوں نے قربانی و ایثار کا جو انداز بے پناہ اپنایا ہے اگر یہ پوری سچ دھج سے قائم رہا تو حالات بتا رہے ہیں کہ تحریک حریت کشمیر کا آخری مرحلہ شروع ہو چکا ہے جس میں اسلامیان پاکستان کی اخلاقی اور فکری توانائیاں مجاہدین کے ہمرکاب ہونا چاہیں۔ منتشر الذہن قوم یہ کام نہیں کر سکتی۔ اس کے لئے اندرونی اتحاد و یکجہتی اور فکری یگانگت بہت ضروری ہے۔ ہمارے دانشوروں اور اخباری کالم نگاروں کو تنقید و تنقیص کا راستہ تبدیل کرنا ہوگا۔ ایسے موقعوں پر راہیوں کو ڈھارس کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ اور ہمارے اخبارات و رسائل مثبت انداز اپنا کر یہ کام بہ حسن و خوبی انجام دے سکتے ہیں۔ سری نگر کی دختران ملت پکار پکار کر ہمیں اپنا بھولا ہوا سبق بڑے اصرار سے یاد کرا رہی ہیں۔ انکی قربانیوں نے ایک نئی تاریخ رقم کی ہے جو رہتی دنیا تک یادگار رہے گی۔ ہم ٹی وی کی تصویری جھلکیوں میں انہیں نعرہ زنی کرتے اور بھارتی سورماؤں سے رائفلوں کے بٹ اور ڈنڈے کھاتے دیکھ کر بے اختیار داد دیتے ہیں۔ مگر اسکے بعد ہمارا جذبہ جہاد گہری نیند سو جاتا ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ کشمیریوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کیلئے ہمیں اپنے آپ کو انکے رنگ میں رنگنا ہوگا۔ اپنے جذبات انکے جذبات سے ملانے ہوں گے۔ اپنی سوچوں کو انکی سوچوں کے ہم آہنگ کرنا ہوگا۔ بل کلنٹن سے آزادی کا صدقہ و خیرات مانگنے کی بجائے مجاہدین آزادی کو تیز گام کرنا ہوگا کہ حکیم الامت علامہ محمد اقبال نے یہی فرمایا تھا

تیز ترک گامزن۔ منزلِ ما دُور نیست

سید یونس الحسینی

ظلمت کذب سے عظمت صدق تک

روزنامہ "دن" ۹ تا ۱۲ اپریل کی اشاعتوں میں معروف قادیانی دانشور مجیب الرحمن ایڈووکیٹ کے رشحات قلم بالاقساط پڑھنے کو ملے۔ عنوان تھا "تعصب کے اندھیروں سے حقیقت کے اجالوں تک" فی الحقیقت یہ قانون دان ڈاکٹر عبدالباسط کے طویل سلسلہ مضامین کا جواب تھا۔ ان کالموں کے آغاز ہی میں ایک بہترین اصول وضع کیا گیا کہ

"ایک غیر جانبدار تجزیہ نگار کیلئے لازم ہوتا ہے کہ وہ کسی کے بھی اخذ کردہ نتائج اور استدلال کو معقولیت اور منطق کی میزان پر پرکھے۔ اس معروضی تجزیے سے جو صورت ابھرتی ہو، مضمون نگار اسکو خندہ پیشانی سے قبول کریں۔"

نظر بظاہر یہ ایک خوبصورت قاعدہ ہے مگر کالم نگار نے اپنے الفاظ کے تیر و نشتر کو علمی انداز میں معروضی جائزے کا نام دیکر جو انداز تفکر، طریق استدلال اور لگا بندھا اسلوب نگارش اختیار کیا اس سے غیر جانبداری کی مہک کی بجائے مکمل جانبداری کی بد بو کے بھبھوکے اٹھتے محسوس ہوتے ہیں۔ مجھے مجیب صاحب کے بیان کردہ اصولِ نقد و جرح سے مکمل اتفاق ہے اسلئے انکی تحریروں میں اٹھائے گئے تیکھے نوکیلے نکات کی غیر جانبدارانہ تجزیاتی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں۔ چاروں کالموں کا لُب لباب درج ذیل ہے۔

۱۔ مذہبی منافرت کی مذمت ہونا چاہیے۔
۲۔ غیر قادیانی کو قادیانی نہ کہا جائے۔
۳۔ کسی احمدی کو انصاف دینے والا گردن زدنی نہ ہو۔
۴۔ قوم کو تعصب اور نفرت کے گرداب سے نکالا جائے تاکہ احمدیوں کو انکے حقوق ملیں اور یرغمالی کیفیت ختم ہو۔
۵۔ احمدیوں کے خلاف پر تشدد واقعات ان سے نفرت کی وجہ سے ہوتے ہیں عقائد کی وجہ سے نہیں کہ عوام کو تو احمدی عقائد کا علم ہی نہیں۔
۶۔ احمدیت میں جبری بھرتی نہیں ہوتی۔
۷۔ احمدی نوجوان کو "راہ راست" پر لانے کیلئے عقائد کی بحث ضروری ہے۔
۸۔ احرار کا قیام، تحریک کشمیر اور مرزا بشیر الدین محمود
۹۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے برطانوی تنخواہ دار ایجنٹ ہونے کا کوئی ثبوت نہیں۔
۱۰۔ ملٹری گزٹ لاہور کا اداریہ...... مولانا ابوالکلام آزاد کی جانب سے مرزائی لٹریچر کی تعریف۔

نکات نمبر ۱ تا نمبر ۵: باہم منسلک ہیں۔ انکے اس ارتباط کے باعث تجزیاتی جواب بھی یکجا ہوگا۔

سب جانتے ہیں کہ سچ اچھائی اور جھوٹ برائی ہے۔ ایک روشنی ہے، دوسرا تاریکی، ایک نفع ہے، دوسرا نقصان، ایک سلامتی ہے اور دوسرا غرقاب۔ دائمی اصول ہے کہ "ہمیشہ سچ بولو" اور جھوٹ سے نفرت کرو۔" اسی طرح دین حق ہے اور منافرت باطل۔ ہر ذی شعور منافرت کی بھرپور مذمت کریگا مگر دینی عصبیت قائم رکھے گا۔ منافرت میں دشمنی ہے، دہشت گردی ہے، قتل وغارتگری ہے، لیکن عصبیت کا دامن ان کج ادائیوں سے تہی ہے۔ عصبیت کا مطلب اپنے اپنے موقف پر سختی سے قائم رہنا ہے۔ بالفاظ دیگر سچ کا دامن جود و کرم پوری توانائی کے ساتھ تھامے رکھنا اور جھوٹ کو رواداری کے درماندہ و داماندہ فلسفہ کے تحت کسی بھی صورت قبول نہ کرنا۔ آپ کو معلوم ہے کہ سچ سے گریز پائی اور کذب وافترا کی ناز برداری سچ کی تذلیل کے سوا کچھ نہیں۔ ہمیں اپنے معاشرے کو ظاہری و باطنی خوبیوں سے مزین کرنے کیلئے سچ کو سختی سے اپنانا اور جھوٹ کے زہر ہلاہل سے بہر صورت چھٹکارا پانا ہوگا۔ صرف مذمتی قراردادیں پاس کرلینا اس مرض کا شافی علاج نہیں۔

مجیب صاحب! آپ قانون دان ہیں مذکورہ نکات کو آپ وطن عزیز کی چھوٹی بڑی عدالتوں کے علاوہ مختلف فورمز پر بڑی شد و مد سے پیش کرکے انکے جوابات سے مستفید ہو چکے ہیں۔ آپکی جماعت کے اکابر و اصاغر نے اندرون و بیرون ملک اس طرح کی دہائی دینے کا لامتناہی سلسلہ عرصۂ دراز سے شروع کر رکھا ہے۔ حتیٰ کہ ایمنسٹی انٹرنیشنل نے بھی آپ کے دامِ ہمرنگ زمین کا نخچیر ہو کر اپنی ۱۹۹۵ء کی سالانہ رپورٹ میں اس بے سروپا جسیم دھاندلی کا تذکرہ کر ڈالا کہ.....

۱۔ پاکستان میں قادیانیوں کے خلاف انتہائی درجہ کا تعصب پایا جاتا ہے۔

۲۔ انکے خلاف ملک کے طول و عرض میں پر تشدد کارروائیاں ہو رہی ہیں۔

۳۔ انکے حقوق غصب کئے جا رہے ہیں۔

۴۔ انکے خلاف مختلف عدالتوں میں مقدمات دائر ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

محترم! تعصب کے جس اندھیرے اور تشدد کی جن کیفیات کو آپ کوسنے دے رہے ہیں۔ وہ کس کی پیدا کردہ ہیں؟ آئیے اپنے پیشواؤں کے تیار کردہ چارٹ میں خود تلاش کیجئے، گوہر مقصود ہاتھ آ جائیگا صرف نیت کا اخلاص شرط ہے۔ نمونہ مشتے از خروارے پیشِ خدمت ہے۔

۱۔ مرزا غلام احمد قادیانی بانی جماعت قادیاں اپنی تصنیف "آئینہ کمالات اسلام" ص ۵۴۸-۵۴۷ پر رقمطراز ہیں "میری سب کتابوں کو مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتے ہیں، انکے معارف سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور میرے دعووں کی تصدیق کرتے ہیں مگر بدکار عورتوں کی اولاد نہیں مانتے۔"

۲۔ انوارالاسلام ص ۳۰ اور روحانی خزائن جلد نمبر ۹ ص ۳۱ پر لکھا "جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائیگا کہ اسکو ولدالحرام بننے کا شوق ہے۔"

۳۔ نجم الہدیٰ ص ۵۳، روحانی خزائن جلد نمبر ۱۴ میں ہے "بلاشک ہمارے دشمن جنگلوں کے سور ہیں اور انکی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں۔"

۴- تذکرہ مجموعہ الہامات و مکاشفات میں فرمایا "خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں۔"

۵- نزول المسیح میں وارد ہے کہ "جو شخص میرا مخالف ہے وہ عیسائی، یہودی، مشرک اور جہنمی ہے۔"

۶- کلمۃ الفصل ص ۲۰ از مرزا بشیر احمد میں ہے "ہر ایک شخص جو موسیٰ علیہ السلام کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتا یا عیسیٰ علیہ السلام کو تو مانتا ہے مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تو مانتا ہے مگر مسیح موعود (مرزا صاحب غلام احمد قادیانی) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔"

۷- برکات خلافت از مرزا بشیر الدین محمود احمد ص ۵ پر تحریر کرتے ہیں "حضرت مسیح موعود یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کا حکم اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی غیر احمدی کو اپنی لڑکی نہ دے اسکی تعمیل کرنا بھی ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔"

۸- اخبار الفضل مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۲۱ء میں ہے۔ "جو شخص اپنی لڑکی غیر احمدی کو دیتا ہے میرے نزدیک وہ احمدی نہیں ہے۔ کوئی شخص کسی غیر مسلم کو جانتے ہوئے اپنی لڑکی اسکے نکاح میں نہیں دے سکتا ایسے نکاح خواں کے متعلق ہم وہی فتویٰ دیں گے جو اس شخص کی نسبت دیا جا سکتا ہے جس نے ایک مسلمان لڑکی کا نکاح ایک عیسائی یا ہندو لڑکے سے کر دیا ہو۔"

۹- "ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور انکے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔" (انوارِ خلافت ص ۹۰ از مرزا بشیر الدین محمود احمد)

۱۰- "غیر احمدیوں کا کفر بالکل ثابت ہے اور کفار کیلئے دعائے مغفرت جائز نہیں۔" (اخبار الفضل ماہ فروری ۱۹۲۱ء)

۱۱- "غیر احمدیوں کا بچہ بھی غیر احمدی ہے اسلئے اسکا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیئے۔" (انوارِ خلافت ص ۹۳ از مرزا بشیر الدین محمود احمد)

۱۲- کلمۃ الفصل ص ۸۰-۹۷ پر مرزا بشیر احمد بی اے کا فرمان ہے۔ "حضرت مسیح موعود نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائیوں کے ساتھ کیا غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئی ہیں، انکو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ انکے جنازے پڑھنے سے روکا گیا، اب باقی کیا رہ گیا جو ہم ان سے مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں، ایک دینی دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ و ناطہ ہے، سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے۔"

غیر جانبداری سے غور فرمائیے، آقائے نامدار، حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبیٔ آخرالزماں ماننے والوں سے کس نہج پر تنفر برتا گیا ہے۔ انکے والدین اور خود انکو کیا کیا گالیاں دی گئیں، انہیں یہود و ہنود کے مماثل قرار دیا گیا۔ ان سے دینی و دنیوی رشتے ناطے ختم کر دیئے گئے۔ مشرک اور جہنمی تک کہہ دیا گیا۔ اس انتہا کو پہنچ کر اس قدر

مسموم کیفیات پیدا کر کے رواداری کی توقع فعلِ عبث ہے۔ اب فریق ثانی کی جانب سے کسی بھی قسم کا ردِ عمل فطری سی بات ہے اس پر بے تحاشہ واویلا چہ معنی دارد؟ یہ تو "الٹا چور کو توال کو ڈانٹے" والی بات ہو گئی۔

نفرت کے اندھیرے سے ذرا سا باہر سرک کر دیکھئے ایک سچائی خم ٹھونک کر آپ کے سامنے آ ئیگی اور وہ یہ کہ "خود کردہ لاعلاج نیست۔"

آپ نے مذہبی استحصال پسندوں کی خوب دھنائی کی، میں اس کارِ خیر میں پوری طرح آپ کا ہمنوا ہوں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ استحصالی فضا کیوں پیدا ہوئی؟ اس دھندے میں کون لوگ ملوث ہیں انکے گرو گھنٹال کون اور کہاں ہیں؟ نیز یہ کربنا کی کیونکر ختم ہو سکتی ہے؟ پہلے تین سوالوں کے جواب تو اوپر کی تحریر سے اظہر من الشمس ہیں فرق صرف اتنا سا ہے کہ اولیں گرو اب اس دنیا میں نہیں البتہ موجودہ زیب سجادہ اپنے آقایانِ ولی نعمت کے ہاں انگلینڈ میں قیام فرما ہیں۔ تیسری بات کا جواب یہ ہے کہ ہمارے ہاں پیدا شدہ زہر آلود فضا، تناؤ اور باہمی سر پھٹول کی صورتِ حال میں خوشگوار تبدیلی آ سکتی ہے۔ میری دیانتدارانہ رائے ہے کہ صرف کسی ٹھوس اصول اور دائمی سچائیوں پر مبنی منطق ہی سے یہ راستہ کھل سکتا ہے۔ اس کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔

۱۔ تمام قادیانی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات پر ہمہ نوعی نبوت و رسالت کی تکمیل اور اختتام پذیری پر غیر مشروط طور پر ایمان لے آئیں۔

۲۔ انکار کی صورت میں قادیانیت کو اسلام سے بالکل الگ مذہب تسلیم کر کے اپنے نئے مذہب کی علیحدہ شناخت اور نام اختیار کریں۔

تاریخی تدریج و ارتقاء کے اعتبار سے مسلمہ دائمی بین الاقوامی اصول ہے کہ جب بھی کوئی شخص دعوئ نبوت کرتا ہے تو وہ اپنے نئے مذہب اور پیروکاروں کیلئے الگ شناختی نام رکھتا اور اسکا اعلان کرتا ہے۔ برصغیر کی قادیانیت کے مماثل اور متوازی چند نئے مذاہب کی صورتِ حال کا اجمال یہاں درست معلوم ہوتا ہے۔ ایران کے محمد علی باب، بہاء اللہ اور امریکہ کے عالیجاہ محمد مدعیانِ وحی و نبوت تھے۔ انہوں نے بین الاقوامی مذاہب کے تاریخی تسلسل اور دائمی سچائیوں پر مشتمل ٹھوس اصول و ضوابط کی مکمل پاسداری کرتے ہوئے اپنے اپنے مذاہب کے الگ الگ نام رکھے اور جداگانہ شناخت کو خوشدلی سے اختیار کیا۔ یہ کوئی ننگ و عار کا معاملہ نہ تھا۔ حکومت ایران نے بابیوں اور بہائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیدیا۔ عالیجاہ محمد نے اسلام کا نام نہیں اپنایا۔ امریکی مسلمانوں نے خود انہیں غیر مسلم جانا تو انہوں نے صدق دل سے یہ فیصلہ قبول کرلیا۔ اب ایران میں کوئی مذہبی استحصال پسند اپنے مفادات کے تحفظ یا مطلب براری کیلئے ایک دوسرے کو بابی یا بہائی کہتا ہے نہ کہہ سکتا ہے کیونکہ اسلام سے الگ انکی اپنی شناخت موجود ہے۔ یہی انکے حقوق کے تحفظ کی ضمانت بھی ہے۔ وہاں کسی قسم کی "یرغمالی کیفیت" بھی نہیں۔ کسی معاملے میں انہیں انصاف دینے والا گردن زدنی ہرگز نہیں۔ انکے خلاف پر تشدد واقعات بھی نہیں ہوتے اور نہ ہی ان سے نفرت کی جاتی ہے۔ کوئی انوکھی چیز اگر وہاں موجود ہے تو وہ صرف انکے عقائد و نظریات سے اختلاف ہے۔ وجہ صاف ظاہر و باہر کہ وہاں کے عوام الناس کو بابیوں اور بہائیوں کے اعتقادات سے کماحقہ

واقفیت حاصل ہے۔وہاں کوئی ایک دوسرے کے خلاف شکایت کنندہ نہیں۔

پاکستان میں اسلام اور قادیانیت کا معاملہ بالکل مختلف ہے۔ یہاں کے مسلمان شکایت کنندہ ہیں۔ انکا ایمان ہے ہمہ نوعی نبوت و رسالت اور وحی کا دروازہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف فرما ہونے کے بعد کاملاً بند ہو چکا اب ہر مدعی نبوت و رسالت اور مدعی اجرائے وحی جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ارشاد فرمودہ حدود سے تجاوز کرنے کے گھناؤنے فعل کا مرتکب ہوتا ہے اسلئے وہ کافر ہے۔ اس کا اسلام سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کیا پس وہ اور ان کے پیروکار غیر مسلم ہیں۔ یہ شکایت کادیانیوں کو مجرم کے طور پر پیش کرتی ہے کہ وہ ایک نئے مدعی نبوت کی نبوت تسلیم کرتے ہیں لیکن خود کو مسلمان کہلانے پر بضد ہیں۔ دراصل وہ ایسا کر کے تاریخی ارتقا و تدریج مذاہب کے دائمی سچے اصول پر خط تنسیخ کھینچنا چاہتے اور اس کی مکمل نفی کرتے ہیں کہ ہر نیا مدعی نبوت نئے مذہب کا بانی ہوتا ہے، اس کی الگ شناخت ہوتی ہے، اسکا جداگانہ نام ہوتا ہے۔ مذاہب سابقہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ جس طرح بابی اور بہائی۔

وکیل صاحب! آپ تو جانتے ہیں اور آپ کو جاننا بھی چاہیے کہ جو شخص یا گروہ اس یونیورسل ٹروتھ کا کلیۃً منکر ہو وہ پکا مجرم ہوتا ہے اور ایسے مجرم کو شک کا فائدہ قطعاً نہیں دیا جا سکتا۔ میں پوچھتا ہوں یہاں کوئی مفاد پرست یا مذہبی استحصال پسند جلب منفعت کیلئے کسی مسلمان کو عیسائی، یہودی، بابی، بہائی، ہندو یا سکھ کیوں نہیں کہتا؟ صرف اسلئے انکی اپنی علیحدہ شناخت موجود ہے اور وہ خود کو مسلمان نہیں کہلاتے، قادیانیت کے بانی نئی نبوت کا سوانگ رچانے کے باوصف اپنے اندر ایران کے بابیوں اور بہائیوں جیسا حوصلہ پیدا کرنے سے یکسر قاصر رہے اور وہ خود کو علی التواتر مسلمان لکھتے لکھاتے رہے۔ آج یہی حال انکے آپ جیسے پڑھے لکھے پیرکاروں کا ہے۔ آپ لوگ اپنی جداگانہ حیثیت و شناخت سے انکار کر کے خود مسلمانوں کو "یرغمالی کیفیت" میں مبتلا رکھنے اور ظالمانہ رویہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ فرمایئے کون کس کا استحصال کر رہا ہے؟ کون کس کے حقوق سلب کر رہا ہے؟

"آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کرینگے تو شکایت ہو گی"

آپ لکھا ہے "راقم الحروف کا ذاتی تجربہ ہے کہ احمدیوں کے خلاف ذاتی کوئی نفرت سرے سے ہے ہی نہیں۔ احمدیہ عقائد سے عوام الناس پورے طور پر واقف ہی نہیں"۔

لیجئے! آپ تو خود ہی اعتراف کئے جا رہے ہیں کہ احمدیوں کے خلاف ذاتی نفرت سرے سے ہے ہی نہیں۔ بھئی یہ ذاتیات کی تو بات نہیں، ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ عوام الناس میں آپ کے متنازعہ اعتقادات کے باعث نفرت ہے۔ آپ دھوکے میں نہ رہیے گا۔ مسلمان تو کجا غیر مسلم بھی آپکے "طریق ایمانیات" سے خوب واقف ہیں۔ آپ کی "احمدیت" تو فی نفسہ نفرتوں کی شب سیاہ ہے۔ آپ کے آئمہ تلبیس کے مذکورہ اقوال شاہد عدل ہیں۔ "ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے" (باقی آئندہ)

طاہر عبد الرزاق

قادیانیت انگریز کا خود کاشتہ پودا

مارکونی نے ریڈیو بنایا...... نیوٹن نے قوانین حرکت بنائے ...... ایڈیسن نے بلب بنایا...... گراہم بیل نے ٹیلی فون بنایا...... رائٹ برادران نے ہوائی جہاز بنایا...... ارشمیدس نے قانون ارشمیدس بنایا...... سر فلیمنگ نے پینسلین بنائی ...... میخائل کلاشنکوف نے کلاشنکوف بنائی...... ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے کہوٹہ ایٹمی پلانٹ بنایا......اور...... انگریز نے قادیانی بنائے۔

کولمبس نے امریکہ دریافت کیا.....اور..... فرنگی نے مرزا قادیانی دریافت کیا..... مرزا قادیانی انگریزی حکومت کا ایک سیل مین تھا..... ایک بزنس پروموٹر تھا..... ایک تشہیری ایجنٹ تھا..... وہ انگریزی مصنوعات کی تشہیر کا کنٹریکٹر تھا..... وہ انگریزی مصنوعات کو اپنے چھابڑے میں لے کر گاؤں گاؤں..... قصبہ قصبہ..... اور شہر شہر گھومتا رہتا.....اور انگریزی مصنوعات بیچتا.....اور اس کے چھابڑے میں کون کون سا مال ہوتا تھا؟

اس کے چھابڑے میں کفر، الحاد، منافقت، زندیقیت، ارتداد، جھوٹی نبوت، جھوٹی مجددیت، ولایتی مہدویت، بناسپتی مسیحیت، اطاعت انگریز، غلامی ملکہ، قصائد انگریز گورنمنٹ، تردید جہاد، غداری اسلام، اجرائے نبوت، توہین رسالت، توہین الوہیت، توہین قرآن، توہین حدیث، توہین اسلام، توہین صحابہؓ و اولیاء، توہین مسلمانان عالم جیسی اشیاء تھیں۔ مرزا قادیانی اپنے اس زہریلے اور جہنمی چھابڑے کو سر پر اٹھائے آوازیں لگاتا اپنی اشیاء بیچتا......ان کی تشہیر کرتا......جو اس سے سودا خرید لیتا وہ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا۔

آج ہم قادیانیوں سے کہتے ہیں کہ تم انگریزوں کے خود کاشتہ پودے ہو...... تو وہ بڑے چڑتے ہیں...... بدکتے ہیں...... حالانکہ بیّن ثبوت موجود ہیں...... واضح شہادتیں حاضر ہیں...... کتابیں گواہی دینے کے لیے موجود ہیں...... الفاظ زندہ ہیں...... صفحات آن ریکارڈ ہیں...... پھر بدکنا کیسا؟ پھر چڑنا کیسا...... صنعت کو صانع پر فخر ہونا چاہیے۔ حوالوں کی لیے چند آئینے پیش خدمت ہیں جن میں قادیانی سب کچھ دیکھ سکتے ہیں۔

ہوتا ہے ایک پل میں کھنڈر دل بسا ہوا
پانی بھی مانگتا نہیں تیرا ڈسا ہوا

''میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گزرا ہے۔ اور میں نے مخالف جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکھٹی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی تمام کتابوں کو عرب ممالک اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں''۔ (''تریاق القلوب'' ص ۲۵، مصنف مرزا قادیانی)

○ ''سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں کہ اسلام کے دو حصے ہیں، ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو۔ جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو سو وہ سلطنت، حکومت برطانیہ ہے''۔ (''شہادت القرآن'' ص ۸۶، مصنف مرزا قادیانی)

○ "خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے۔ نہ یہ امن مکہ مکرمہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں" (تریاق القلوب" ص ۲۶، مصنف مرزا قادیانی)

○ "اس لئے میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں"۔ (ضرورت الامام "ص ۲۳، مصنف مرزا قادیانی)

○ "صرف یہی التماس ہے کہ سرکار دولت مدار..... اس خود کاشتہ پودا کی نسبت نہایت احترام و احتیاط اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت کی نظر سے دیکھیں، ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنا خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔ (مرزا قادیانی کی درخواست بحضور لیفٹیننٹ گورنر بہادر پنجاب مندرجہ "تبلیغ رسالت" جلد ۷، ص ۱۸، مصنف مرزا قادیانی)

○ "انگریزی سلطنت تمہاری لیے ایک رحمت ہے۔ تمہارے لیے ایک برکت ہے اور خدا کی طرف سے تمہاری وہ سپر ہے۔ پس تم دل و جان سے اس سپر کی قدر کرو"، (اشتہار مندرجہ "تبلیغ رسالت" جلد دہم، ص ۱۲۳، مصنف مرزا قادیانی)

○ "گورنمنٹ برطانیہ کے ہم پر بڑے احسان ہیں اور ہم بڑے آرام اور اطمینان سے زندگی بسر کرتے اور مقاصد کو پورا کرتے ہیں....... اور ارد گرد دوسرے ممالک میں تبلیغ کے لیے جائیں تو وہاں بھی برٹش گورنمنٹ ہماری مدد کرتی ہے۔" (برکات خلافت" ص ۶۵)

○ "ہم اس سلطنت کے سایہ کے نیچے بڑے آرام اور امن سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور شکر گزار ہیں اور یہ خدا کا فضل اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں کسی ایسے ظالم بادشاہ کے حوالے نہیں کیا جو ہمیں پیروں کے نیچے کچل ڈالتا، کچھ رحم نہ کرتا بلکہ اس نے ہمیں ایک ایسی ملکہ عطا کی ہے جو ہم پر رحم کرتی ہے۔ اور احسان کی بارش سے اور مہربانی کے مینہ سے ہماری پرورش فرماتی ہے اور ذلت اور کمزوری کی پستی سے اوپر کی طرف اٹھاتی ہے" (نور الحق" حصہ اول، ص ۴، منصف مرزا قادیانی)

○ "پس میں یہ دعویٰ کر سکتا ہوں کہ میں ان خدمات میں یکتا ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں ان تائیدات میں یگانہ ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں اس گورنمنٹ کے لیے بطور ایک تعویذ کے ہوں بطور ایک پناہ کے ہوں جو آفتوں سے بچائے۔" (نور الحق "ص ۳۳، مصنف مرزا قادیانی)

○ "ہم اور ہماری ذریت پر فرض ہو گیا ہے کہ اس مبارک گورنمنٹ برطانیہ کے شکر گزار رہیں۔" ("ازالہ" طبع دوم حاشیہ، ص ۷۵)

○ "ابر رحمت کی طرح خدا تعالیٰ برطانوی حکومت کو دور سے لایا۔ جس کا شکر ہر فرد ہندوستانی پر فرض عین سے بھی بڑھ کر فوقیت رکھتا ہے۔" (ازالہ اوہام، مصنف مرزا قادیانی)

○ "میں اپنی جماعت کو حکم دیتا ہوں کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل سمجھتے ہوئے دل کی سچائی سے ان کی اطاعت کرے" ("ضرورت الامام" ص ۲۳، مصنف مرزا قادیانی)

○ "میرے مریدوں کی ایک جماعت تیار ہوئی ہے جو اس گورنمنٹ کے دلی جاں نثار ہیں۔" ("گورنمنٹ کے نام عریضہ" تبلیغ رسالت" جلد ششم، ص ۶۵، مصنف مرزا قادیانی)

○ "اس پاک جماعت (فرقہ احمدیہ) کے وجود سے گورنمنٹ برطانیہ کے لیے انواع و اقسام کے فوائد مقصود

ہوں گے۔" ("ازالہ اوہام" ص ۸۴۹-۵۶۱، مصنف مرزا قادیانی)

○ "اور میں گورنمنٹ (برطانیہ) کی پولیٹیکل خدمت وحمایت کے لیے ایسی جماعت تیار کر رہا ہوں جو آڑے وقت میں گورنمنٹ کے مخالفوں کے مقابلے میں نکلے گی۔" ("الہامی قاتل" نمبر ۱، جلد ۱۸، ص ۵)

○ "غرض یہ ایک ایسی جماعت ہے جو سرکار انگریزی کی نمک پروردہ اور نیک نامی حاصل کردہ اور مورد مراحم گورنمنٹ ہے اور یا وہ لوگ جو میرے اقارب یا خدام میں سے ہیں ان کے علاوہ ایک بڑی تعداد علماء کی ہے جنہوں نے میری اتباع میں اپنے وعظوں سے ہزاروں دلوں میں گورنمنٹ کے احسانات جما دیئے ہیں۔" ("تبلیغ رسالت" جلد ہفتم، مصنف مرزا قادیانی)

○ "ہمیں اس گورنمنٹ کے آنے سے وہ دینی فائدہ پہنچا کہ سلطان روم کے کارناموں میں اس کی تلاش کرنا عبث ہے۔" (اشتہار مرزا قادیانی مندرجہ "تبلیغ رسالت" جلد ہشتم، ص ۵)

○ "بلکہ اس گورنمنٹ کے ہم پر اس قدر احسان ہیں کہ اگر ہم یہاں سے نکل جائیں تو نہ ہمارا مکہ میں گزارہو سکتا ہے اور قسطنطنیہ میں۔ (ارشاد مرزا قادیانی مندرجہ "ملفوظات احمدیہ" جلد اول، ص ۴۶)

○ "میں اپنے کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینہ میں نہ روم میں نہ شام نہ ایران میں نہ کابل میں مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لیے دعا کرتا ہوں۔" (اشتہار مرزا قادیانی، مرزا ۲۲/مارچ ۱۸۹۷ء)

○ "یہ تو سوچو اگر تم اس گورنمنٹ کے سائے سے باہر نکل جاؤ تو پھر تمہارا ٹھکانہ کہاں ہے۔ ہر ایک اسلامی سلطنت تمہیں قتل کرنے کے لیے دانت پیس رہی ہے کیونکہ ان کی نگاہ میں تم کافر اور مرتد ٹھہر چکے ہو" ("تبلیغ رسالت" جلد دہم، ص ۱۲۳، مصنف مرزا قادیانی)

○ "جب تک جماعت احمدیہ نظام حکومت سنبھالنے کے قابل نہیں ہوتی، اس وقت تک ضروری ہے کہ اس دیوار (انگریزی حکومت) کو (اپنی حمایت و نصرت سے) قائم رکھا جائے" ("الفضل قادیان" ۳/جنوری ۱۹۴۵ء، بیان مرزا بشیر الدین محمود)

مندرجہ بالا تحریرات کو جب ہم دیکھتے ہیں تو مرزا قادیانی کہیں اپنے باپ کو دادا کی مسلمانوں سے غداریوں اور انگریزوں سے وفاداریوں پر نازاں نظر آتا ہے۔ کہیں خود کو انگریز کا خود کاشتہ پودا لکھ کر خوشی سے رقص کرتا دکھائی دیتا ہے۔ کہیں فرنگی کی حمایت و تائید میں کتابیں لکھ کر انہیں بیرونی ممالک میں بھیج کر اپنی شخصیت پر فخر کرتا نظر آتا ہے۔ کہیں ملکہ کے گلے کا تعویذ بن کر لہک رہا ہے۔ کہیں انگریزی سلطنت کی حفاظت کے لیے خون بہا دینے کا اعلان کر کے اپنی بہادری و شجاعت کی خود ساختہ تاریخ رقم کر رہا ہے اور کہیں انگریزی حکومت کے تحفظ کے لیے اپنے چیلے چانٹوں کی فوج تیار کر کے دربار فرنگی میں اپنی قیمت میں اضافہ کر رہا ہے۔ ہم تو اس ننگ دین وملت کے بارے میں یہی کہہ سکتے ہیں۔

ہلاکت آفریں اس کی ہر اک بات

عبارت کیا، اشارت کیا، ادا کیا

قادیانیوں کی یہ ضمیر فروشی، وطن فروشی، ایمان فروشی، غیرت فروشی اور قوم فروشی کس لیے تھی؟

اس لیے کہ قادیانیت اور فرنگیت ایک ہی چیز کے دو نام تھے۔ دونوں کا کام ایک تھا۔ دونوں کا سفر ایک تھا۔ دونوں کی منزل ایک تھی اور وہ تھی کرہ ارض سے اسلام اور مسلمان کا خاتمہ!

ان میں سے ایک سفاک قاتل تھا، دوسرا اس کی تیغ جفا، ایک ستم گر تیرانداز تھا دوسرا زہر میں بجھا ہوا تیر، ایک زہر ساز تھا دوسرا زہر فروش، ایک سانپ تھا دوسرا اس کو پالنے والا، المختصر ایک چور تھا اور دوسرا چور کی ماں! چور اور چور کی ماں میں کتنا گہرا تعلق تھا، وہ چور کے اس بیان سے واضح ہو جاتا ہے۔

"دینی طور پر ہماری جماعت کے جو تعلقات گورنمنٹ کے ساتھ ہونے چاہئیں، ان کو حضرت مسیح موعود ہی سب سے بہتر سمجھ سکتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے اس کے متعلق خوب کھول کھول کر لکھا ہے۔ حتیٰ کہ آپ لکھتے ہیں کہ میں نے کوئی کتاب ایسی نہیں دیکھی جس میں گورنمنٹ کی وفاداری کی طرف توجہ نہ دلائی ہو۔ پھر فرماتے ہیں گورنمنٹ کے سکھ کو اپنا سکھ، گورنمنٹ کی تکلیف کو اپنی تکلیف، گورنمنٹ کی ترقی اپنی ترقی، گورنمنٹ کے تنزل کو اپنا تنزل سمجھنا چاہیے۔" (بشیرالدین محمود کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار "الفضل" جلد ۴، نمبر ۶، مورخہ ۶/مارچ ۱۹۱۷ء)

محترم قارئین! سوال اٹھتا ہے کہ انگریز نے یہ خبیث پودا کیوں لگایا؟ اس کی آبیاری اور انتہائی نگہداشت کیوں کی؟ جواباً عرض ہے......تاکہ......

- جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی جگہ مرزا قادیانی کی انگریزی نبوت چلائی جائے۔
- اسلام کی رفیع الشان عمارت کو مسمار کر کے اس کے کھنڈرات پر قصر قادیانیت تعمیر کیا جائے۔
- شجر اسلام کو قادیانی چوہوں کے نوکیلے اور تیکھے دانتوں سے کترایا جائے۔
- مسلمانوں کو اسلام کی بجائے قادیانیت کی چھت کے نیچے لایا جائے۔
- مسلمانوں کی ملی وحدت کو پارہ پارہ کیا جائے؟
- ہندوستان میں اسلامی اور آزادی کی تحریکوں کو کچلا جا سکے مسلمانوں کو کفر سے برسرپیکار ہونے کی بجائے آپس کی سرپھٹول میں مصروف کیا جائے۔
- مختلف فرقوں کو دست و گریباں کیا جائے......اور مزید نئے نئے فرقے بنائے جائیں۔
- ممانعت جہاد کی تعلیم کو عام کیا جائے۔
- ہندوستان میں توہین رسالت کی فضا پیدا کی جائے۔
- دنیا کے مختلف مسلمان ممالک میں قادیانیوں کو مسلمان ظاہر کر کے حکومت کے اہم عہدوں پر بٹھایا جائے......اور ان کی جاسوسی سے اہم ملکی راز حاصل کیے جائیں............
- نومسلموں کو اسلام کے نام پر قادیانیت کی دعوت دی جائے اور انہیں مسلمان کے نام پر قادیانی بنایا جائے۔
- پوری دنیا میں اسلام کی نمائندگی قادیانیت کے سپرد کی جائے.........

اے قوم حجاز! آج بھی عالم کفر اور قادیانی اپنے ان اہداف پر بھرپور کام کر رہے ہیں......اور اپنی منزل حاصل کرنے کے لیے تڑپ رہے ہیں۔ ان کا حصول منزل کیا ہے؟ اس کے تصور سے ہی جسم تھرا اٹھتا ہے اور روح کانپ جاتی ہے۔

رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیو! میں نے ساری تشویش ناک صورت حال تمہارے سامنے رکھ دی ہے اور اس پر تمہاری تشویش اور تڑپ دیکھنا چاہتا ہوں۔

تری آنکھ کو آزمانا پڑا
مجھے قصۂ غم سنانا پڑا

خدا کی مار--- مباہلے میں ہارنے کے بعد قادیانی پاگل ہو گیا

ملکوال کے علاقہ پنڈ ٹکو کے گورنمنٹ ہائی سکول کا قادیانی ہیڈ ماسٹر مباہلہ میں ہارنے کے بعد پاگل ہو گیا۔ بیوی بچوں کو چھوڑ دیا۔ گورنمنٹ ہائی سکول پنڈ ٹکو کا ہیڈ ماسٹر مبارک احمد باجوہ سکول میں اساتذہ اور بچوں کو قادیانیت کی تبلیغ کیا کرتا تھا۔ سٹاف نے اسے کئی دفعہ منع کیا کہ بچوں میں تبلیغ نہ کیا کرے۔ لیکن وہ باز نہ آیا۔ اس کے اس رویہ پر سکول کے کلرک ظفر شاہ نے ہیڈ ماسٹر مبارک احمد قادیانی کو مباہلہ کا چیلنج کر دیا۔ ہیڈ ماسٹر نے قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی آخری نبی ہے۔ اس کے بعد ظفر احمد شاہ نے قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ رب العزت کے آخری اور سچے نبی ہیں۔ دونوں نے قرآن پر ہاتھ رکھنے سے پہلے کہا تھا کہ جھوٹے کا انجام خود سامنے آجائیگا۔ قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر بیان دینے کے تھوڑی دیر بعد ہی مبارک احمد قادیانی نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی اور بچوں کو چھوڑ دیا۔ اس کے بعد وہ فوراً لاہور چلا گیا۔ وہاں سے لنڈا بازار سے کئی پینٹیں اور شرٹیں خریدیں۔ واپس آنے پر ہر پانچ منٹ کے بعد ایک بدل کر دوسری پہن لیتا ہے۔ اس واقعہ سے پہلے اس نے داڑھی رکھی ہوئی تھی۔ لیکن اب داڑھی اور مونچھیں بالکل صاف کروا دی ہیں۔ ہر وقت یہ لفظ اس کی زبان پر ہوتے ہیں کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ یہ کہتے ہی بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔ مناظرہ کے اگلے روز ڈی ای او سیکنڈری سکول ملک ملازم حسین نے سکول میں چھاپہ مار کر اس کی غیر حاضری کی رپورٹ تیار کر کے حکام بالا کو ارسال کر دی ہے۔ ہیڈ ماسٹر کے دو بیٹے اور بیٹیاں ہیں۔ ایک بیٹی کی حال ہی میں جرمنی میں شادی ہوئی ہے۔ ہیڈ ماسٹر کو پاگل پن کے مسلسل دورے پڑ رہے ہیں اور ریلوے اسٹیشن پنڈ ٹکو کی طرف دوڑ کر جاتا ہے۔ اکثر ٹرینوں میں آتے جاتے لوگ بڑی حیرت زدہ آنکھوں سے اسے دیکھتے ہیں۔ اس وقت یہ ٹرین میں چھپ جاتا ہے اور یہ لفظ دہراتا ہے کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ اب سکول سے مسلسل غیر حاضر ہے۔ ابھی تک اس ماہ کی تنخواہوں کے لئے اساتذہ کے بلوں پر دستخط بھی نہیں کئے گئے۔ اساتذہ نے حکام بالا سے مطالبہ کیا کہ اس کا طبی معائنہ کروایا جائے۔ اگر وہ واقعی پاگل ہو چکا ہے تو اسے نوکری سے برخواست کر کے نیا ہیڈ ماسٹر تعینات کیا جائے۔ اس واقعہ کے بعد طلباء، اساتذہ اور علاقہ بھر میں تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے۔

بقیہ از ص 50

* مجلس احرار اسلام پاکستان کے سابق امیر حضرت مولانا عبدالحق چوہان رحمہ اللہ کے سگے بھانجے اور حافظ ثناء اللہ ثاقب کے والد، محترم حافظ کرم اللہ صاحب مرحوم (بستی مولویاں، رحیم یار خان) ۱۳ ، ۱۴ اگست کی شام رحلت فرما گئے۔ مرحوم ۱۹۶۷ء تا ۱۹۸۰ء مجلس احرار اسلام بستی مولویاں کے ناظم نشر و اشاعت رہے ہیں۔

ادارہ نقیب ختم نبوت کے اراکین تمام مرحومین کیلئے دعاء مغفرت کرتے ہیں۔ پسماندگان سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے ان کے غم میں شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے، درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے (آمین)

محمد عثمان لدھیانوی (نمائندہ خصوصی "اخبار نو" لدھیانہ (انڈیا))

پنجاب میں قادیانیوں کی ریشہ دوانیاں عروج پر
لدھیانہ میں قادیانیوں کے خلاف مسلمانوں کا عظیم الشان مظاہرہ

اس وقت پنجاب میں قادیانیوں کی سرگرمیاں عروج پر ہیں۔ جب سے جامع مسجد لدھیانہ کے شاہی امام مولانا حبیب الرحمن ثانی لدھیانوی نے قادیانیوں کے خلاف عام تحریک کا اعلان کیا ہے اس وقت سے قادیانیوں میں گھبراہٹ پھیل گئی ہے اور وہ پر تشدد کارروائیوں پر اتر آئے ہیں۔

کچھ دنوں قبل قادیانیوں نے شہر جگراؤں کے ایک گاؤں غالب رن سنگھ والا میں ۱۶ گھروں کے مسلمانوں کو قادیانی بنا دیا تھا۔ جامع مسجد لدھیانہ کے مبلغین جب اس گاؤں میں پہنچے تو گاؤں والوں نے کہا کہ آپ ۲ فروری کو اپنے علماء کرام کو لے آئیں ہم قادیانیوں کے علماء کو بھی بلالیں گے اگر آپ لوگ قادیانیوں سامنے ہمیں مطمئن کرنے میں کامیاب ہوگئے تو ہم تمام گاؤں والے واپس اپنے آبائی مذہب کی طرف آ جائیں گے۔ ۲ فروری کو لدھیانہ سے مولانا حبیب الرحمن ثانی لدھیانوی، مالیر کوٹلہ کے مفتی محمد خلیل، مولانا روشن دین و مسلم لیڈر عتیق الرحمن و تقریباً تیس افراد قادیانیوں سے مناظرے کے لئے گاؤں غالب رن سنگھ والا پہنچے مناظرہ پنجابی زبان میں ہوا اہل اسلام کی طرف سے مولانا روشن الدین نے ابتدا کی۔ قابل ذکر ہے کہ اس گاؤں میں قادیانیوں نے لوگوں کو بڑی رقم دے کر اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔ اور گاؤں والوں سے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم آپ کو گاؤں میں مسجد بنانے کے لیے ۳ لاکھ روپے دیں گے لیکن مناظرہ کے بعد ۱۰ گھر واپس اسلام میں داخل ہوگئے اور قادیانیوں کو ہار کا منہ دیکھنا پڑا۔

رمضان میں مولانا حبیب الرحمن ثانی لدھیانوی نے مسلمانوں سے اپیل کی تھی کہ وہ قادیانیوں کی طرف سے دیے گئے اوقات پر نہ تو روزہ رکھیں اور نہ افطار کریں اس کا اشتہار بھی چھپوایا گیا، ہند سماچار میں اشتہار شائع ہوتے ہی مولانا کے گھر دھمکی آمیز فون آنے لگے جن میں گالیاں بھی دی گئیں۔

جگراؤں کے گاؤں غالب رن سنگھ والا میں ۱۰ گھروں کے واپس آنے پر قادیانیوں میں کھلبلی مچ گئی قادیانیوں نے دوبارہ تبلیغ شروع کی اور چار گھروں کی عورتوں کو اپنے حلقۂ اثر میں لے لیا مولانا ثانی کو جب یہ خبر پہنچی کہ گاؤں میں قادیانی مولوی نے مسلم عورتوں کو اپنے اثر میں لینا شروع کر دیا ہے تو اس پر فوراً ایکشن لیتے ہوئے مولانا کی اہلیہ اور ان کے بھائی کی بیوی (جو عالمہ ہیں) دیگر عورتوں کو لے کر گاؤں غالب رن سنگھ گئیں اور قادیانیوں کے اثر میں آئی مسلم عورتوں کو سمجھایا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ باقی گھر بھی ۸ فروری کو اسلام میں لوٹ آئے اور انہوں نے وہاں قیام پذیر قادیانی مولوی کو گاؤں چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ قادیانیوں نے اس بات سے مشتعل ہو کر ۹ فروری کی رات میں مولانا حبیب الرحمن کے گھر پر حملہ کر دیا۔

مولانا نے اس واقعہ کی اطلاع نزدیکی تھانہ ڈویژن نمبر ۳ میں دی موقعہ پر پولیس افسران آئے اور لدھیانہ کے ڈی ایس پی شری سندیپ گوگل نے مولانا کے گھر کے باہر دو پولیس مین رات کے لیے مستقل طور پر لگا دیئے لیکن اس عملہ کو سنجیدگی سے نہیں لیا۔ لدھیانہ کے اکثر مسلمانوں کا ماننا تھا کہ مولانا کے گھر پر یہ عملہ مولانا کے گھر کے

علاقہ کے تھانہ ڈویژن نمبر ۳ کی پولیس کی ملی بھگت سے ہوا ہے۔ اس واقعہ کے بعد مولانا نے گاؤں دیہات میں قادیانیوں کے خلاف تحریک اور تیز کر دی اور ۱۷ مارچ کو عیدالاضحی کے موقع پر جامع مسجد لدھیانہ میں آئے پنجاب و دھان سبھان کے اسپیکر چرن جیت سنگھ اٹوال کو ایک میمورنڈم دیا کہ پنجاب و دھان سبھا میں یہ بل پاس کیا جائے کہ قادیانی مسلمان نہیں ہیں اور قادیانیوں کی طرف سے پنجاب کے گاؤں دیہات میں خرچ کئے جا رہے لاکھوں روپیہ کی جانچ کروائی جائے کہ یہ پیسہ کہاں سے آ رہا ہے اسی دوران ۲۵ مارچ کو لدھیانہ میں ساحر لدھیانوی کے نام پر سالانہ مشاعرہ منعقد ہوا۔ مشاعرہ میں قادیان سے کئی افراد آئے اور انہوں نے مشاعرہ میں بیٹھے ختم نبوت موومنٹ کے کارکنوں کی ویڈیو فلم بنانی شروع کر دی جس پر احتجاج کیا گیا وہاں تعینات ڈویژن نمبر ۳ کے اے ایس آئی بلدیو چند نے قادیانیوں کو موومنٹ کے کارکنوں کی ویڈیو فلم بنانے پر حراست میں لے لیا اور تھانہ ڈویژن نمبر ۵ لے گئے جہاں قادیانیوں سے ویڈیو فلم لے لی گئی اور حبیب الرحمن کی طرف سے شکایت درج کر لی گئی۔ قادیان سے ویڈیو فلم بنانے آئے گروپ میں برہان احمد قادیانی، نواب احمد، ملک و منیر و دیگر شامل تھے ان قادیانیوں کو دوسرے روز دوپہر کو پولیس نے تھانہ میں عارضی ضمانت لے کر چھوڑ دیا۔

دو ہفتہ قبل لدھیانہ کے علاقہ مایا پوری میں ایک قادیانی جس کا نام نصر الحق ہے مسلمانوں میں قادیانیت کی تبلیغ کے لیے گیا جب مقامی مسلمانوں کو پتا چلا کہ یہ قادیانی ہے تو لوگوں نے اسے پولیس کے حوالے کر دیا۔ جہاں سے نصر الحق پر آوارہ گردی اور مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانے کے جرم میں جیل بھیج دیا گیا۔ ادھر ۱۵ اپریل کی شام کو آٹھ قادیانیوں نے تقریباً ۶ بجے مولانا حبیب الرحمن ثانی لدھیانوی پر ان کے دفتر میں تلواروں سے حملہ کر دیا دفتر میں مولانا کے پاس چند نوجوان بیٹھے تھے جنہوں نے دور سے ہی حملہ آوروں کو دیکھ کر دفتر کا دروازہ بند کیا حملہ آوروں نے تلواروں سے دفتر کے دروازے پر حملہ کیا جس سے دروازہ ٹوٹ گیا اتنے میں باہر شور ہو گیا کہ مولانا پر حملہ ہو گیا ہے نماز پڑھ کر واپس آتے نمازیوں نے اور جامعہ حبیبیہ کے طالب علموں نے حملہ آوروں کو گھیر لیا اور ان سے تیز دھار ہتھیار چھین لیے۔

تھانہ ڈویژن نمبر ۶ کے انچارج کو بلا کر جو اپنی پولیس پارٹی سمیت جامع مسجد پہنچے حملہ آوروں کو ان کے حوالے کر دیا گیا۔ پولیس ان کو تھانہ لے گئی مگر پولیس کی حراست میں عبدالرحیم قادیانی مر گیا لوگوں کا خیال ہے کہ وہ پولیس تشدد سے مرا ہے۔ اس کے بعد پولیس کا رویہ ایک دم بدل گیا عینی شاہدوں کے مطابق جب تھانہ میں پولیس کی طرف سے مارپیٹ کے دوران عبدالرحیم قادیانی بے ہوش ہو گیا تو پولیس اسے سول اسپتال لے گئی جہاں قادیانی دم توڑ گیا اب پولیس نے اپنی جان بچانے کے لیے اور قادیانیوں کی شہ پر الٹا مولانا کے عزیزوں اور جامع مسجد کے ذمہ داروں پر قتل کا مقدمہ درج کر دیا اور مولانا کے ساتھ تھانہ گئے مسلمانوں میں سے تین افراد کو گرفتار کر لیا۔

اس پر لوگوں میں غم و غصہ پیدا ہوا اور پنجاب کی اور ملک کی مختلف تنظیموں نے پنجاب کے وزیر اعلیٰ پر کاش سنگھ بادل سے اپیل کی ہے کہ یہ جھوٹا کیس واپس لیا جائے جس کے بعد وزیر اعلیٰ نے ڈی آئی جی لدھیانہ کو

کیس کی انکوائری کی ہدایت کی ہے قادیانیوں کی طرف سے جامع مسجد لدھیانہ پر کئے گئے اس حملہ کے احتجاج میں ۲۱ اپریل کو پنجاب کے ہر شہر میں احتجاجی ریلیاں کی گئیں۔ پنجاب کے مختلف مسلم و ہندو سکھ لیڈران نے جامع مسجد کے امام پر کئے گئے اس حملہ کی مذمت کرتے ہوئے ڈی آئی جی لدھیانہ سے انکوائری کر کے قادیانیوں کے خلاف رپورٹ درج کرنے کی مانگ کی ہے۔

مفتی پنجاب جناب فضیل احمد بلال عثمانی مالیر کوٹلہ نے ملک بھر کے علماء اور مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ تمام برادران اسلام اپنے علاقوں میں احتجاجی جلوس نکالیں اور متعلقہ ضلع حکام کو میمورنڈم دیں کہ پنجاب پولیس مسلمانوں کے خلاف درج جھوٹا مقدمہ واپس لے اور قادیانیوں کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔

عبدالحمید نعمانی (انڈیا)

مولانا حبیب الرحمٰن پر قادیانیوں کا حملہ، لدھیانہ میں بدامنی پھیلانے کی سازش

جمیعت علماء ہند کے صدر، مولانا سید اسعد مدنی نے، پنجاب کے شہر لدھیانہ کی جامع مسجد کے امام مولانا حبیب الرحمٰن پر قادیانیوں کے مسلح گروہ کے ذریعہ کئے گئے قاتلانہ حملے کی مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ قادیانی مسلح افراد کی جانب سے بار بار شہر کے امام پر قاتلانہ حملہ ریاست میں فرقہ واریت کو فروغ دینے اور بدامنی پھیلانے کی انتہائی مذموم حرکت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسلح افراد میں سے عبدالرحیم قادیانی نامی شخص کی ہلاکت کی ذمہ داری امام صاحب یا ان کے بیٹے پر ڈالنا حقیقت کے خلاف اور افسوس ناک عمل ہے۔ کیوں کہ عبدالرحیم کی موت درحقیقت پولیس کے تشدد کے نتیجہ میں واقع ہوئی ہے پولیس ہلاکت کے الزام سے بچنے کے لیے واقعہ کو غلط شکل دے رہی ہے۔ مولانا مدنی نے یہ بھی کہا کہ صحیح واقعہ کو سامنے نہ لانا، پولیس اور فرقہ وارانہ گروہوں کی گہری سازش ہے۔

جمیعت کے صدر مولانا مدنی نے حکومت پنجاب سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اس واقعہ کی غیر جانبدارانہ و صحیح تحقیق کرے اور مجرمین کے خلاف سخت کارروائی کرے تاکہ پھر دوبارہ شدت پسند و فرقہ پرست گروہوں کو غلط حرکات کرنے کی ہمت نہ ہو۔ انہوں نے حکومت سے یہ بھی مطالبہ کیا کہ وہ پولیس پر کڑی نظر رکھے۔ کیوں کہ وہ واقعہ کو غلط رخ دینے میں اہم رول ادا کر رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ واقعہ کی بلا تاخیر انکوائری بہت ضروری ہے، کیوں کہ اس معاملہ میں تھوڑی سی تساہلی یا غفلت خطہ میں مزید بے چینی و بدامنی کا سبب بن سکتی ہے۔

مولانا مدنی نے کہا کہ قادیانیت کا معاملہ مسلمانوں کے لیے انتہائی حساس مسئلہ ہے، اسے غلط رخ دینے سے مسئلہ صرف پنجاب کا نہیں رہے گا بلکہ تمام مسلمانوں کا بن جائے گا، اس لیے انتظامیہ کو پوری ذمہ داری اور ایمانداری سے معاملے کو حل کرنے کی کوشش کرنا چاہیے۔

سید کاشف گیلانی

نعت

وہ ہیں وجہِ لطف و عطائے رب اُنہیں جانِ لطف و عطا کہو
اُنہیں حُسنِ ارض و سما کہو اُنہیں شاہِ ہر دو سرا کہو

وہ عطائے ربِ جلیل ہیں وہ دُعائے نُطقِ خلیل ہیں
وہی غم زدوں کے وکیل ہیں اُنہیں تم حبیبِ خدا کہو

جو نبی کے در سے عطا ہوا مری حیثیت سے سوا ہوا
میں جو اُن کے در کا گدا ہوا مجھے اُن کے در کا گدا کہو

مرے دل نے مجھ سے یہی کہا کہ نمازِ عشق نہ ہو قضا
اُنہیں یاد کرتا رہوں سدا اسے میرے دل کی صدا کہو

یہ جو آبِ زمزمِ پاک ہے کاشف اس کو پی کے تو شکر کر
اسے جب نبی نے شفا کہا اسے تم بھی آبِ شفا کہو

سید محمد یونس بخاری

سید جنگاہ

(امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ)

عجیب شخص تھا جب بھی خطاب کرتا تھا
عدوئے دینِ محمد کو لا جواب کرتا تھا
ہر اک غلامِ فرنگی کے نقشِ باطل کا
نظر کے تیر سے خانہ خراب کرتا تھا
خودی کا سر نہاں کھول کھول سمجھاتا
جفا پرستوں کا یوں احتساب کرتا تھا
مثیلِ رومی و جامی غریقِ عشقِ نبی
وہ جامِ ختمِ نبوت سے اکتساب کرتا تھا
وہ ایک سیدِ جنگاہ ابتلاؤں میں
ہمیشہ زادِ سفر ام الکتاب کرتا تھا
یہ سچ ہے اپنے تکلم کی برقِ سوزاں سے
غنیمِ سرورِ دیں کو کباب کرتا تھا
جہانِ علم و ادب کا تھا نیرِ تاباں
کہ آبروئے سخن کا حساب کرتا تھا
وفا شعاروں کو یونس بنامِ حریت
طفیلِ ختمِ رُسل فیض یاب کرتا تھا

بقیہ از ص 52

میں جمعہ کے خطبے کے دوران کہا کہ القدس کو مسلمان کسی قیمت پر نہیں چھوڑیں گے۔ انہوں نے کہا کہ فلسطینی امت مسلمہ کا حصہ ہیں۔ امید ہے کہ امت ہمیں اکیلا نہیں چھوڑے گی۔ ہمارے دشمن ہماری کمزوری کو دیکھ کر ہمیں صرف پندرہ فیصد فلسطین واپس کرنے کی پیشکش کر رہے ہیں۔ جو کہ ہماری توہین ہے۔ اپنے حقوق کے حصول تک جہاد جاری رکھیں گے۔ انہوں نے کہا کہ یہودیوں نے مختلف گروپ تشکیل دیئے ہوئے ہیں۔ ایک گروپ کی ذمہ داری ہے کہ وہ مسجد اقصیٰ کے قریب یہودیوں کیلئے عبادت گاہ تیار کرے۔ (روزنامہ ''اوصاف'' اسلام آباد ۱۷ اگست ۲۰۰۰ء)

پروفیسر عابد صدیق

غزل

سدا دے دردمنداں نوں لوکیں کُد تئیں دین دلاسے
دُوروں آندیاں ویکھ کے سب ہو جاندے آسے پاسے

پنڈ ترے وچ اُوناں ساڈا بُھلیے تُن نئیں بندا
لگنا وی جے پَے جے، لنگدے منہ ہر بار بُڈھا سے

باسا کھیڈ تے رُسنا رونا، تیرے نال سی سجناں،
ہن تاں چُپ اجہی لگّی جو بھلّ گئے ہنجو ہاسے

توں جو ٹُر گیوں چھڈ کے سانوں، کجھ نئیں چنگا لگدا
کرن کناری، گوٹے تِلّے، کنگی چیر، دندا سے

پُھٹ اساڈے اپنیاں لائے، باہروں نئیں کوئی آیا
گُڑیاں سن، تے جُھریاں بنیاں، منڈے بنے گنڈا سے

اندروں نیں سب کلّے کلّے، بھانویں رہندے کٹھے
مُنڈے گُڑیاں چُپ چُپ بیٹھ دے، بابے رہن اُداسے

نذر نیاز کِسے کیوں ونڈی، کوئی نہ جانے عابد
کھالیندے سب چھولے مِٹھیاں، بوندی، ککّڑ پتاسے

○

بقیہ از ص 44

○ تنگ نظر ہمیں کمزور نہ سمجھیں۔ این جی اوز جہاد کر رہی ہیں۔ (ایک بیان)
این جی اوز کی گشتیاں اور گشتوڑے۔ کیا پدی کیا پدی کا شوربہ

○ علماء کا ایئر فورس میں بھرتی کے لئے داڑھی نہ رکھنے کی شرط پر غم و غصہ کا اظہار! (ایک خبر)
سوچیں! کیا مسلمان واقعی آزاد ہیں؟

○ تھانوں کو شریفوں کے لئے دار الامان اور بدمعاشوں کے لئے دار الحساب بنا دیا گیا ہے۔ (پولیس آفیسر)
اسے کہتے ہیں مارو گھٹنا پھوٹے آنکھ!

○ میکدے میں وہ عمر پائی مدرسے میں جسے گنوایا تھا (ایک شاعر)
خرس کا سر، شکل بندر کی منہ خنزیر کا ایک پہلو یہ بھی ہے آدمی کی تصویر کا

ساغر اقبالی

زبان میری ہے بات اُن کی

○ حنیف رامے کو اہم ذمہ داری ملنے کا امکان۔ (ایک خبر)

یہ غیر ذمہ دار شخص اکثر "ذمہ داریوں" کو ملتا رہتا ہے

○ ریاض فتیانہ کو غیر قانونی بھرتیوں پر دس کروڑ روپے ادا کرنے پڑیں گے۔ (ایک خبر)

جنہاں نے کھادیاں گاجراں۔ ڈھڈ او نہاں دے پیڑ

○ طالبان اور ایرانی انقلاب ہمارے ماڈل کی حیثیت نہیں رکھتے۔ (قاضی حسین احمد)

تو پھر منصورہ میں بھی اسلام نازل نہیں ہوا تھا۔

○ ملک میں آدھی این جی اوز برائے نام ہیں۔ (ٹریسلر وفاقی وزیر)

جاوید جبار صاحب کو بتائیں۔

○ چودہ کروڑ پاکستانی حرامی اور جاہل جٹ ہیں۔ (اردشیر کاؤس جی)

صرف اور صرف کاؤس جی حرامیوں اور جاہلوں کا معجون مرکب ہیں

○ دو انگریزی اخبار یوسف کذاب کی حمایت میں مضامین شائع کر رہے ہیں۔ (اسماعیل قریشی)

کوئی علم الدین غازی بھی آ ہی جائے گا۔

○ بیرون ملک رہ کر سُنّت نبوی کی پیروی کر رہی ہوں۔ (بے نظیر)

خدا کی شان اک کلمپڑی گنجی
حضور بلبل بستاں کرے نواسنجی

○ جنرل مشرف کے پاس اتھارٹی ہے۔ اسلام نافذ کر دیں۔ (جنرل (ر) حمید گل)

کاش ہم اتنے خوش قسمت ہوتے!

○ مزدور بے نظیر کو جلد دوبارہ اقتدار دلوا دیں گے۔ (لیبر کنونشن)

وہ دن گئے جب خلیل میاں فاختہ اڑایا کرتے تھے۔

○ پاکستانی سیاست دانوں کی اکثریت صاف ستھرے لوگوں پر مشتمل ہے۔ (سردار آصف)

صرف کار کوٹھی اور رہن سہن کی حد تک باقی عمل کے حساب سے تو چلتے پھرتے گٹر ہیں۔

○ بھٹو نے دو سال تک جنگی قیدی رکوائے۔ (جنرل (ر) رحیم)

اس سے بڑا سفاک کون ہو گا۔

○ تھانیدار نے تاجر کے بازو اور ٹانگیں توڑ دیں۔ جیل میں ہلاک۔ (ایک خبر)

حکومت نے انہیں عوام کے لئے کھلا چھوڑ رکھا ہے۔

بقیہ 43 پر

شمالی علاقہ جات میں ایک مخصوص گروہ کے لئے الگ ریاست قائم کی جارہی ہے

● شمالی علاقوں کے مولانا سکندر اور ان کے ساتھی سو علماء کی گرفتاری، ان کے گھروں کو مسمار اور ان کی خواتین کو بے پردہ کرنا انتہائی شرمناک اور ظالمانہ اقدامات ہیں

● علما دین اور وطن کے خلاف ہر سازش کو ناکام بنا دیں گے

● حکومت مولانا سکندر پر عائد جھوٹے الزامات اور قائم جھوٹے مقدمے واپس لے کر ایک سو علماء کو فوراً رہا کرے

● این جی اوز شمالی علاقہ جات میں الگ ریاست قائم کر کے تحریک آزادیِ کشمیر کو سبوتاژ کرنا چاہتی ہیں

امیر احرار ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ کا خطاب

چنیوٹ (محمد علی احرار) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر شیخ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ شمالی علاقوں میں ایک مخصوص گروہ کیلئے الگ ریاست قائم کی جا رہی ہے۔ نئی ریاست کا قیام پاکستان اور کشمیر کے خلاف گھناؤنی سازش ہے۔ وہ گزشتہ دنوں مدنی مسجد، احرار مرکز میں ایک اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ شمالی علاقوں میں مولانا سکندر اور ان کے ساتھی علماء و طلباء پر مظالم، سو علماء کی گرفتاری اور ان کے گھروں کو مسمار کرنا اور عورتوں کو بے پردہ کرنا انتہائی شرمناک اور ظالمانہ اقدامات ہیں۔ ان علماء کا قصور صرف یہ ہے کہ وہ این جی اوز کی دین اور وطن دشمن عزائم کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ این جی اوز شمالی علاقہ جات میں ایک الگ ریاست قائم کر کے آزادیٔ کشمیر کی تحریک کو نقصان پہنچانا چاہتی ہیں۔ ان پڑھ عوام میں دین بیزاری پیدا کی جارہی ہے عوام کی غربت اور جہالت سے فائدہ اٹھا کر ان کے عقائد و اعمال تباہ کئے جا رہے ہیں۔ شیخ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ حکومت قادیانیوں، پرویزیوں، رافضیوں، تبرائیوں اور آغاخانیوں کو ڈھیل دینے کی بجائے انہیں نکیل ڈالے۔ یہ تمام گروہ یہود و نصاریٰ کے ایجنٹ ہیں اور انہی کے مفادات کیلئے سرگرم عمل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ این جی اوز میں انہی طبقات اور گروہوں کے افراد دین اور وطن کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ ملک کو بدامنی اور معاشی بدحالی کے گڑھے میں دھکیلا جا رہا ہے۔ کوئی محبّ وطن اور سچا مسلمان این جی اوز کی حمایت نہیں کر سکتا۔ حکمران سازش کو سمجھیں۔ این جی اوز، حکومت اور دینی قوتوں کو لڑا کر اپنا ایجنڈا مکمل کرنا چاہتی ہیں۔ علماء، دین اور وطن کے خلاف ہر سازش کو ناکام بنا دیں گے۔ حکومت شمالی علاقوں کی حساسیت سے پوری طرح آگاہ ہے۔ اس لئے گرفتار کئے گئے ایک سو علماء کو فوراً رہا کیا جائے، مولانا سکندر پر عائد جھوٹے الزامات اور قائم جھوٹے مقدمے واپس لے۔ اگر حکومت اور دینی قوتوں میں تصادم ہوا تو نتائج انتہائی بھیانک نکلیں گے۔ اسلئے شمالی علاقوں کے عوام کے بنیادی انسانی حقوق بحال کر کے تصادم اور تشدد کا راستہ بند کیا جائے۔

○ اے پی سی قومی مجرموں کا اجتماع ہے ○ کافرانہ نظام حکومت "جمہوریت" کی بحالی کیلئے جمع ہونے والے اپنے جرائم چھپانا چاہتے ہیں۔
○ دینی قوتیں خبردار اور ہوشیار ہیں ان کے کسی نئے جال میں نہیں پھنسیں گے
○ اب ان سیاستدانوں کو ملک کی قسمت سے کھیلنے کی اجازت نہیں دی جائے گی

احرار رہنما مولانا محمد اسحٰق سلیمی، عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری کا مشترک بیان

دریں اثناء مجلس احرار اسلام کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد اسحٰق سلیمی اور دیگر مرکزی رہنماؤں عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری نے اپنے مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ اے پی سی قومی مجرموں کا اجتماع ہے۔ کافرانہ نظام حکومت "جمہوریت" کی بحالی کیلئے جمع ہونے والے اپنے جرائم چھپانا چاہتے ہیں۔ مٹھی بھر دقیانوس، فاسق و فاجر، تھکے ہارے اور بددیانت سیاست دان عوام کے نمائندہ نہیں ہو سکتے۔ ان سیاست دانوں نے ہر جمہوری اقتدار میں دونوں ہاتھوں سے وطن کو لوٹا۔ بے دینی، فحاشی اور عریانی کو فروغ دینے والے دین اور وطن کے مجرم ہیں۔ دینی قوتیں ہوشیار اور خبردار ہیں۔ ان کے کسی نئے جال میں نہ پھنسیں۔ انہوں نے کہا کہ اب ان سیاست دانوں کو ملک کی قسمت سے کھیلنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ انہیں ان کی بداعمالیوں اور جرائم کی سزا ضرور ملے گی۔

۵۳ سالوں میں تمام دین دشمن قوتوں کو تو مکمل آزادی دی گئی ہے مگر اسلام ابھی تک معتوب و مظلوم ہے

پاکستان کا ایٹمی طاقت بن جانا بے شک بڑا اعزاز ہے مگر اسے کاش ہماری ایٹمی قوتیں دفاعِ اسلام کے لئے وقف ہوتیں

ہمیں برطانوی عیسائیوں سے آزادی ملی تو امریکی عیسائیوں اور یہودیوں کے غلام بنا دیئے گئے

○ جہاد کی سنت زندہ ہو چکی ہے اب اسے ختم نہیں کیا جا سکتا
○ ہم آزادی کے حقیقی تصور کو عملی جامہ پہنائیں گے اور پاکستان میں اسلام نافذ کر کے دم لیں گے

فیصل آباد، گوجرانوالہ، تلہ گنگ، میں اجتماعات احرار سے امیر احرار حضرت شیخ سید عطاء المہیمن بخاری کا خطاب

فیصل آباد (اشرف علی احرار) گوجرانوالہ (محمد عمر فاروق) تلہ گنگ (خالد فاروق) مجلس احرار پاکستان کے امیر شیخ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ مسلمانوں کی آزادی کا مقصد نفاذ اسلام کے سوا کچھ نہیں۔ وطن عزیز میں ۵۳ سالوں میں تمام دین دشمن قوتوں کو تو مکمل آزادی دی گئی مگر اسلام ابھی تک معتوب و مظلوم ہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے فیصل آباد گوجرانوالہ اور تلہ گنگ میں احرار کارکنوں سے گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ انہوں

نے کہا کہ مسلم ممالک میں پاکستان کا ایٹمی قوت بن جانا بے شک بڑا اعزاز ہے مگر اے کاش ہماری دفاعی قوتیں اسلام کے دفاع کیلئے وقف ہوتیں۔ مگر یہاں آزادی کیلئے لڑنے والوں کی قربانیوں اور آرزوؤں کا قتل ہوا۔ ان کی ایک خواہش بھی ۵۳ برسوں میں پوری نہ ہو سکی۔ انہوں نے کہا کہ بحیثیت مسلم ملک، وطن کا دفاع اسلام کے دفاع کے بغیر ممکن نہیں۔ ہم تین نسلوں سے جدوجہد آزادی کی قیمت چکا رہے ہیں۔ برطانوی عیسائیوں سے آزادی ملی تو امریکی، عیسائیوں اور یہودیوں کے غلام بنا دیئے گئے۔ انہوں نے کہا کہ جہاد آزادی کا صلہ اسلام کے نفاذ کی صورت میں ملنا چاہئے تھا ایسے جہاد اسلامی افغانستان کا نتیجہ امارت اسلامیہ کا قیام ہے۔ دنیا کے کفار و مشرکین جتنی چاہیں سازشیں کر لیں آخرکار افغانستان کی خالص اسلامی حکومت ہی مستحکم ہو گی۔ مسعود اور اس کے ہمنواؤں کو عبرتناک شکست ہو گی۔ انہوں نے کہا کہ امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد جہاد افغانستان میں دی گئی بے مثال قربانیوں کا ہر قیمت پر تحفظ کریں گے۔ شیخ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ اسلام ہی سب سے زیادہ روشن خیال، ترقی پسند اور انسانی حقوق کا محافظ ہے۔ مذہب کو فرد کا ذاتی مسئلہ قرار دینے والے نام نہاد دانشوروں کی یہ منطق غلط ہے کہ مذہب سے فرد کو تو نفع حاصل ہو سکتا ہے، ریاست کو نہیں۔ انہوں نے کہا کہ جو چیز فرد کیلئے نفع بخش ہے وہ ریاست کیلئے کیوں نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ریاست میں تو افراد کی اجتماعی قوت اور عمل سے لاکھوں کروڑوں انسانوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔

شیخ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ ترپین برسوں میں پاکستانی شہریوں کے بنیادی مسائل بھی حل نہ ہوئے، غربت، مہنگائی، بیروزگاری، جہالت اور جرائم میں اضافہ روز افزوں ہے۔ جرأت اور جہاد کی جگہ بزدلی اور خوف نے لے لی ہے اور یہ دین اسلام سے عملی انحراف اور مجرمانہ غفلت کی سزا ہے۔ اس کے بڑے مجرم ہمارے حکمران اور سیاستدان ہیں۔ شیخ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ جہاد کی سنت زندہ ہو چکی ہے اب اسے ختم نہیں کیا جا سکتا۔ ہم آزادی کے حقیقی تصور کو عملی جامہ پہنائیں گے اور پاکستان میں اسلام نافذ کر کے دم لیں گے۔ بے دین سیاستدان علماء کی اطاعت قبول کر لیں۔ علماء اور دینی قوتوں کیلئے تو جہاد کا راستہ کھلا ہے مگر وہ بند گلی میں کھڑے ہیں۔

○ علما اور دینی جماعتیں پاکستان کو سیکولر سٹیٹ نہیں بننے دیں گے

○ پاکستان کو سیکولر سٹیٹ بنانا نظریہ پاکستان سے غداری ہے

○ پاکستان میں این جی اوز سیکولر معاشرے کے قیام کے لئے کوشاں ہیں

○ آزادی کے نام پر فحاشی، عریانی پھیلانا بے غیرتی اور دیوثی ہے

امیر احرار حضرت ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المهیمن بخاری مدظله کا خطاب

اسلام آباد/درگئی مالاکنڈ ایجنسی (محمد وجیہہ) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر شیخ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ این جی اوز پاکستان میں سیکولر معاشرے کے قیام کیلئے کوشاں ہیں۔ یہ گھناؤنا کھیل حکمرانوں اور سیاستدانوں کی سرپرستی میں کھیلا جا رہا ہے۔ وہ گزشتہ دنوں راولپنڈی، اسلام آباد اور درگئی مالاکنڈ ایجنسی میں کارکنوں سے گفتگو کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ یہودی و عیسائی طاقتیں پاکستان کے اسلامی تشخص کو تباہ کرنے اور مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے کیلئے اربوں ڈالر خرچ کر رہی ہیں جبکہ ان مذموم مقاصد کے حصول کیلئے این جی اوز

مرکزی کردار اداء کر رہی ہیں۔ انہوں نے واضح طور پر کہا کہ علماء اور دینی جماعتیں پاکستان کو سیکولر سٹیٹ نہیں بننے دیں گے۔ پاکستان کو سیکولر سٹیٹ بنانا نظریہ پاکستان سے غداری ہے۔ انہوں نے کہا کہ این جی اوز اپنے کردار سے ملک کو انقلاب کی طرف دھکیل رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دینی مدارس کے طلباء ہر بے دینی کے راستے کی مضبوط رکاوٹ ہیں ہم کفر کی تمام سازشوں کو ناکام بنا دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ و برطانیہ اپنی پالتو این جی اوز کے ذریعے پاکستان میں مادر پدر آزاد سوسائٹی قائم کرنا چاہتے ہیں۔ یہی سیکولرازم کی ابتداء ہے۔ سیکولرازم کی ابتداء آزادی کے نام پر فحاشی و عریانی کا فروغ اور انتہائی بے غیرتی و دیوثی ہے۔ سیکولر معاشرے میں مسلمان اپنے دین کو نہیں بچا سکتے۔ انہوں نے کہا کہ دینی مدارس و مساجد اسلام کے مضبوط مورچے ہیں ہم ہر قیمت پر ان کی حفاظت کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ بے دین کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو اور حکمران ان کی کتنی ہی سرپرستی کیوں نہ کریں انشاء اللہ پاکستان کا شاندار مستقبل علماء کے ہاتھوں ہی تعمیر ہو گا۔ انہوں نے یورپ کی طرف سے پاکستان اور افغانستان پر عائد اقتصادی پابندیوں کی شدید مذمت کی اور کہا کہ یہ سب کچھ وطن دشمن این جی اوز کا کیا دھرا ہے۔ این جی اوز پاکستان کو ان پابندیوں کے ذریعے بلیک میل کر کے اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ جب تک علماء اور دینی جماعتیں موجود ہیں وہ پاکستان کی فکری اور جغرافیائی سرحدوں کی مکمل حفاظت کریں گے۔

○ آزادی کے نام پر قوم کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑے رکھنے کی تدبیریں کی جارہی ہیں

○ کلنٹن کی اطاعتِ کاملہ کرنے والوں سے ہماری کھلی جنگ ہے

○ لارڈ میکالے کا نصابِ تعلیم معاشی حیوان پیدا کر رہا ہے

○ ہم مدارسِ اسلامیہ کے نصابِ تعلیم میں کسی قسم کی مداخلت نہیں ہونے دیں گے

امیر احرار حضرت ابنِ امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ کا خطاب

چیچا وطنی (۱۸ اگست) مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ حکمران بتائیں کہ ۱۴ اگست کو یوم آزادی کے نام پر ملک میں کتنی شراب پی گئی ہے، آزادی کے نام پر قوم کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑے رکھنے کی تدبیریں کی جارہی ہیں وہ مرکزی مسجد عثمانیہ چیچا وطنی میں نماز جمعۃ المبارک کے بڑے اجتماع سے خطاب کر رہے تھے، انہوں نے کہا کہ کلنٹن کی "اطاعت کاملہ" کرنے والوں سے ہماری کھلی جنگ ہے۔ اور مدارس اسلامیہ میں کسی قسم کی مداخلت قبول نہیں کریں گے چاہے کسی رنگ میں ہو۔ انہوں نے کہا کہ لارڈ میکالے کا نصاب معاشی حیوان پیدا کر رہا ہے، سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا این جی اوز کو قوم پر مسلط کرنے کی سرکاری و غیر سرکاری تمام سازشوں کا مقابلہ کرنے کی ہم صلاحیت رکھتے ہیں انہوں نے کہا ہے کہ مخلوط درسگاہوں میں غیرت و حمیت نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہی ہمارا میڈیا بے حیائی پھیلا رہا ہے حقوق نسواں اور ہیومن رائٹس کے نام پر قوم کو زہر پلایا جا رہا ہے، مجلس احرار اسلام چیچا وطنی کے صدر خان محمد افضل کی طرف سے دیئے گئے استقبالیہ سے خطاب کرتے ہوئے سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ جنرل مشرف کی طرف سے نیا

بلدیاتی انتخابی سسٹم قوم قبول نہیں کرے گی انہوں نے بتایا کہ اس نئے نظام کی بابت ہم اپنی جماعت کی مرکزی شوریٰ میں حتمی رائے قائم کریں گے۔

چیچا وطنی کے چک ۷-۳-۱۲ ایل میں قادیانیوں نے اپنی ارتدادی سرگرمیاں شروع کر رکھی تھیں

قادیانی اپنے کفر وارتداد کو اسلام کہہ کر متعارف کراتے، تعلیمی اداروں میں اپنے بچوں کے داخلہ فارموں میں اسلام کو بطور مذہب لکھتے اور امتناع قادیانیت آرڈیننس کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرتے ہیں۔

چیچا وطنی (۲۰ اگست) کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی تحریری درخواست پر تھانہ صدر چیچا وطنی نے تین قادیانیوں غفار احمد، الیاس احمد اور منظور احمد کے خلاف زیر دفعہ ۲۹۸ سی ت پ مقدمہ درج کر کے غفار احمد کو گرفتار کر لیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق چیچا وطنی کے نواحی چک نمبر ۷-۳-۱۲ ایل میں قادیانیوں نے اپنی ارتدادی اور غیر قانونی سرگرمیاں شروع کر رکھی تھیں، قادیانی اپنے کفر وارتداد کو اسلام کہہ کر متعارف کراتے، تعلیمی اداروں میں اپنے بچوں کے داخلہ فارموں میں اسلام کو بطور مذہب لکھتے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے اور امتناع قادیانیت آرڈیننس کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرتے ہیں۔ جس سے نہ صرف چک نمبر ۷-۳-۱۲ ایل بلکہ پورے علاقے میں شدید اشتعال پیدا ہوا، جس کے بعد قاری زاہد اقبال، عبداللطیف خالد چیمہ اور مولانا عبدالباقی نے علاقہ مجسٹریٹ کے توسط سے ڈپٹی کمشنر ساہیوال کو تحریری درخواست پیش کی، مختلف ایجنسیوں کی رپورٹ اور متعلقہ حکام کی ہدایت پر قادیانیوں کے خلاف تھانہ صدر میں پرچہ کے اندراج کے بعد گزشتہ رات بڑے ملزم غفار احمد کو گرفتار کر لیا گیا جبکہ باقی ابھی گرفتار نہیں ہو سکے مقدمہ کے مدعی احرار رہنما عبداللطیف خالد چیمہ کے علاوہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے جنرل سیکرٹری قاری زاہد اقبال نے تفتیشی افسر کو جملہ حالات و واقعات سے آگاہ کیا، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالحکیم، جماعت اسلامی کے خان حق نواز، جمعیت علماء پاکستان کے مولانا غلام نبی معصومی سمیت تمام دینی جماعتوں کے رہنماؤں نے مطالبہ کیا ہے کہ مقدمہ سے نامزد باقی ملزمان کو فی الفور گرفتار کیا جائے ادھر چک نمبر ۷-۳-۱۲ ایل اور مضافات کے لوگوں نے اعلان کیا ہے کہ قادیانیت کے قلع قمع کیلئے وہ تحریک ختم نبوت کا بھرپور ساتھ دیں گے اور ۷-۳-۱۲ ایل میں قادیانی عبادت گاہ تعمیر نہیں ہونے دیں گے۔

امیر احرار، ابن امیر شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم کی مصروفیات

۵-اگست تا ۱۱-اگست چناب نگر، چنیوٹ، فیصل آباد میں احباب و کارکنان سے رابطہ و ملاقات، خطاب، ۱۱-اگست خطبۂ جمعہ مسجد احرار چناب نگر - ۱۲-اگست فیصل آباد، ۱۳ گوجرانوالہ، ۱۴-اگست راولپنڈی، درس قرآن کریم، ملاقات احباب اسلام آباد و راولپنڈی- ۱۵- درگئی، (مالاکنڈ ایجنسی) محترم حضرت نبی شاہ صاحب سے ملاقات، ۱۶، ۱۷-اگست تلہ گنگ درس و خطاب مسجد ابوبکر صدیقؓ- ملاقات و رابطہ کارکنانِ احرار، شام واپسی برائے چناب نگر (گوجرانوالہ سے محمد عمر فاروق بن صوفی محمد سلیم مرحوم) اس سفر میں آپ کے ہمراہ رہے۔ ۱۸-اگست خطبۂ جمعہ جامع مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم چیچا وطنی - ۱۹- بورے والا، وہاڑی، گڑھا موڑ میں کارکنانِ

احرار سے ملاقاتیں اور رابطہ۔ رات قیام ملتان ۲۰ تا ۲۳ قیام دار بنی ہاشم ملتان ۲۴ ٹ اگست لیاقت پور، خان پور اور صادق آباد میں کارکنوں سے ملاقات اور تنظیمی ہدایات۔ بستی درخواست میں جلسہ سے خطاب۔ پروچڑاں میں مولانا حافظ محمد اسمٰعیل صاحب کی دعوت پر احباب سے ملاقات اور مجلس ذکر۔ ۲۵۔ خطبۂ جمعہ دار بنی ہاشم ملتان۔ ۲۶۔ اگست تا یکم ستمبر قیام دار بنی ہاشم ملتان۔ ۲۷۔ اگست درسِ قرآن کریم مکی مسجد حرم گیٹ ملتان۔ ۲۸۔ اگست خطاب عظمت قرآن کانفرنس خیر المعارف اکیڈمی ملتان۔ ۳۰۔ اگست خطاب بعد عشاء کہروڑ پکا۔ ۳۱۔ اگست ماہانہ مجلس ذکر ملتان، اجلاس وفاق المدارس الاحرار ملتان، یکم ستمبر خطبۂ جمعہ دار بنی ہاشم ملتان۔ ۲۔ ۳۔ ستمبر قیام چناب نگر۔ ۴۔۵۔۶۔ ستمبر دروسِ قرآن کریم اور دفتر احرار لاہور میں کارکنوں کی مجلس مشاورت۔ ۷ ستمبر اجلاس علماء کمیٹی دفتر احرار لاہور۔ بعد نمازِ عشاء عائشہ مسجد مسلم ٹاؤن لاہور میں تحفظِ ختم نبوت کانفرنس سے خطاب۔ ۸۔ ستمبر خطبۂ جمعہ مدنی مسجد مرکز احرار چنیوٹ۔ ۹ تا ۱۳ ستمبر قیام مسجد احرار چناب نگر۔ ۱۴۔ ۱۵ ستمبر ڈیرہ اسمٰعیل خان درسِ قرآن کریم، خطبۂ جمعہ و ملاقات کارکنانِ احرار۔ ۱۶ تا ۲۲ ستمبر قیام مسجد احرار چناب نگر، ۲۲ ستمبر خطبۂ جمعہ مسجد احرار چناب نگر ۲۸ ستمبر مجلس ذکر ملتان، ۲۹ ستمبر خطبۂ جمعہ دارِ بنی ہاشم ملتان۔ ان شاء اللہ •

سید محمد کفیل بخاری (مرکزی نائب ناظم مجلس احرارِ اسلام پاکستان) کی مصروفیات

۵ تا ۸۔ اگست قیام دفتر احرار لاہور۔ ملاقات و رابطہ و شرکتِ اجلاس کارکنانِ احرار لاہور۔ ۱۱ تا ۱۸۔ اگست خطبات جمعہ ملتان۔

۳۱۔ اگست شرکت اجلاس وفاق المدارس الاحرار، دار بنی ہاشم ملتان۔ یکم ستمبر خطبۂ جمعہ مسجد نور ملتان۔ ۲ تا ۷ ستمبر قیام دفتر احرار لاہور۔ ۷ ستمبر شرکت اجلاس علماء کمیٹی دفتر احرار لاہور۔ ۸ ستمبر خطبات جمعہ ملتان۔ ۱۰ ستمبر خطاب امیر شریعت سیمینار ملتان، داعی مولانا عبداللہ خادم

مسافرانِ آخرت

* مجلس احرار اسلام خانپور کے مخلص کارکن اور مدرسہ معمورہ تعلیم القرآن چک ۱۴-پی خانپور کے منتظم محترم عبدالجبار احرار گزشتہ مہینوں میں دوہرے صدمے کا شکار ہوئے۔ ۱۸ مئی ۲۰۰۰ء کو ان کے بڑے بھائی حشمت علی مرحوم ولد میاں نور محمد جالندھری انتقال کر گئے۔ اور ۱۰ جولائی ۲۰۰۰ء کو ان کے بہنوئی حاجی محمد اسلم مرحوم کراچی میں انتقال کر گئے۔

* لاہور میں ہمارے مہربان محمد شاہد خان جدون عالم شباب میں ۵ اگست کو انتقال کر گئے۔

* مجلس احرار اسلام ملتان کے قدیم کارکن محترم سردار عزیزالرحمن سنجرانی کی خوشدامن صاحبہ انتقال فرما گئیں۔

* مجلس احرارِ اسلام کے قدیم کارکن محترم مولانا قاری عبدالخالق چوہان (بستی اسلام آباد، رحیم یار خان) کا جواں سال بیٹا حافظ محمد معاویہ مرحوم ۱۱۔ اگست کو دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گیا۔

بقیہ 38 پر

اخبار الجہاد

جہادِ افغانستان: نہرین اور برکہ پر قبضے کے بعد طالبان تخار میں داخل ہو گئے۔

طالبان نے پنج شیر کے لیے فوجی رسد کا سب سے بڑا راستہ کاٹ دیا، پنج شیر کا راستہ منقطع ہونے سے احمد شاہ مسعود کو شدید دھچکا لگا ہے اور مسعود کا گڑھ عملاً طالبان کے محاصرے میں آ گیا ہے۔ تخار سے براستہ نہرین پنج شیر کے لئے چوبیس گھنٹے لگتے ہیں۔ جبکہ تخار سے براستہ فیض آباد پنج شیر پہنچنے کے لیے ایک ہفتے سے زائد عرصہ درکار ہوتا ہے، لیکن موسم سرما میں یہ بھی قابل استعمال نہیں رہتا۔ مخالفین کی جانب سے مسلسل حملوں اور امارت اسلامی کے خلاف خوفناک سازش کے انکشاف نے طالبان کو کارروائی پر مجبور کر دیا، باخبر ذرائع (ہفت روزہ "ضرب مومن" کراچی ۳ تا ۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ)

طالبان کے شمالی اتحاد کے ٹھکانوں پر فضائی حملے، ۷ ہلاک

افغانستان میں طالبان کے جنگی طیاروں کا شمالی اتحاد کے مضبوط گڑھ تخار صوبے پر فضائی حملوں میں سات افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔ طالبان مخالف اتحاد کے ترجمان سعید حسین انواری نے اخبار نویسوں کو بتایا کہ طالبان کے طیاروں نے تخار صوبے کے دارالحکومت تالقان میں شہری آبادی پر بمباری کی، جس کے نتیجے میں سات افراد ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے۔ (روزنامہ "اوصاف" ۱۷ اگست ۲۰۰۰ء)

جہادِ چیچنیا　ایک ہفتہ میں مجاہدین کے ہاتھوں ۳۴۷ روسی فوجی ہلاک

روس نے اعتراف کیا ہے کہ چیچن مجاہدین اب دن میں بھی حملے کر رہے ہیں۔ جانبازوں کے ہاتھوں ۱۰ ہزار فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے ہیں۔ سرجنیورت میں ۸۴، بنیورت میں ۳۵، گروزنی کے مشرق میں ۴۰، داغستان کی سرحد پر ۲۶ اور متعدد مقامات پر مجاہدین نے روسیوں کا شکار کیا۔ چیچنیا میں نامزد روسی کٹھ پتلی احمد قادروف اور اس کے نائب میں جاری کشید گی عروج پر پہنچ چکی ہے اس طرح روس بری طرح پھنس گیا ہے۔ مجاہدین کے حملوں کی وجہ سے گروزنی پر روسیوں کا قبضہ کمزور ہوتا جا رہا ہے۔ حالات جس رخ پر جا رہے ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ روسی افواج بہت جلد گروزنی چھوڑنے پر مجبور ہو جائے گی۔ (ہفت روزہ "ضرب مومن" کراچی ۳، تا ۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ)

مجاہدین کے حملے میں روس نواز چیچن رہنما ہلاک، ۱۲۱ روسی فوجی جہنم رسید

گروزنی کے نواح میں ایک خصوصی کارروائی کے دوران مجاہدین نے سلودان بازنیف کے نائب آفنس سعدوف سمیت ۱۸ روس نواز چیچن گوریلوں کو ٹھکانے لگا دیا۔ خان قلعہ میں روسی فوجی مرکز پر فدائی حملے کے دوران ۴۳ روسی فوجی مردار ہو گئے۔ حملے میں چار بکتر بند گاڑیاں اور گولہ بارود کا ذخیرہ بھی تباہ۔ اگلے چند ہفتوں میں چیچن جانباز روسی فوج کی کمر توڑ کر رکھ دیں گے، چیچن صدر (ہفت روزہ "الہلال" کراچی ۲۷ ربیع الثانی تا ۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ)

جہادِ کشمیر: (حرکت المجاہدین نے ٹاسک فورس کا ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا ۳۰۰ فوجی ہلاک)

مجاہدین نے سرنکوٹ کے گاؤں موہڑ بچھائی میں قائم ۷۲ آر آر کی پوسٹ کلائی، رنجانی پوسٹ اور ٹاسک فورس کے ہیڈ کوارٹر سمیت بھارتی فوج کی متعدد گشتی پارٹیوں کو نشانہ بنا کر سینکڑوں فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ سوپور میں مجاہدین اور انڈین آرمی کے درمیان دس گھنٹے کی شدید جھڑپ میں متعدد فوجی ہلاک ہوگئے۔ حرکت الجہاد الاسلامی کے کمانڈر عبدالقیوم، عظیم صابر اور کمانڈر شیر دل قافلہ شہداء میں شامل ہوگئے۔ ان شہداء نے بھارتی فوج کا کافی جانی و مالی نقصان کیا ہے (ہفت روزہ "الہلال" کراچی ۲۷ ربیع الثانی تا ۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ)

جیش محمد کی تہلکہ خیز کارروائیاں، ۷۵ فوجی مردار متعدد زخمی

سری نگر کے علاقہ عالم گڑھی میں CRPF اور SPF پر مجاہدین کا عقابی حملہ سے بھارتی فوجی حواس باختہ ہو گئے۔ راکٹوں اور گرنیڈوں کی بارش کر دی اور مجاہدین بحفاظت اپنے ٹھکانوں پر واپس آگئے۔ ضلع ڈوڈہ تحصیل بندر سرے بل سری نگر اور خانیار سری نگر میں بھی جیش محمد کے سرفروشوں اور بھارتی فوجیوں کے درمیان خونریز معرکے، سنسنی خیز رپورٹ (ہفت روزہ "ضرب مومن" کراچی ۳ تا ۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ)

جہادِ فلسطین: اسرائیل کا وجود تسلیم نہیں، خون کے آخری قطرے تک لڑیں گے شیخ احمد یسین

فلسطین کی اسلامی مزاحمتی تحریک "حماس" کے سربراہ شیخ احمد یسین نے کہا ہے کہ کیمپ ڈیوڈ مذاکرات کامیاب نہیں ہوں گے۔ بالفرض یاسر عرفات غداری کا مزید ثبوت پیش کر بھی دیں تو حماس مسلح جدوجہد جاری رکھے گی۔ قبلہ اول ہمیشہ جہاد سے آزاد ہوا اور جہاد ہی کو اللہ رب العزت نے مقدس مقامات کے تحفظ کا واحد ذریعہ قرار دیا ہے۔ حماس کا ایک ایک کارکن اپنی ذات میں تحریک ہے۔ انشاء اللہ قبلہ اول جلد آزاد ہو کر تکبیر کے نعروں سے گونجے گا۔ امن معاہدہ یاسر عرفات کیلئے سیاسی موت ثابت ہوسکتا ہے۔ انہوں نے ان خبروں کی سختی سے تردید کی کہ فلسطین اور اسرائیل میں کوئی خفیہ سمجھوتہ ہوا ہے۔ یہ دشمن کی مذموم سازش ہے جو ناکام ہو گئی ہے۔ (ہفت روزہ "الہلال" ۲۷ ربیع الثانی تا ۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ)

القدس سے کسی قیمت پر دستبردار نہیں ہوں گے حماس

امت مسلمہ کی کمزوری کی وجہ سے یہودی فلسطین کا ۱۵ فیصد علاقہ دے رہے ہیں۔ خالد مشعل فلسطین کے اسلامی مزاحمتی تحریک "حماس" کے سیاسی شعبہ کے چیئرمین خالد مشعل نے شام کے دورے کے دوران ابوالنور مسجد

بقیہ 42 پر

پروفیسر خواجہ ابوالکلام صدیقی　　آخری قسط

امارتِ اسلامیہ افغانستان ....مشاہدات و تأثرات

غزنی سے صبح سوا چھے بجے روانہ ہوئے اور نمازِ مغرب قندھار شہر میں داخل ہو کر ادا کی غزنی سے قندھار تک کی سڑک تباہ حال ہے۔ البتہ سڑک کے قریب رہنے والوں نے اپنی مدد آپ کے تحت اس پر مٹی ڈال کر گزشتہ سال کے مقابلے میں اسے قدرے ہموار کر دیا ہے جس کی وجہ سے گزشتہ سال تقریباً بیس گھنٹوں میں طے ہونے والا فاصلہ اس سال تیرہ گھنٹوں میں سمٹ گیا۔

نماز مغرب ادا کرنے کے بعد مقامِ ولایت (گورنر آفس) میں آ گئے۔ کھانا کھایا، نماز عشاء ادا کی اور سو گئے۔ گزشتہ سال قیام والیٔ قندھار کی کوٹھی (گورنر ہاؤس) میں رہا۔ وہاں روزانہ نمازِ صبح کے بعد قرآن محل ملتان کے مدرس کا درسِ قرآن مجید ہوتا رہا اور اس کے بعد جامعہ تعلیم و تزکیہ ملتان کے حفظ و تجوید کے معلم قاری عبدالرحمٰن قاسمی صاحب نماز کے کلمات کی ادائیگی درست کرانے کے لئے نماز کہلاتے رہے۔ اس بار تعارض (حملے) کے سلسلہ میں امیرالمومنین نے مشاورت طلب کر رکھی تھی اور اس سلسلے میں آئے ہوئے علماء اور جہادی ماہرین یہاں ٹھہرے ہوئے تھے، اس لئے جگہ نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے قیام کا انتظام مقامِ ولایت میں کیا گیا جو ایوانِ امارت (یعنی امیرالمومنین کے دفتر) کے پہلو میں ہے اور اس کے بالکل سامنے احمد شاہ ابدالی کا مزار اور جامع مسجد خرقہ شریف ہے۔

قندھار کا مختصر تعارف:

افغانستان میں چھوٹے بڑے بتیس صوبے ہیں، یہاں صوبے کو ولایت اور گورنر کو والی کہتے ہیں، اس وقت تقریباً انتیس ولایتیں طالبان کے پاس ہیں اور بحیثیت مجموعی زیادہ سے زیادہ ولایتوں پر مشتمل علاقہ شمالی اتحاد کے قبضے میں ہے جو افغانستان کے مجموعی رقبے کا زیادہ سے زیادہ دس فی صد بنتا ہے بڑی ولایتوں میں سے جنوبی افغانستان کی ایک ولایت قندھار ہے جس کی سرحدیں پاکستان کے صوبہ بلوچستان سے ملتی ہیں اس طرف پاکستان کا سرحدی شہر چمن اور افغانستان کا سرحدی شہر سپین بولدک ہے، قندھار کی ولایت ہلمند، ترنک، ارغنداب اور ارغسان دریاؤں کی زریں وادیوں پر مشتمل ہے، شہر قندھار جس کی وجہ سے صعوبے کا نام قندھار ہے دریا ارغنداب کے کنارے پر واقع ایک قدیم تاریخی شہر اور ولایت کا دارالحکومت ہے، احمد شاہ ابدالی کے دور میں پورے افغانستان کا دارالحکومت رہا ہے مگر اس وقت مملکت افغانستان کا دارالحکومت کابُل ہے اور یہ بظاہر افغانستان کا دوسرا بڑا مرکزی شہر ہے مگر امیرالمومنین کے یہاں مستقل قیام کی وجہ سے اسے اولین مرکزیت حاصل ہے اور عملاً امارتِ اسلامیہ کا دارالخلافہ ہے۔

دریا ارغنداب نہ تو پہاڑی نالے کی طرح تیز رفتار ہے اور نہ ہمارے میدانی دریاؤں کی طرح گہرا ہے، یہاں کے لوگوں کے لئے تفریحی مقام کی حیثیت رکھتا ہے لوگ یہاں بکثرت آتے ہیں اور پکنک مناتے ہیں۔ گزشتہ سال ہم بھی برمی مجاہد دوستوں یعنی مولانا عبدالقدوس صاحب، مولانا جنید اللہ اختر صاحب اور ان دیگر ساتھیوں کے ساتھ

یہاں آئے کچھ دیر پانی سے کھیلتے رہے اور کچھ دوست غسل فرماتے رہے۔ واپس چلنے لگے تو ویگن پایاب پانی میں چھوٹے چھوٹے پتھروں میں پھنس گئی اسے نکالنے کے لئے زیر آب سنگریزوں پر ننگے پاؤں دوڑتے ہوئے دھکا دینے سے تفریح کا لُطف ہی دوبالا ہو گیا۔

قندھار ایک صنعتی شہر ہے روسی تشدد اور درندگی سے پہلے بھی کپڑوں کی صنعت کے لئے مشہور تھا۔ غزنی سے آتے ہوئے شہر سے باہر اس کا باقاعدہ صنعتی علاقہ ہے جس کی ویرانی عظمت رفتہ کی عکاسی کر رہی ہے، اہلِ بصارت کو زبانِ حال سے حربی تباہیوں اور بربادیوں کی داستان سنا رہی ہے۔ اہلِ بصیرت کو قیامت کی ہولناکیوں کا تصور دلا رہی ہے اہلِ فکر کو دنیا کے انجام فنا کی طرف متوجہ کر رہی ہے۔ یہاں کمبل بنانے کا بہت بڑا کارخانہ ہے جس میں بیک وقت ہزاروں آدمی کام کرتے تھے اب اس کا کچھ حصہ بحال ہو چکا ہے اور باقی یونٹ بحال کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، شہر سے کچھ فاصلے پر "کچلہ جدید" کے نام سے ایک جگہ ہے جس میں اسٹیل مل ہے اور یہاں روسیوں نے اپنی استعماری ضروریات اور اپنے منصوبوں کی تکمیل کے لئے اسلحہ مرمت کی ایک بہت بڑی فیکٹری بنائی جس میں جدید ترین بڑے بڑے ٹینکوں کی مرمت کے آلات و وسائل موجود ہیں جو اس وقت طالبان کی تحویل میں ہے، شہر میں بجلی کا نظام بحال ہو چکا ہے بلکہ اس کی فراوانی ہے، شہر اور اس کے گرد و نواح کو بجلی بلمند وادی میں واقع "کجکی ڈیم" سے فراہم کی جا رہی ہے۔

قندھار خوبصورت شہر ہے پرانی عمارات کی تعمیر و مرمت کا کام جاری ہے یہاں کا نظامی یعنی فوجی ہسپتال جو جنگی تباہ کاریوں کی نذر ہو گیا تھا کراچی کی مشہور و معروف بزرگ اور حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے بیک واسطہ خلیفہ مولانا حکیم محمد اختر صاحب کی توجہ اور محنت سے "مستشفیٰ عمر" کے نام سے فعال ہو چکا ہے، پرانی مسجدیں کافی ہیں مگر گزشتہ دور میں نئی مساجد تعمیر نہ ہونے اور پرانی مساجدوں کے متاثر ہونے کی وجہ سے نئی مساجد کی شدید ضرورت ہے لہٰذا دینی ضروریات کے پیش نظر ترجیحی بنیاد پر مساجد اور مدارس کی تعمیر کا سلسلہ جاری ہے سابقہ دور کے ایک اسکول کی وسیع و عریض عمارت میں امیر المومنین جہادی مدرسہ قائم کیا گیا ہے جس کے مہتمم مولانا مفتی رحمت اللہ صاحب ہیں جو دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہیں۔ صاحبِ نظر ہیں خوش اخلاق اور بلند حوصلہ ہیں گفتگو مختصر اور جامع فرماتے ہیں اعتراضات و سوالات اطمینان سے سنتے ہیں۔

سڑکیں کشادہ اور بازار فراخ ہیں، چوک پر رونق ہیں مگر دکانیں سرِ شام بند ہو جاتی ہیں۔ شہر کا ایک اہم چوک یادگار شہدا کے نام سے مشہور ہے۔ انیسویں صدی میں انگریزوں کے خلاف جہاد میں شہید ہونے والوں کی یادگار ہے اس چوک کے قریب ایک بہت بڑا سینما ہال تھا جسے گرا کر جناب مولانا حکیم محمد اختر صاحب کے فرزند مولانا محمد مظہر صاحب کی نگرانی میں جامعہ عمر کے نام سے ایک دینی تعلیمی ادارہ تعمیر ہو رہا ہے جس میں کئی ہزار طلبہ کی تعلیم کا انتظام ہو گا اور اس کی مسجد میں بیک وقت پانچ ہزار افراد نماز ادا کر سکیں گے جامعہ کی کفالت کے لئے چندہ کی بجائے ارد گرد سینکڑوں دکانوں کی تعمیر کی صورت اختیار کی جا رہی ہے، شہر سے باہر کچھ فاصلے پر ایک وسیع و عریض عید گاہ تعمیر ہو رہی ہے جو چار لاکھ مربع میٹر پر مشتمل ہے اس میں ایک وقت میں دس لاکھ سے زیادہ افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اس کا احاطہ مکمل ہو چکا ہے ہر طرف کی دیوار میں بڑے بڑے متعدد گیٹ بنائے گئے ہیں اور اس کے اندر قبلہ رخ علماء اور اکابر کے لئے ایک وسیع اور خوبصورت گنبد کی شکل کی عمارت بن رہی ہے اس میں

نمازِ عید کی ادائیگی شروع ہو چکی ہے امیر المومنین اسی عید گاہ میں نمازِ عید ادا کرتے ہیں۔

قندھار کا موسم کوئٹہ کی طرح ہے صنعتی شہر ہونے کے علاوہ زرعی اور ثمری شہر بھی ہے باغات کی کثرت ہے اور یہاں کا انار خوب مشہور ہے احمد شاہ ابدالی کے حوالے سے یہ کہاوت بیان کی جاتی ہے کہ جب وہ مرہٹوں کو شکست فاش دے کر قندھار واپس جانے لگا تو اسے دہلی کی مرطوبات کے ذریعے یہاں قیام کی ترغیب دی گئی تو اس نے جواباً صرف اتنا کہا "ایں جا انارِ قندھار کجاست" کہ اس جگہ قندھار کا انار کہاں ہے!

قندھار اور اسلامی جہاد:

صنعت و حرفت اور تعلیم و تعمیر کی ترقی اور جدتوں کے باوجود بے دینی کے دور میں بھی یہ شہر کابل کی سی عریانی اور فحاشی سے محفوظ رہا، یہاں اسلامی اور افغانی روایات مستحکم رہیں، رہن سہن اور تہذیب و تمدن میں سادگی کا عنصر غالب نظر آتا ہے کابل کا دینی ماحول ارادی قوت اور شعوری کوشش کا نتیجہ محسوس ہوتا ہے جبکہ یہاں کا دینی ماحول فطری دکھائی دیتا ہے۔

اٹھارہویں صدی عیسوی میں احمد شاہ ابدالی کی قیادت میں یہاں کے مجاہدین نے پانی پت کے میدان میں مرہٹوں کو شکستِ فاش دی جہاں ان کی کثیر تعداد مقتول ہوئی وہاں مجاہدین ہی سے بھی دس ہزار افراد شہادت سے سرفراز ہوئے، انیسویں صدی عیسوی میں سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید کا قافلۂ جہاد برعظیم پاک و ہند سے کوئٹہ کے راستے قندھار میں داخل ہوا تو نہ صرف عوام نے اس قافلے کا پرجوش استقبال کیا بلکہ حاکمِ شہر نے بھی محبت و عقیدت کا اظہار کیا۔ سید احمد شہید رحمہ اللہ نے یہاں چار دن قیام فرمایا ہزاروں افراد جہاد کیلئے تیار ہو گئے اس صورت حال نے حاکمِ وقت کو "اندیشہ ہائے دور و دراز" میں مبتلا کر دیا نتیجتاً نہ صرف آپ کو ساتھیوں سمیت شہر چھوڑنا پڑا بلکہ آپ کے ساتھ جہاد کے لئے نکلنے کا ارادہ رکھنے والوں کو بھی جبراً روک دیا گیا پھر بھی کسی نہ کسی طرح چار سو علماء، طلبہ اور بزرگانِ دین راستے میں آپ سے آ ملے مگر سید احمد شہید نے ان میں سے دو سو ستر افراد کا انتخاب کیا اور باقیوں کو واپس بھیج دیا، مجاہدین میں قندھاری یونٹ قائم کر کے اس کا امیر پہلے سید دین محمد قندھاری کو اور پھر ملا لعل محمد قندھاری کو مقرر کیا، بالاکوٹ (پاکستان) کے مقام پر امارتِ اسلامیہ کے قیام کے لئے بہنے والے خون میں ان قندھاری شہدا کا خون بھی شامل ہے۔

روس کے خلاف جہاد میں قندھار کے علماء، طلباء اور عوام نے قتال، ہجرت اور نصرت ہر لحاظ سے بھرپور قربانی دی، جب قائدین جہاد کا اخلاص، اقتدار طلبی کی لپیٹ میں آ گیا اور ان کی مومنانہ فراست دھندلا کر اسلام دشمنوں کی سازشوں سے مات کھا گئی، ظلم اغیار کے خلاف اٹھنے والے ہاتھ اپنے ہی دامن و گریباں کی دھجیاں بکھیرنے لگے اور خود باغبان ہی اہل چمن کے خون سے نکھرنے والے گلشنِ اسلام کو نوچنے لگے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے سولہ لاکھ سے زیادہ شہداء کی قربانی کو ضائع ہونے سے بچانے کے لئے انہی میں سے طالبان کو کھڑا کر دیا، تحریکِ طالبان کا آغاز ۱۵ محرم الحرام ۱۴۱۵ء بمطابق ۲۴ جون ۱۹۹۴ء بروز جمعتہ المبارک ولایت قندھار ہی کے شہر سپین بولدک سے ہوا۔

گورنر قندھار:

قندھار کے موجودہ والی یعنی گورنر حاجی ملا محمد حسن رحمانی ہیں دینی تعلیم میں پاکستان سے فارغ التحصیل ہیں روس کے خلاف جہاد میں شریک رہے ہیں انکی ایک ٹانگ جہاد فی سبیل اللہ میں قربان ہو چکی ہے، نورانی دل، روشن چہرے، دمکتی آنکھوں والا چالیس پینتالیس سالہ یہ شخص سر پر سیاہ عمامہ باندھے کندھے پر سیاہ چادر ڈالے مصنوعی ٹانگ سے چلتے ہوئے اپنی ذمہ داریاں اس طرح ادا کر رہا ہے کہ اسے دیکھ کر مثالی اسلامی دور کے حکمرانوں کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

گذشتہ سال کی بات ہے کہ والی کی کوٹھی یعنی گورنر ہاؤس میں واقع مسجد میں ہم نماز عشاء پڑھ کر فارغ ہوئے تو عزیزان حذیفہ محمود اور حنظلہ محمود نے بتایا کہ ہم نے مغرب کے بعد قندھاری کوک پی ہے جو پاکستانی پانچ روپے چالیس پیسے کی ہے مگر اس کا ذائقہ پاکستانی آٹھ روپے کی بوتل سے بھی اچھا ہے لہذا ہم بھی ان کے ساتھ بوتل پینے کے لئے چل پڑے، باہر نکلے دور تک چلتے چلے گئے، دکانیں بند تھیں مگر بھری ہوئی بوتلیں باہر پڑی تھیں ہر دکان پر ایک بلب جل رہا تھا مگر نہ کوئی دکاندار تھا اور نہ ہی کوئی چوکیدار نظر آ رہا تھا چلتے چلتے تقریباً ڈیڑھ کلو میٹر کے فاصلے پر یادگار شہداء چوک پہنچ گئے وہاں دو طالب کرسی ڈالے بیٹھے تھے ہمیں دیکھ کر اپنی طرف بلایا اور پشتو میں استفسار کیا ہم نے اردو اور ٹوٹی پھوٹی فارسی میں اپنا مقصود بتانے کی کوشش کی مگر بے سود، بالآخر اشارے کی زبان کام آئی ان میں سے ایک ہمیں لے کر بوتلوں کی ایک دکان پر آیا اس کے مالک کو جو وہاں سویا ہوا تھا بیدار کیا دکاندار اردو جانتا تھا اس نے ہمیں گلاسوں میں برف ڈال کر کوک پلائی جیسے ہی ہم فارغ ہوئے کلاشن کوف بردار افراد کی ایک گاڑی آ کھڑی ہوئی ہمارے بارے میں دکاندار سے پوچھا یہ کون ہیں جب معلوم ہوا کہ ہم پاکستانی ہیں اور گورنر ہاؤس میں ٹھہرے ہوئے ہیں تو بہت خوش ہوئے اور ہمیں نہایت احترام سے گاڑی میں بٹھا کر ہماری قیام گاہ پر لے آئے رات کے گیارہ بجے تھے ہمارے محترم مہربان مولانا عبدالقدوس مجاہد صاحب (برمی) بے چینی سے ٹہل رہے تھے ہمیں دیکھتے ہی ہماری طرف بڑھے اور فرمانے لگے کہ میں اس لئے فکرمند تھا کہ یہاں رات دس بجے سے صبح کی نماز تک کے لئے کرفیو لگ جاتا ہے اور آپ لوگ اجنبی ہیں کہیں کسی پریشانی میں مبتلا نہ ہو گئے ہوں ہم نے اس دردِ دل پر ان کا شکریہ ادا کیا اور جزائے خیر کی دعا دی اور پھر اپنے کمرے کے سامنے کھلی فضا میں مشاہدات تازہ پر باہمی گفتگو کرنے کے لئے بیٹھ گئے۔

ہمارا کمرا والی صاحب کے کمرے کے ساتھ تھا ہم گفتگو میں مشغول تھے کہ رات تقریباً بارہ بجے گورنر صاحب اچانک اپنے کمرے سے نکلے اور باہر کی طرف چل دئیے ہمیں ان کے اس طرح باہر نکلنے پر حیرت بھی ہوئی اور گھبراہٹ بھی کہ کہیں کوئی ہنگامی حالت تو پیدا نہیں ہو گئی، ہمیں بتایا گیا کہ یہ ہنگامی حالت نہیں بلکہ معمول کا گشت ہے جو ہر ذمہ دار رات کے کسی حصے میں اپنے علاقے میں کرتا ہے بات سمجھ میں آ گئی۔ سکھ اور آرام کی نیند وہی سو سکتے ہیں جن کے حکمرانوں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہونے کا خوف بیدار رکھتا ہے، ہم ایک بجے کے قریب سو گئے نجانے گورنر صاحب کس وقت واپس آئے مگر اتنا معلوم ہے کہ ہم نے جس طرح انہیں عشاء کی نماز میں پہلی صف میں کھڑے دیکھا اسی طرح نمازِ فجر میں بھی اقامت کے وقت صف اول میں موجود پایا۔

نماز فجر کے بعد مسجد میں قرآن محل کے مدرس کا درس قرآن مجید ہوا، درس سے فارغ ہو کر ہم اپنے کمرے کی طرف آئے تو معلوم ہوا کہ گورنر صاحب سے کچھ غیر افغانی علماء نے ملاقات کا وقت لے رکھا ہے گورنر صاحب ان حضرات سے ملاقات کے لئے مسجد سے نکل کر اپنے کمرے کے قریب پہنچے دیکھا کہ کچھ حضرات ہاتھ میں درخواستیں لئے کھڑے ہیں گورنر صاحب نے علماء کے وفد سے فرمایا کہ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں ان سائلین کی بات سن لوں نجانے ان کی کیا مجبوری ہے جس نے انہیں صبح ہی صبح میرے دروازے پر لاکھڑا کیا ہے۔ انہوں نے ہر سائل کی درخواست خود پڑھی اور اپنے ہاتھ سے اس پر آرڈر لکھا فارغ ہونے کے بعد علماء سے ملاقات کی اس اثناء میں پونے آٹھ بجے کے قریب ایک گاڑی اندر داخل ہوئی اور گورنر صاحب کے کمرے کے قریب آکر رکی اس میں سے ایک صاحب نکلے ان کے ساتھ ایک چھوٹا بچہ بھی تھا معلوم ہوا ہے کہ صوبائی وزیر ہیں گورنر صاحب نے انہیں مشاورت کے لئے آٹھ بجے بلایا ہے ابھی مقررہ وقت میں کچھ منٹ باقی تھے اور گورنر صاحب مصروف بھی تھے اس لئے وزیر صاحب نے باہر زمین پر کندھے کی چادر ڈالی اور اس پر بیٹھ کر بچے کو قرآن مجید پڑھانے لگے۔

جامع مسجد خرقہ شریف:

مقام ولایت (گورنر آفس) کے بالمقابل مسجد کو جامع مسجد خرقہ شریف کہتے ہیں، خرقہ شریف سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک ہے مشہور یہ ہے کہ اسے احمد شاہ ابدالی نے روسی ترکستان کے کسی ریاست کے حکمران سے حاصل کیا تھا اس نے یہ شرط لگائی کہ احمد شاہ کو یہ جبہ وہاں تک لے جانے کی اجازت ہے جہاں تک سامنے پڑا ہوا بھاری پتھر اٹھا کر لے جاسکے لہذا احمد شاہ ابدالی نے پتھر اٹھایا اور اسے یہاں آکر ڈالا جہاں اس وقت خرقہ شریف کی عمارت ہے یہ پتھر عمارت سے باہر موجود ہے مسلمانوں کی ضعیف الاعتقادی اس پتھر کے معاملے میں نہ جانے کیا رنگ دکھاتی طالبان نے اس سال اس کے گرد خاردار تار کی رکاوٹ کھڑی کردی ہے۔ مسجد سے متصل دائیں طرف وہ عمارت ہے جس میں خرقہ شریف محفوظ کر کے رکھا گیا ہے۔ یہ جگہ زیارت گاہ خلائق ہے خاص طور پر جمعرات کو قبل از عصر سے مغرب کے بعد تک انبوہ کثیر ہوتا ہے خوانچہ فروشوں اور ریڑھی بانوں کے علاوہ گداگروں کی بھی کثرت ہوتی ہے ویسے عام دنوں میں کابل کے مقابلے میں قندھار میں گداگروں کی تعداد بہت ہی کم نظر آتی ہے اتنے ہجوم کے باوجود کہ جسم سے جسم ملا ہوتا ہے مگر جیب کٹنے کا ایک واقعہ بھی نہیں ہوتا خیال آیا کہ یہ سب اسلامی نظام کی برکات ہیں ورنہ جہاں کے حکمران اللہ تعالیٰ پر توکل میں کمزور ہو جائیں اور اپنی حکومت کی بقاء کا انحصار غیر مسلم طاقتوں پر سمجھ لیں تو پھر مزارات پر حاضری کے وقت ہی نہیں بلکہ بیت اللہ کے طواف میں بھی جیبیں کٹ جاتی ہیں۔

مسجد کا اندرون خوبصورت ہے، صحن بہت کشادہ ہے، مسجد سے باہر بھی وسیع احاطہ مسجد کے ساتھ متصل ہے۔

گزشتہ سال اکثر نمازیں والی کوٹھی (گورنر ہاؤس) کی مسجد میں اور اس سال جامع مسجد خرقہ شریف میں ادا کیں جو پہلی نماز ہم نے اس مسجد میں ادا کی وہ ۱۶ ربیع الاول بمطابق یکم جولائی ۹۹ء بروز جمعرات صبح کی نماز تھی۔ اگرچہ افغانوں اور پٹھانوں کی نماز قومے اور جلسے کے بغیر انتہائی مختصر ہوتی ہے جس میں طالبان کی حکومت کے بعد قدرے اعتدال کی کیفیت پیدا ہو گئی ہے مگر ابھی مزید اصلاح کی ضرورت ہے لیکن صبح کی یہ نماز افغانی معمول کے خلاف توازن و اعتدال کی نماز تھی، اقامت سے پہلے ایک عمر رسیدہ بزرگ نے پشتو میں لاؤڈ اسپیکر سے بے نیاز

گونجدار بلند آواز میں صفیں درست کرنے کا اعلان کیا، نمازی کھڑے ہو گئے صفیں درست کرنے کے لئے پنجہ سے پنجہ ملانے کے عام رواج کے برعکس ایڑیوں کو ایڑیوں کی اور ٹخنوں کو ٹخنوں کی سیدھ میں کرنے کا صحیح طریقہ اختیار کیا گیا، صفیں درست ہونے کے بعد اقامت کہی گئی، نمازیوں کی کثیر تعداد کے باوجود بھرپور خاموشی، پرسکون ماحول، امام صاحب کی باتجوید قراءت ان کا حسن صوت، سوز و گداز کا انداز، قرآن مجید کا اعجاز، رکوع اور سجدے کی مکمل ادائیگی، قومے اور جلسے کا اعتدال بس نماز کا لطف ہی آ گیا یہاں کے امام صاحب مستند عالم دین ہیں اردو سمجھتے اور بولتے ہیں غالباً پاکستان میں تعلیم و تدریس سے وابستہ رہے ہیں علیک سلیک تو ہوئی مگر کچھ ان کا عالمانہ وقار، یا ان کی فقیرانہ بے نیازی یا طبعی احتیاط پسندی اور کچھ ہماری مصروفیات خواہش کے باوجود ان سے نشست نہ ہو سکی، نماز کے بعد خرقہ شریف کی زیارت کے لئے حاضری دی، اس کے محفوظ اور بند ہونے کی وجہ سے زیارت تو نہ ہو سکی تاہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت کی وجہ سے ادھر کا رخ کر کے تصوراتی زیارت کر لی، اس وقت لوگوں کا ہجوم نہیں تھا اکا دکا آدمی آ جا رہے تھے، زیارت گاہ کا ماحول اور لوگوں کی حاضری کا طریقہ ضعیف الاعتقادی اور بدعات کی عکاسی کر رہا تھا اس سلسلہ میں متعدد ذمہ دار افراد سے جو گفتگو ہوئی اس کا حاصل یہ تھا کہ " یہ رسوم و بدعات قلبی اعتقادات کا اظہار ہیں جبکہ ایمان و عقائد کا تعلق دل کے ساتھ ہے عرصہ دراز سے جاری رسوم و بدعات کو جبراً روکا جا سکتا ہے مگر ذہن سازی کے بغیر اس کی افادیت دیرپا نہیں ہو سکتی پھر یہ کہ یہ غیر فطری رکاوٹ ہو گی جو گھٹن اور بغض پیدا کر کے عقائد کے مزید بگاڑ کا سبب بنے گی۔ اس لیے ضرورت ہے کہ پہلے صحیح عقائد کی تبلیغ، تعلیم اور تفہیم کا اہتمام کیا جائے اور پھر اتمام حجت کے بعد قوت کے استعمال سے تمام غیر شرعی امور کو سختی کے ساتھ روک دیا جائے لہٰذا طالبان اس طریقہ کار کو اختیار کئے ہوئے ہیں " اگرچہ ذہن سازی اور اصلاح عقائد اور اعمال کا سلسلہ مساجد میں شروع ہو چکا ہے مگر ابھی اس میں بہت محنت درکار ہے اور اس کی طرف حکمت آشنا اور فکرمند اہل علم کے متوجہ ہونے کی ضرورت ہے۔

خرقہ شریف کی جگہ کی زیارت کے بعد مقام ولایت پر واپس آ گئے، غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر شہر کے بازار دیکھنے کے لئے پیدل چل پڑے راستے میں تربوز اور پھلوں سے اپنے اپنے ذوق کے مطابق ناشتا کیا، چوک یادگار شہدا کے قریب زیر تعمیر جامعہ عمر دیکھا راستے میں مشروبات سے خود کو تازہ دم کرتے ہوئے واپس جامع مسجد خرقہ شریف آ گئے ایک بجے نماز ظہر ادا کی اور پھر اعتکاف کی نیت کے ساتھ مسجد ہی میں سو گئے، عصر کی نماز باجماعت ادا کی حاضرین کی تعداد سے نماز عید کا گمان ہو رہا تھا معلوم ہوا کہ معمول سے زیادہ تعداد جمعرات کی وجہ سے خرقہ شریف کے زائرین کی ہے۔ خرقہ شریف کے عقب میں احمد شاہ ابدالی کا مدفن ہے لہٰذا ان کے مزار پر حاضری دی فاتحہ پڑھی نماز مغرب کے بعد کھانا کھایا اور نماز عشاء پڑھنے کے بعد دینی، علمی، سفری اور مجلسی گفتگو کرتے کرتے سو گئے۔

احمد شاہ ابدالی:

احمد شاہ ابدالی کی پیدائش ۱۷۲۴ء میں ملتان میں ہوئی جہاں ابدالی مسجد کے نام سے ایک وسیع و عریض مسجد قائم ہے جو آج کل تبلیغی جماعت کا مقامی مرکز ہے، احمد شاہ کا تعلق افغانوں کے ابدالی قبیلے کی پوپل زئی برادری کی ایک شاخ سدوزئی سے تھا اس کی برادری زیادہ تر ہرات کے گرد و نواح میں آباد تھی پہلے پہل یہ نادر شاہ

کی فوج میں شامل ہوا اس کے قتل کے بعد شوال ۱۱۶۰ھ بمطابق اکتوبر ۱۷۴۷ء میں دُرِّ دُراں (موتیوں کا موتی) لقب اختیار کر کے ہرات "قندھار اور گرد و نواح کا خود مختار حکمران بن گیا۔ قندھار کو دارالحکومت بنا کر اس نے بتدریج غزنی، کابل اور پشاور کو بھی زیر نگیں کر لیا ۱۷۴۷ء سے ۱۷۶۹ء تک بائیس سال کے عرصے میں یہ نو بار ہندوستان میں داخل ہوا مگر پنجاب سے آگے کا علاقہ اس نے اپنی حکومت میں شامل نہ کیا، ۱۷۶۱ء میں جب برا عظم پاک و ہند کے مسلمان اپنی کمزوری اور حکمرانوں کی نااہلی اور عیاشیوں کی وجہ سے مرہٹوں کی لوٹ مار اور قتل و غارت کے آگے بے بس اور عاجز آ گئے تو مسلمانوں کے وجود کی بقاء کے لئے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے احمد شاہ ابدالی کو متوجہ کیا جو ان کی آواز پر لبیک کہتا ہوا دہلی تک آیا اور پانی پت کے میدان میں ساٹھ ہزار کی فوج کے ساتھ تین لاکھ مرہٹوں کو ایسی شکست دی کہ ہمیشہ کے لئے ان کی کمر ٹوٹ گئی، اگر اس کامیابی کے بعد یہاں رہ کر اپنی حکومت مستحکم کرنے کی بجائے یہاں کے مسلمانوں کا مستقبل "طاؤس و رباب آخر" کے مصداق مغل حکمرانوں کے سپرد کر کے قندھار واپس چلا گیا۔ جس کی وجہ سے انگریزوں کو پھلنے پھولنے کا موقع مل گیا، اس کی وفات ۲۰ رجب ۱۱۸۶ھ بمطابق ۱۷ اکتوبر ۱۷۷۲ء بروز ہفتہ قندھار سے ۴۵ میل دور کوہ توبہ کے مقام پر ہوئی اور تدفین قندھار میں موجود مقام پر ہوئی، وفات کے وقت اس کی حکومت دریا آمو سے دریا سندھ تک اور تبت سے خراسان تک تھی جس میں کشمیر، پشاور، ملتان، سندھ، بلوچستان، ایرانی خراسان، ہرات، قندھار، کابل، غزنی اور بلخ کے علاقے شامل تھے اس کی قبر کے پاس ایک طرف شیشے کے خول میں اس کے جنگی ہتھیار (یعنی خود، ڈھال وغیرہ) پڑے ہیں جو ترغیب جہاد کا ذریعہ ہیں اوپر والی قبر کے نیچے ایک تہ خانہ ہے اور اصل قبر اس میں ہے اور اوپر والی قبر اس نیچے والی قبر پر بنائی گئی ہے مزار کے باہر اور اسی احاطے کے اندر قبرستان ہے جس میں متعدد قبریں کتبوں سمیت موجود ہیں۔

گمنام شہدا:

۱۷ ربیع الاول بمطابق ۲ جولائی بروز جمعتہ المبارک نماز فجر کے بعد ۲۸ سیٹوں والی کرائے کی گاڑی پر مولانا جنید اللہ صاحب اختر کی قیادت میں شہداء کے مزارات کے لئے روانہ ہوئے۔ سب سے پہلے گمنام شہداء کی قبروں پر آئے۔ جو دامن کوہ میں ایک ویرانے میں ہیں گزشتہ سال بغیر احاطے کی تھیں اور اس سال ان کے گرد چھوٹا سا احاطہ بنا دیا گیا ہے۔ ان شہداء میں مرد بھی ہیں، عورتیں بھی اور بچے بھی، ان کی جوتیاں ان کے قبروں کے ساتھ رکھی ہوئی تھیں اور ساتھ ہی کھدائی کے نشانات موجود ہیں جہاں سے انکو نکال کر علیحدہ علیحدہ قبر میں دفن کیا گیا ہے یہ وہ افراد ہیں جن کو نور محمد ترہ کئی کے دور میں اسلام سے وابستگی پر اس ویرانے میں زمین دوز کر دیا گیا قریب پہاڑی پر ایک چرواہا یہ منظر دیکھ رہا تھا طالبان کے دور میں اس نے امیر المومنین کو یہ واقعہ بتلایا اور اندازے سے اس جگہ کی نشان دہی کی جہاں ان کو زمین دوز کیا گیا تھا امیر المومنین ساتھیوں کے ساتھ خود اس جگہ تشریف لائے اور زمین کھود کر ان پینتیس لاشوں کو نکالا اور تکفین کے بعد ان کو علیحدہ علیحدہ قبر میں دفن کیا یہاں فاتحہ پڑھنے کے بعد دشت لیلیٰ کے شہدا کی قبروں کی طرف روانہ ہوئے۔

دشت لیلیٰ اور دشت حیرتان کے شہدا:

۱۹۹۷ء میں جنرل عبدالمالک نے فریبانہ صلح کی آڑ میں طالبان کو مزار شریف میں داخل ہونے کی

دعوت دی اور جب طالبان کی کثیر تعداد مزار شریف میں داخل ہو گئی تو اس نے حزب وحدت (شیعہ تنظیموں کا مجموعہ) کے ساتھ مل کر طالبان کو گھیرے میں لے لیا جن میں سے بہت سے شہید ہو گئے اور ایک کثیر تعداد بے خبری میں گرفتار ہو گئی صرف شہر غان کی مرکزی جیل کی فہرست کے مطابق وہاں آٹھ ہزار پانچ سو بیس طالبان قید تھے ایران کے کہنے پر ان تمام قیدیوں کو صحراؤں میں انتہائی بے دردی کے ساتھ قتل کر دیا گیا جس کا طریقہ یہ تھا کہ چھے جیپوں میں سوار مسلح افراد کنٹینر میں قیدیوں کو بھر کر لاتے اور دس دس کو اتار کر آپس میں باندھ کر شہید کر دیتے بعض کی پگڑیوں کو انکے گلے میں ڈال کر پھانسی دی گئی بعض لاشوں کو ایک ہی گڑھا کھود کر اس میں یکجا ڈال دیا گیا اور بعض لاشیں ڈیڑھ سال تک بے گور و کفن کھلے آسمان تلے پڑی رہیں ایک اندازے کے مطابق حزب وحدت اور جنرل مالک نے مل کر کوئی دس ہزار طالبان کو شہید کیا، ایک جہادی تنظیم کے سربراہ اور عالم دین مولانا شیر محمد اپنے ۷۴ رفقاء سمیت آٹھ ماہ تک انکی قید میں رہے۔ جنرل مالک نے ایران فرار ہونے سے پہلے رات کی تاریکی میں ان کو شہید کر کے ان کی لاشوں کو ایک کنوئیں میں پھینک دیا بعد میں طالبان نے جب یہ پورا علاقہ فتح کر لیا تو جیل کے گرفتار سپرنٹنڈنٹ کی نشاندہی پر ان لاشوں کو کنوئیں سے نکالا اور ان سمیت تمام شہدا کی تکفین کی اور قندھار میں زمین کا ایک وسیع ٹکڑا مخصوص کر کے اس میں ان کی علیحدہ علیحدہ قبریں تدفین کا عمل شروع کیا گیا ہے۔ اس وقت ایک ہزار دو سو پچیس شہداء کی تدفین ہو چکی ہے اور مزید قبریں تیار کی جا رہی ہیں۔ یہاں کچھ دیر رکھنے اور فاتحہ پڑھنے کے بعد تیسرے قبرستان کی طرف روانہ ہوئے۔

ملا بورجان شہید رحمہ اللہ:

یہ تیسرا قبرستان شہر کے قریب اور قندھار کی مضافاتی آبادی کے اندر ہے غالباً اس جگہ کا نام کوتل مرجہ ہے اور عام طور پر قبرستانِ شہدا کے نام سے مشہور ہے اس میں متعدد دور کے شہدا آرام فرما ہیں اور حالیہ جہاد کے نامور کمانڈر ملا بورجان شہید بھی مدفون ہیں، ملا بور جان کی پرعزم جنگی قیادت، ہر محاذ پر کامیابی بطور مثال بیان کی جاتی ہے انہوں نے روس کو کتنے ہی محاذوں پر شکست دی طالبان کی تحریک شروع ہونے پر وہ دیگر نامور جہادی کمانڈروں ملا فضل، ملاداداللہ، ملا عبدالسلام راکٹی، ملا عبدالرزاق، جلال الدین حقانی، ملا بار محمد وغیرہ کی طرح طالبان کے ساتھ شامل ہو گئے، صوبہ پکتیا کی طرف پیش قدمی سے پہلے مشاورت ہوئی تو یہ رائے سامنے آئی کہ یہاں کے لوگ جنگجو ہیں لہذا ان سے لڑنے میں تین سال لگ سکتے ہیں لہذا جنگ کی بجائے ان کو راضی کر کے مصالحت کی صورت نکالی جائے۔ ملا بورجان نے نہایت عزم سے اس تجویز کو رد کرتے ہوئے کہا کہ تین سال نہیں صرف تین گھنٹے میں انشاء اللہ فتح ہو جائے گا اللہ تعالیٰ نے مجاہد کی زبان کو سچ کر دکھایا اور چند گھنٹوں میں پورا صوبہ فتح ہو گیا اس کے بعد انہوں نے جلال آباد کا رخ کیا اور پھر کابل کی طرف بڑھے کابل سے کچھ پہلے ٹینک کا گولہ لگنے سے شہید ہو گئے مگر ذمہ دار حضرات نے ان کی شہادت کو ظاہر نہ کیا اور ان کی جیپ بدستور آگے آگے چلتی رہی اور اس سے ہدایات جاری ہوتی رہیں شام کو جب کابل فتح ہو گیا تو پھر ان کی شہادت کا اعلان کیا گیا ان کی تدفین قندھار کے اس قبرستان میں ہوئی۔

ملا یار محمد شہید رحمہ اللہ:

گزشتہ سال بھی اس قبرستان میں ہم فاتحہ کے لئے آئے تھے مگر اس سال ملا بور جان شہید کے پہلو میں ملا یار

محمد شہید کی قبر کا اضافہ ہو چکا ہے، ممتاز عالمِ دین اور نامور جہادی کمانڈر ملا یار محمد کی شہادت ۳۵ سال کی عمر میں ہوئی ان کا تعلق صوبہ قندھار کے ضلع داماں سے ہے یہ طیارے گرانے میں شہرت رکھتے تھے انہوں نے روس کے خلاف جہاد مولوی یونس خالص کی تنظیم حزب اسلامی میں شامل رہ کر کیا کمانڈر ملا عبدالرزاق کے ساتھیوں میں سے تھے، انہوں نے جہاد کے دوران میں روس کے دو جیٹ طیارے، دو ہیلی کاپٹر اور ایک چار مارٹر بھاری ٹرانسپورٹ طیارہ گرانے کا اعزاز حاصل کیا، جہاد کے دوران دو بار زخمی ہوئی ایک بار کمیونسٹوں کے اور دوسری بار کمانڈر مسعود کے ہاتھوں گرفتار ہوئے ان کے چار چچا زاد بھائیوں نے جام شہادت نوش کیا، روس کے خلاف جہاد میں یہ قندھار کے مشرقی طرف کے اور امیرالمومنین ملا عمر مغربی طرف کے کمانڈر تھے، لوگر کی فتح کے بعد وہاں کے گورنر بنے پھر مسعود کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے رہائی کے بعد پہلے ہرات کے اور پھر غزنی کے گورنر بنائے گئے اور اسی منصب پر فائز تھے کہ مزار شریف کے محاذ پر شہید ہو گئے اپنی شہادت کے کچھ عرصہ پہلے انہوں نے ایک انٹرویو دیتے ہوئے اپنے جذبات کا اظہار ان الفاظ میں کیا:

''اگرچہ ہم ان عہدوں کے اہل نہیں ہیں لیکن امیر کا حکم واجب ہے ہم نے صرف اطاعت کی ہے یہ اللہ تعالیٰ کے امتحانات ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اس آزمائش میں ناکام نہ کرے ہمیں تو جہاد کرتے وقت زندہ رہنے کی توقع نہیں ہے سرکاری عہدے تو بہت دور کی بات ہے اگر ہمیں جنگ کا حکم ملے جنگ کرتے ہیں اگر باورچی کی ڈیوٹی دی جائے تو باورچی کا کام کریں گے.... ہمارے لئے اعزاز ہے کہ اسلامی امارت کے دست و بازو ہیں اور اللہ تعالیٰ ہم سے دین کا کام لے رہا ہے''۔

مزار حسن ابدال:

حسن ابدال امیر تیمور کے بیٹے میرزا شاہ رخ کے مرشد اور پندرھویں صدی عیسوی کے ایک مجذوب سالک بزرگ ہیں ان کا نام بابا ولی قندھاری المعروف حسن ابدال ہے ان کا تعلق سبزوار سے ہے اور قبر قندھار سے پانچ میل دور ایک پہاڑی پر ہے اس سال تو یہاں نہ جا سکے گزشتہ سال ارغنداب رود سے واپسی پر یہاں سے ہوتے ہوئے گئے تھے پاکستان میں اٹک اور ٹیکسلا کے قریب حسن ابدال کے نام سے جو جگہ معروف ہے یہ ان ہی کی بیٹھک اور چلہ گاہ ہے۔

امیرالمومنین کی زیارت:

شہداء کے مزارات پر فاتحہ خوانی کے بعد مقامِ ولایت واپس آ گئے نماز جمعہ کے لئے غسل کیا اور پھر نماز کے لئے گورنر ہاؤس کے لئے روانہ ہو گئے، کچھ حفاظتی ضروریات اور تقاضوں کی وجہ سے اور کچھ جہادی مشاورت کی مصروفیات کی وجہ سے اس سال امیرالمومنین سے ملاقات کا وقت نہ مل سکا تاہم زیارت سے محرومی بھی گوارا نہ تھی اس لئے طے پایا کیونکہ امیرالمومنین نماز جمعہ اپنے گھر کی عقبی مسجد یعنی گورنر ہاؤس میں ادا کریں گے اس لئے ہم بھی ذمہ دار حضرات سے اجازت لے کر نماز وہاں ادا کریں تاکہ امیرالمومنین سے ملاقات و مصافحہ نہ سہی کم از کم ان کی زیارت تو ہو جائے، مسجد میں امیرالمومنین کی آمد کے لئے اس کی مغربی دیوار میں دروازہ نکالا گیا ہے ہم دروازے کے سامنے مشرقی دیوار کے ساتھ صف بنا کر بیٹھ گئے امیرالمومنین نماز سے چند منٹ پہلے چند افراد کے ساتھ تشریف لائے سنتیں ادا کیں دوسری اذان ہوئی خطبہ ہوا نماز ادا کی اور نماز سے فارغ ہوتے ہی مسجد میں سنتیں ادا

گئے بغیر واپس چلے گئے۔

گزشتہ سال مولانا عبدالقدوس صاحب و مولانا جنید اللہ اختر صاحب نے نائب وزیر خارجہ اور امیر المومنین کے معاون خصوصی ملا عبدالجلیل صاحب کے ذریعے ملاقات کا وقت حاصل کر لیا ظہر اور عصر کے درمیان ساڑھے چار بجے کا وقت طے ہوا جمعرات کا دن تھا ہم والی کوٹھی سے تین ویگنوں میں ایوانِ امارت آ گئے باہر کے گیٹ سے داخل ہونے کے بعد ایک فرد نے قطار میں کھڑا کر کے آلے کے ذریعے چیکنگ کی اس کے بعد ایک گیٹ اور تھا اس کے اندر داخل ہوئے معلوم ہوا کہ سیڑھیوں کے اوپر امیر المومنین کا کمرا ہے وہی دفتر ہے اسی کا ایک گوشہ فرشی خواب گاہ ہے سوموار اور جمعرات دو رات گھر جاتے ہیں اور باقی دنوں میں شب و روز یہیں بسیرا ہے، سیڑھیوں کے قریب ایک معصوم شکل، درویش صورت دراز قامت شخص دیوار کے ساتھ کھڑا تھا سر پر سیاہ پگڑی، کندھے پر چادر رنگین لباس جو کئی دنوں کا معلوم ہو رہا تھا پاؤں میں عام سی سوفٹی تھی، ہمارے علاقائی آفیسر کے دفتر کا چپڑاسی بھی اس سے بہتر حالت میں ہوگا، اسے قابلِ اعتنا سمجھے بغیر امیر المومنین کی زیارت کے لئے اوپر جانے لگے ملا عبدالجلیل صاحب نے پوچھا کہاں جانا چاہتے ہو بتایا گیا کہ امیر المومنین سے ملاقات کے لئے ان کے کمرے میں جانے کا ارادہ ہے فرمایا امیر المومنین یہی ہیں جو تمہارے سامنے کھڑے ہیں، جب انہیں معلوم ہوا کہ ملاقات کے لئے آنے والوں میں علماء کرام بھی ہیں تو یہ ان کے اکرام کے لئے خود نیچے آ گئے ہیں۔ سب دم بخود ہو گئے آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے، دل قدم بوسی کے لئے اچھلنے لگا، زبان پر کلمات حمد و شکر جاری ہو گئے، اے اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تو نے ہمیں عمر ثالث کی زیارت نصیب فرمائی! جس نے آمریت و جمہورت کے دور میں خلافت راشدہ کی یاد تازہ کر دی، جس نے بے دینی، فحاشی اور مادیت پرستی میں تیزی سے آگے بڑھتی ہوئی قوم کو عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی طرح پلٹا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ماحول میں کھڑا کر دیا، نگاہ چہرے پر ٹک گئی دائیں آنکھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہو چکی ہے اس کو تصنع اور بناوٹ سے محفوظ رکھنا ایمانی استقامت اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے کی غمازی کر رہا تھا، کشادہ پیشانی کی مومنانہ فراست اور نور بصیرت کی عکاسی کر رہی تھی، معصوم چہرے پر گہری سنجیدگی دل و دماغ کے طوفان کی نشاندہی کر رہی تھی کم گوئی پُر عزم عمل اور مسلسل جدوجہد کے مزاج کی خبر دے رہی تھی، عجز و انکساری اور تواضع سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبدیت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلقِ عظیم سے نسبت عیاں تھی، دعا کی درخواست پر امیر المومنین نے اجتماعی دعا فرمائی اور پھر فرداً فرداً سب سے مصافحہ کیا، اور اس کے ساتھ ہی ملاقات ختم ہو گئی۔

امیر المومنین کی نماز جمعہ میں زیارت کے بعد حرکتہ المجاہدین کی گاڑی پر مقام ولایت پر واپس آ گئے کچھ دوست پاکستان واپسی کے لئے روانہ ہو گئے اور باقی دوست سو گئے نماز عصر کے بعد حرکتہ المجاہدین کے مقامی ذمہ دار تشریف لائے اور ہمیں اپنے ساتھ مقامی دفتر لے گئے کچھ دیر بیٹھنے کے بعد واپس ہوئے راستے میں نماز مغرب ادا کی اور پھر جامعہ امام ابو حنیفہ دیکھنے چل پڑے۔

جامعہ امام ابو حنیفہ:

یہ ادارہ قندھار میں واقع ہے اس کے بانی اور مہتمم مولانا محمد عمر صاحب ہیں جو افغانی ہیں اور پاکستان کی

معروف دینی درسگاہ جامعہ بنوی ٹاؤن کراچی کے فارغ التحصیل ہیں کہا جاتا ہے کہ یہ افغانستان کا پہلا تعلیمی ادارہ ہے جس میں پاکستانی دینی اداروں کی طرح درس نظامی کا باقاعدہ اہتمام کیا گیا ہے، اس مدرسہ میں چالیس اساتذہ اور دو ہزار سے زیادہ طلبہ ہیں مگر اقامتی طلبہ کی تعداد پچاس سے زیادہ نہیں کسی دینی ادارے میں شہری طلبہ کا اتنی بڑی تعداد ہونا اس علاقے کے لوگوں کی دین سے محبت کی علامت بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت بھی اساتذہ کی تنخواہ پاکستانی ایک ہزار سے دو ہزار روپے تک ہے تمام اخراجات چندے کی بجائے ایک شخص یا ایک خاندان کے ذریعے پورے ہوتے ہیں، یہ مدرسہ طلبہ کے لئے ہے طالبات کے لئے مدرسہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے نام سے علیحدہ تعلیمی ادارہ قائم کیا گیا ہے۔ گزشتہ سال بھی اس مدرسہ میں آنا ہوا مہتمم صاحب سے ملاقات نہ ہوئی البتہ ان کے بھائی مل گئے جنہوں نے کافی معلومات فراہم کیں مگر اس بار کسی ذمہ دار سے ملاقات نہ ہو سکی۔ دونوں بار اساتذہ اور طلبہ سے ملاقات نہ ہوسکنے کی وجہ یہ تھی کہ دونوں بار ہمارا یہاں آنا جمعۃ المبارک کو یعنی چھٹی کے دن ہوا۔

مدیر الادارہ قندھار سے ملاقات:

جامعہ امام ابو حنیفہ سے واپس آ کر رات کا کھانا کھایا نماز عشاء جامع مسجد خرقہ شریف میں ادا کی باقی حضرات سونے کے لئے چلے گئے مولانا جنید اللہ اختر صاحب اور راقم الحروف ہم دونوں امارت اسلامیہ کے کسی ذمہ دار سے ملنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے، اتفاق کی بات ہے ملا عبد الجلیل صاحب، ملا محمد حسن رحمانی صاحب سمیت قصر امارت اور والی کوٹھی میں کوئی بھی ذمہ دار آدمی موجود نہ تھا، مولانا جنید اللہ اختر صاحب کو اچانک خیال آیا کہ ولایت قندھار کے مدیر الادارہ (چیف سیکرٹری) مولانا محمد عبداللہ خاں صاحب سے مل لیا جائے۔ ہم دونوں مقام ولایت واپس آئے جہاں وہ ٹھہرے ہوئے تھے رات کے تقریباً گیارہ بجے تھے ہم نے دروازے پر دستک دی ایک نوجوان باہر آیا اور ہمارا پیغام اندر لے گیا چند لمحات میں واپس آیا اور ہمیں اپنے ساتھ آنے کو کہا، مدیر الادارہ کے کمرے میں داخل ہوئے فرشی بچھونے پر بیٹھے ٹیبل لیمپ کی روشنی میں مطالعہ کر رہے تھے معلوم ہوا کہ نماز فجر کے بعد پہلے ایک دینی ادارے میں سبق پڑھاتے ہیں اور پھر واپس آنے کے بعد آٹھ بجے صوبے کے چیف سیکرٹری کی حیثیت سے فرائض ادا کرتے ہیں، نوجوان ہیں، عالم دین ہیں دنیاوی امور سے بھی پوری طرح باخبر ہیں انتظامی صلاحیتوں کے مالک ہیں پاکستان سے فارغ التحصیل ہیں اس لئے اردو بڑی روانی سے بولتے ہیں، جہاد میں شریک رہے ہیں اب امیر المومنین کے حکم پر دفتری امور سرانجام دے رہے ہیں، ان سے مختلف امور پر تفصیلی گفتگو ہوئی، مشاہدات سے پیدا ہونے والی بعض غلط فہمیوں اور بعض عناصر کے پیدا کردہ شکوک و شبہات کی انہوں نے استفسارات کے جوابات کی صورت میں ہمہ پہلو وضاحت کی، مثلاً ہم نے ان سے ایک سوال کیا آج دوپہر سے پہلے ہم ایوان امارت سے گزرے تو وہاں درخواست گزاروں کی کثیر تعداد دیکھی جس سے دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں ایک یہ کہ افغانستان میں بھی پاکستان کی طرح پریشان حال لوگ کسمپرسی کے عالم میں دفاتر کے چکر لگانے میں لگے رہتے ہیں دوسرے یہ کہ مقامی متعلقہ افسر سے لے کر گورنر تک کوئی ان کی پریشانی کو سمجھنے اور اس پر توجہ کرنے کے لئے تیار نہیں جس کی وجہ سے انہیں اپنی درخواست لے کر امیر المومنین کے دفتر آنا پڑا اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ یہاں کے لوگ ناخواندہ اور سادہ ہیں انہیں معلوم نہیں کہ ان کا کام کسی دفتر سے متعلقہ ہے لہذا جو دفتر

قریب ہو وہ اپنا مسئلہ لے کر وہاں پہنچ جاتے ہیں اس کے لئے ہم ان کی راہنمائی کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور متعلقہ دفتر میں پہنچتے ہی ان کا مسئلہ بلاتاخیر حل ہو جاتا ہے اس لئے ہمارے دفتروں میں اس قسم کے سائلین کا ہجوم نہیں ہونے پاتا اور آپ نے آج جو ہجوم دیکھا ہے یہ اور نوعیت کا ہے، بامیان کے شیعوں نے بار بار حکم عدولی کی بغاوت کی اور قتل و غارت کی جس کی تفصیلات آپ اخبارات میں پڑھتے رہے ہوں گے، ان کے ظلم و تشدد کی روک تھام کے لئے امیر المومنین نے بھرپور کارروائی کا حکم دیا گولی کا جواب گولی سے دیا گیا اور اس میں بھی یہ خیال رکھا گیا کہ باغیوں کو قتل کرنے کی بجائے زندہ گرفتار کر لیا جائے جب بغاوت کچل دی گئی اور بہت سے باغی گرفتار ہو گئے تو وہاں سے بہت سے خاندان بامیان چھوڑ کر بھاگ گئے امیر المومنین نے اعلان کیا ہے کہ بامیان کے گرفتار باغیوں میں سے جس کے گھر کا کوئی فرد یہ تحریری ضمانت دے دے کہ آئندہ یہ باغیانہ کارروائیوں میں حصہ نہ لے گا اسے رہا کر دیا جائے گا یہ ہجوم سائلین کا نہیں بلکہ تحریری ضمانتیں جمع کرا کے عام معافی کے اعلان سے فائدہ اٹھانے والوں کا تھا۔ جناب وزیر الادارہ پورے دن کی تھکاوٹ اور آئندہ دن کی مصروفیات کا کسی قسم کا قولی یا فعلی تاثر دیئے بغیر خوشگوار دوستانہ ماحول میں پورے انہماک کے ساتھ محو گفتگو تھے پہلے ہمہ تن گوش ہو کر بات درمیان سے کاٹے بغیر پوری توجہ سے سنتے تھے اور پھر مبہم اور مجمل کی بجائے واضح اور مفصل جواب ارشاد فرماتے تھے۔

گفتگو کا یہ دلچسپ سلسلہ جاری تھا اچانک گھڑی پر نظر پڑی تو معلوم ہوا کہ رات کے بارہ بج چکے ہیں مولانا کے صبح کی نماز کے بعد سبق پڑھانے کا خیال آتے ہی ہم اجازت لے کر واپس آ گئے اور ان کے ارشاد سے مطابق نمازِ صبح میں مولانا جنید اللہ اختر صاحب نے ندوۃ الاحناف کے سلسلہ وار رسائل کا سیٹ ان کی خدمت میں پہنچا دیا۔

پاکستان واپسی:

۱۸ ربیع الاول بمطابق ۳ جولائی بروز ہفتہ صبح حرکۃ المجاہدین کے مقامی ذمہ دار گاڑی سمیت تشریف لائے اور ہمارے انکار کے باوجود محبت بھرے اصرار کے ساتھ گاڑی ہمیں ویگنوں کے اڈے پر پہنچا گئے قندھار سے ہم پسین بولدک آئے اور یہاں سے دوسری ویگن پر بیٹھ کر چمن کے راستے کوئٹہ پہنچے، پسین بولدک سے چمن آتے ہوئے راستے میں شریک سفر ایک بزرگ کے چہرے پر اچانک بشاشت اداسی میں بدل گئی ساتھ بیٹھے ہوئے ساتھی نے پوچھا تو فرمایا کہ ایسے محسوس ہو رہا ہے جیسا کہ رحمتوں کا نزول رک گیا ہو۔ اس نے کہا کہ جی ہاں......! آپ نے سچ فرمایا ہم اسلام کی سرزمین سے مسلمانوں کی سرزمین میں داخل ہو چکے ہیں۔

افغانستان میں ویگن میں چودہ سواریوں سے زیادہ بٹھانے کی اجازت نہیں پاکستان کے صوبہ بلوچستان میں قانونی سواریاں اٹھارہ ہو گئیں اور جب پنجاب کی حدود میں داخل ہوئے تو معلوم ہوا کہ یہاں کا قانون بائیس سواریوں کا ہے۔

۱۹ ربیع الاول بمطابق ۴ جولائی بروز اتوار رات ایک بجے کے قریب اپنے اپنے گھروں میں پہنچ گئے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ امیر المومنین کو ایمانی استقامت بصیرت و فراست میں مزید پختگی عطا فرمائے، انہیں اغیار کی سازشوں اور اپنوں کی منافقت سے محفوظ رکھے اور احیاء خلافت راشدہ کے لئے ان کی سعی کو منظور فرمائے امت مسلمہ کو ان کی امارت پر جمع فرمائے اور ان کی قیادت میں ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم لرزہ براندام کفر و نفاق کو نیست و نابود کر کے مسلم ممالک کو ممالک اسلامیہ میں تبدیل کر دیں اور غیر مسلموں کو اپنے اخلاق و کردار سے دین اسلام اور نظامِ خلافت کی طرف راغب کر دیں۔! آمین آمین ....

زندگی کے سارے سُکھ، صحّت اور تن دُرستی سے ہیں

ایلوویرا اور
منتخب نباتات کا
صحّت افزا مرکّب

تن سُکھ سے تن دُرست

تن سُکھ جسم و جاں کو تقویت پہنچاتا ہے، نظامِ ہضم اور افعالِ جگر کی اصلاح کرتا ہے۔

ہمدرد

مدینۃ الحکمۃ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ

Adarts -HTS-12/97(R)

وفاق المدارس الاحرار پاکستان کے تحت قائم دینی ادارے

اپیل: وفاق المدارس الاحرار پاکستان کے تحت قائم تیس مدارس، قرآن و حدیث کی تعلیم و تبلیغ میں مصروف ہیں۔ اخراجات کا تخمینہ تقریباً تیس لاکھ روپے سالانہ ہے۔ جس میں طلباء کی رہائش وظائف اور دیگر ضروریات، طعام، علاج، شامل ہیں۔ تعمیرات اور توسیع کے اخراجات علاوہ ہیں۔ اکثر مدارس کا خرچ وفاق کے ذمہ ہے جبکہ بعض مدارس اپنا خرچ خود پورا کرتے ہیں۔
اہل خیر سے درخواست ہے کہ اپنے عطیات اور زکوٰۃ و صدقات عنایت فرما کر اللہ سے اجر پائیں۔

- مدرسہ ختم نبوت، مسجد احرار۔ چناب نگر (ربوہ) ضلع جھنگ فون 211523۔ 04524
- بخاری پبلک سکول۔ چناب نگر (ربوہ) ضلع جھنگ
- احرار مرکز، مدنی مسجد، بخاری ٹاؤن۔ سرگودھا روڈ چنیوٹ، ضلع جھنگ (زیر تعمیر)
- مدرسہ معمورہ، جامع مسجد ختم نبوت، دار بنی ہاشم، ملتان فون 061-511961
- مدرسہ معمورہ، مسجد نور۔ تغلق روڈ ملتان ● مدرسہ محمودیہ، مسجد المعمور ناگڑیاں، ضلع گجرات
- مدرسہ معمورہ۔ 69/c حسین سٹریٹ وحدت روڈ، نیو مسلم ٹاؤن۔ لاہور فون 042-5865465
- دارالعلوم ختم نبوت، جامع مسجد چیچہ وطنی فون 0445-611657
- دارالعلوم ختم نبوت (احرار ختم نبوت سنٹر) مرکزی مسجد عثمانیہ، ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی، فون 0445-610955
- مدرسۃ العلوم الاسلامیہ، جامع مسجد گڑھا موڑ۔ ضلع وہاڑی فون 0693-690013
- مدرسہ و مسجد ختم نبوت، نواں چوک، گڑھا موڑ۔ ضلع وہاڑی ● مدرسہ معمورہ تعلیم القرآن چک P - 14 خان پور
- مدرسہ ختم نبوت، چک نمبر 88/WB گڑھا موڑ۔ ضلع وہاڑی ● مدرسہ ختم نبوت چک 76 بھگوان پورہ ضلع وہاڑی
- مدرسہ معمورہ، تعلیم القرآن۔ چک نمبر 158 الف 10.R جہانیاں ضلع خانیوال (زیر تعمیر)
- مدرسہ تعلیم القرآن رحیمیہ احرار اسلام بستی گوڑی (ضلع بہاولپور) ● مدرسہ احرار اسلام۔ مصطفیٰ آباد، کرم پور۔ ضلع وہاڑی
- مدرسہ ابوبکر صدیق، جامع مسجد ابوبکر صدیق، تلہ گنگ، ضلع چکوال فون 412201 - 05776
- جامعہ بُستانِ عائشہ رضی اللہ عنہا (برائے طالبات) دار بنی ہاشم، ملتان فون 061-511356 ● مدرسۃ البنات (برائے طالبات) گڑھا موڑ۔
- مدرسہ ختم نبوت گرین ٹاؤن نزد چونگی نمبر 8 لاہور روڈ بورے والا ضلع وہاڑی (زیر تعمیر) ● مدرسہ و مسجد معاویہ۔ جھنگ روڈ، ٹوبہ ٹیک سنگھ
- مدرسہ ختم نبوت، چشتیاں، (ضلع بہاولنگر) (زیر تعمیر) مدرسہ احرار اسلام مسجد سیدنا علی المرتضیٰ، چکڑالہ، ضلع میانوالی (زیر تعمیر)
- مدرسہ احرار اسلام، چاہ چڑھوئے والا، کلروالی، ضلع مظفر گڑھ ● مدرسہ معمورہ، مسجد معاویہ، بستی مہر بور۔ ضلع مظفر گڑھ
- مدرسہ معمورہ، الیاس کالونی، صادق آباد۔ ضلع رحیم یار خان ● مدرسہ معمورہ۔ مسجد طوبیٰ، 17 کسی۔ وہاڑی روڈ ملتان
- جامعہ معاذ رضی اللہ عنہ بدھلہ روڈ، ملتان (زیر تعمیر) ● مدرسہ احرار اسلام بستی میرک ضلع رحیم یار خان (زیر تعمیر)
- مدرسہ تعلیم القرآن مکی مسجد چوک حرم گیٹ ملتان ● مدرسہ تعلیم القرآن جامع مسجد شہلی غربی (ضلع بہاولنگر)

ترسیل زر کے لئے

بذریعہ منی آرڈر: **ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری**

● مدیر وفاق المدارس الاحرار ● امیر مجلس احرار اسلام پاکستان - دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

بذریعہ بینک: ڈرافٹ / چیک بنام مدرسہ معمورہ ملتان، حبیب بنک حسین آگاہی ملتان

(ازراہ کرم چیک بھیجتے وقت بینک کا خرچ اس میں شامل فرمادیں)